محدث بریلوی
پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد
ایم اے، پی ایچ ڈی
ادارۂ مسعودیہ
۲/۶، ۵۔ای، ناظم آباد کراچی (سندھ)
اسلامی جمہوریہ پاکستان

امام احمد رضا محدث بریلوی

پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد

ایم۔ اے، پی۔ ایچ۔ ڈی

ناشر

ادارۂ مسعودیہ کراچی

۶/۲، ۵۔ای، ناظم آباد، کراچی

(اسلامی جمہوریہ پاکستان)

نام کتاب .... محدث بریلوی

تصنیف .... پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد

کاتب .... خالد فاروق

طابع .... حاجی محمد الیاس مسعودی

مطبع .... برکت پریس

سن اشاعت .... ۱۴۲۵ھ / ۲۰۰۴ء

تعداد .... ایک ہزار

ناشر .... ادارۂ مسعودیہ کراچی

ہدیہ ....

ادارۂ مسعودیہ کی کتب ملنے کے پتے

۱۔ ادارۂ مسعودیہ: ۲/۵،۶۔ای ناظم آباد، کراچی۔فون 6614747

۲۔ضیاءالاسلام پبلی کیشنز :ضیاءمنزل (شوگن مینشن) محمد بن قاسم روڈ آف ایم۔اے۔جن
روڈ، عیدگاہ کراچی فون نمبر 2633819-2213973

۳۔ فرید بک اسٹال: 38۔اردو بازار، لاہور، فون:42-7224899-7312173

۴۔ ضیاءالقرآن: 4۔انفال سینٹر، اردو بازار، کراچی فون:2630411-2210212

۵۔ مکتبہ غوثیہ: پرانی سبزی منڈی، یونیورسٹی روڈ، پولیس چوکی محلہ فرقان آباد، کراچی نمبر۵
فون:4910584-4926110

۶۔ مکتبہ الجامعہ نقشبندیہ بستان العلوم: کڈھالہ (مجاہدہ آباد)، براستہ گجرات، آزاد کشمیر

سچائی کے نام

- جب وہ آفتاب بن کر چمکتی ہے، تاریکیاں چھٹتی چلی جاتی ہیں
- جب وہ شعاع بن کر دمکتی ہے، آنکھوں کے جالے صاف کرتی چلی جاتی ہے
- جب وہ ابر بن کر برستی ہے، خس و خاشاک بہالے جاتی ہے
- جب وہ آبِ رواں بن کر پھیلتی ہے، تشنہ روحیں سیراب ہوتی چلی جاتی ہیں
- جب وہ آبشار بن کر گرتی ہے، دلوں کے زنگ دھلتے چلے جاتے ہیں
- جب وہ پھول بن کر مہکتی ہے، مشامِ جاں معطر کرتی چلی جاتی ہے
- جب وہ شبنم بن کر ٹپکتی ہے، دل ٹھنڈے ہوتے چلے جاتے ہیں
- جب وہ بہار بن کر آتی ہے، خزاں منہ چھپاتی پھرتی ہے
- جب وہ طوفان بن کر ابھرتی ہے، سرکشوں کے منہ پھیر دیتی ہے
- جب وہ مردانہ وار آگے بڑھتی ہے، مکر و فریب پیچھے ہٹتے چلے جاتے ہیں
- جب وہ بولنے پر آتی ہے، جھوٹوں کے منہ سلتے چلے جاتے ہیں
- جب وہ رخ سے نقاب الٹتی ہے، حسینانِ جہاں منہ چھپاتے پھرتے ہیں
- جب وہ دل کی دھڑکن بن کر دھڑکتی ہے، ڈوبتی نبضیں تیرنے لگتی ہیں
- جب وہ خون بن کر رگ و پے میں دوڑتی ہے، مردہ جسموں میں جان آنے لگتی ہے

○ — جب وہ روح بن کر دلوں میں سماتی ہے، چہروں پر نکھار آتا چلا جاتا ہے

ہاں، اے سچائی!

○ — تو زندگی کی بہار ہے

○ — تو ایمان کی جان ہے

○ — تو جان کی بھی جان ہے

○ — تو سچوں کی دُلاری ہے

○ — تو محبوبوں کی پیاری ہے

○ — تو جانِ جاں محمد مصطفیٰ صلّی اللہ علیہ وسلم کی نشانی ہے۔

احقر محمد مسعود احمد عفی عنہ

آن جوہر حسن بی نشان آن شمع جمع عاشقان
آن تاج خوبان جہان آن دُرِّ دریای جہان

سنبل خجالت می‌کشد از بوی زلف عنبرین
ای شمع روشن آفتاب ای جان جانان جان من

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ابتدائیہ

اے عکسِ رخِ تو وادہ نور بصرم
تا در رُخِ تو بہ نور تو می نگرم

امام احمد رضا محدث بریلوی کی شخصیت ایک ایسا بینارۂ نور ہے جس نے انیسویں صدی عیسوی کے اواخر اور بیسویں صدی عیسوی کے اوائل میں اپنی علم و حکمت کی شعاعوں سے مسلمانانِ عالم کے ذہن و فکر کو جلا بخشی اور اپنے نعتیہ قصائد سے اُن کے دلوں کو زندہ کیا ــــــ امام احمد رضا محدث بریلوی اپنے عہد کے جینئس (عبقری) تھے ۔ ان کی شخصیت کے بے شمار پہلو ہیں، اُن کی فکر میں بلندی اور علم و دانش میں تنوع، گہرائی اور گیرائی ہے، وہ زمانے کے مزاج کو پہچانتے ہیں اور اس کے نباض بھی ہیں ۔ ان کی نظر ماضی، حال اور مستقبل پر یکساں ہے ۔

امام احمد رضا محدث بریلوی پر پچھلے ستر سالوں میں بہت کچھ لکھا جا چکا ہے لیکن یہ ایک حقیقت ہے کہ گزشتہ دو دہائیوں میں جتنا کچھ لکھا گیا ہے وہ اس سے قبل ۵۰ سالوں میں نہ لکھا جا سکا ــــــ زیرِ نظر کتاب "امام احمد رضا محدث بریلوی" پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد دامت برکاتہم العالیہ کی تصنیف ہے، یہ تصنیف ڈاکٹر صاحب نے ، مارچ ۱۹۸۲ء کو مکمل کی تھی، اس کا عربی ترجمہ ادارہ تحقیقات امام احمد رضا ، کراچی نے "رضا فاؤنڈیشن"

(جامعہ نظامیہ، لاہور) کے تعاون سے "الشیخ احمد رضا خان البریلوی" کے عنوان سے ۱۹۷۰ء میں شائع کر دیا تھا۔ عربی ترجمہ حضرت مولانا محمد عارف اللہ مصباحی زید مجدہ (استاد دارالعلوم عربیہ فیض العلوم، محمد آباد، اعظم گڑھ) نے کیا تھا ـــــــــ اس کتاب کا اصل اردو متن شائع نہ ہوا تھا، ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا، کراچی اب اس کی اشاعت کی سعادت حاصل کر رہا ہے ـــــــ اس کتاب کو لکھے ہوئے سات برس گزر چکے تھے اس لیے نظر ثانی کی ضرورت تھی، ڈاکٹر صاحب کی گوناگوں مصروفیات کی وجہ سے نظر ثانی نہ ہو سکی اور یہ کام آیندہ کے لیے چھوڑ دیا گیا، البتہ کتابت کے بعد جہاں گنجائش نظر آئی وہاں بعض ضروری اضافے کر دیئے گئے ہیں اور آخر میں محدث بریلوی کے صاحبزادگان کے مختصر حالات بھی ڈاکٹر صاحب نے شامل کر دیئے ہیں۔ اس طرح یہ اردو متن، عربی ترجمے سے زیادہ مکمل ہے۔

مسعود ملت پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب مدظلہ العالی برصغیر پاک و ہند کے نامور محقق، مصنف، ماہر تعلیم اور استادوں کے استاد معظم ہیں۔ وہ علوم اسلامیہ کے ساتھ ساتھ علوم جدیدہ پر گہری نظر رکھتے ہیں گزشتہ ۲۵ سالوں میں نہ صرف برصغیر پاک و ہند اور بنگلہ دیش بلکہ ایشیا، امریکہ اور یورپ کے دیگر ممالک میں بھی متعارف ہو چکے ہیں۔ ان کے شاگردوں اور عقیدت مندوں کا حلقہ دور دور تک پھیلا ہوا ہے جس میں مختلف علوم و فنون کے نامی گرامی ماہرین وقت شامل ہیں، یہی نہیں بلکہ بحیثیت عالم دین اور عارف کامل ان کا مرتبہ بہت بلند ہے۔ عالمی جامعات کے محققین سے ان کے روابط اور مراسلت میں روز بروز اضافہ ہو رہا ہے۔ ملکی اور غیر ملکی

سطح پر جو ڈاکٹر صاحب کی پذیرائی اور مقبولیت میں اضافہ ہوا ہے اور ہو رہا ہے وہ ان کے والد ماجد مفتی اعظم شاہ محمد مظہر اللہ علیہ الرحمہ اور امام وقت امام احمد رضا خاں محدث بریلوی کے روحانی فیض کی کرامت ہے۔ ڈاکٹر صاحب گزشتہ تیئس ۲۳ سالوں سے امام احمد رضا محدث بریلوی کی شخصیت اور علمی کارناموں پر اپنی تحقیقی نگارشات مسلسل پیش کر رہے ہیں۔ اور یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ گزشتہ ۲۰ — ۲۵ سالوں میں امام احمد رضا کے حوالے سے جو کچھ تصنیفی اور تحقیقی کام ہوا ہے یا ہو رہا ہے وہ سب کا سب یا تو ڈاکٹر صاحب کی ذاتی تحریر و تحقیق یا ان کی تحریک و تشویق کا مرہون منت ہے۔ ۱۹۷۰ء سے امام احمد رضا محدث بریلوی ان کا موضوع تحقیق ہے، وہ اس موضوع پر جدید انداز سے، متنوع جہتوں پر کام کر رہے ہیں، اب تک امام احمد رضا کی سیرت اور کارناموں پر بیسیوں کتابیں، مقالات و مضامین، تقریظات و مقدمات قلم بند کر چکے ہیں۔ یہ تعداد دو سو سے بھی تجاوز کر چکی ہے۔ فالحمد للہ علی ذلک۔ ڈاکٹر صاحب کی متعدد تصانیف اور مقالات کا عربی، انگریزی، سندھی گجراتی، پشتو، ہندی وغیرہ، بہت سی زبانوں میں ترجمہ ہو چکا ہے۔ انہوں نے امام احمد رضا محدث بریلوی کی عبقری شخصیت کو نہ صرف ملکی بلکہ عالمی سطح پر روشناس کرانے کے لیے عظیم اور بے لوث جد وجہد کی ہے۔ فجزاہم اللہ احسن الجزاء — آج آپ کی سرپرستی میں دنیا کی متعدد یونیورسٹیوں میں امام احمد رضا پر تحقیقی کام ہو رہا ہے اور ایم۔ فل اور ڈی لٹ وغیرہ کے مقالات لکھے جا رہے ہیں۔ بلاشبہ ڈاکٹر صاحب امام احمد رضا کی شخصیت پر پوری دنیا میں ایک اتھارٹی کی حیثیت رکھتے ہیں — اگر رضویات کو علم و فن کی ایک شاخ قرار دیا جائے تو ڈاکٹر صاحب یقیناً ماہر رضویات

قرار پاتے ہیں۔ انہوں نے گزشتہ ۲۰ ــــ ۲۵ سالوں میں "رضویات" پر اتنا کچھ کام کیا ہے کہ اگر پاکستان میں صحیح معنوں میں اسلامی حکومت ہوتی تو وہ ڈاکٹر صاحب کو ان کی خدمات کے اعتراف میں ڈاکٹریٹ کی اعزازی ڈگری ضرور دیتی مگر الحمدللہ وہ تو خود ڈاکٹر ہیں اور سرکاری اور دنیوی اعزازات سے بالکل بے نیاز۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ ڈاکٹر صاحب مفکر اسلام امام احمد رضا محدث بریلوی اور ان کے افکار و نظریات پر گہری نظر رکھتے ہیں، انہوں نے مسلسل مطالعہ کیا ہے اور مسلسل لکھا ہے۔ سب سے اہم بات یہ ہے کہ ڈاکٹر صاحب نے جدید تکنیک کو سامنے رکھا ہے، ان کی زبان نہایت سلیس و سادہ تحقیق بلند پایہ، طرز بیان عالمانہ و فاضلانہ ہونے کے ساتھ ساتھ دل آویز و دل نشیں ــــ اختصار و جامعیت اس کتاب کا طرۂ امتیاز ہے، دلائل و شواہد سے مزین یہ کتاب امام احمد رضا محدث بریلوی کی شخصیت، ماحول، افکار و نظریات اور علمی خدمات کو جاننے کے لیے مشعل راہ کی حیثیت رکھتی ہے "رضویات" پر یہ ایک ایسا جامع اور جدید اضافہ ہے جس سے استفادہ کیے بغیر "مطالعہ رضا" کی تکمیل ممکن نہ ہو سکے گی۔ ہماری دعا ہے کہ ڈاکٹر صاحب بادہ نوشان میکدۂ رضا کے مشام جاں کو اسی طرح معطر کیے جائیں ؎

جام پہ جام لائے جا، شانِ کرم دکھائے جا
پیاس مری بجھائے جا، روز نئی بلائے جا

ادارہ

فہرس

افتتاحیہ

امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمہ عالم اسلام کے عظیم دانائے راز تھے، اُن کی مومنانہ فراست و بصیرت اپنے زمانے سے آگے دیکھتی تھی ـــــ انہوں نے جو کچھ کہا، مستقبل نے اس کی تصدیق کی ـــــ وہ کون تھے؟ ـــــ وہ کیا تھے؟ ـــــ اللہ ہی بہتر جانتا ہے ـــــ ہم نے آج تک اُن کو نہ جانا نہ پہچانا ـــــ ۲۲ سال مسلسل مطالعے کے بعد یہ راز کھُلا کہ وہ علم و دانش کے ایک سمندر تھے ـــــ ہم ابھی تک اس سمندر کے ساحل تک بھی نہ پہنچ سکے۔

ـــــ ایک علم وہ ہے جو ہم اسکولوں اور کالجوں میں حاصل کرتے ہیں ـــــ ایک علم وہ ہے جو ہم یونیورسٹیوں اور دانش گاہوں میں حاصل کرتے ہیں ـــــ مگر ایک علم وہ ہے جو حاصل کرنے سے حاصل نہیں ہوتا ـــــ جو عطا کیا جاتا ہے جس پر اُس کریم کا فضل ہوتا ہے اس کو دیا جاتا ہے ـــــ قرآن شاہد ہے تاریخ تصدیق کرتی ہے ـــــ یہ علم انبیاء و رسل کو دیا جاتا ہے ـــــ پھر انہیں کے صدقے علماء و عرفاء کو دیا جاتا ہے ـــــ یہ علم امام احمد رضا کو بھی دیا گیا ـــــ اسی علم کی ایک جھلک دیکھ کر ڈاکٹر سر ضیاء الدین انگشت بدنداں رہ گئے ـــــ اسی علم کی ایک جھلک دیکھ کر امریکی ہئیات داں پروفیسر البرٹ ایف۔ پورٹا دم بخود رہ گیا ـــــ اور اسی علم کی ایک جھلک دیکھ کر علمائے عرب و عجم حیران رہ گئے ـــــ امام احمد رضا کا یہ علم ابھی

ہماری نگاہوں سے پوشیدہ ہے ــــــ ہم تو اس علم کو بھی نہ پا سکے جو اُن کی فکرِ رسا نے پایا تھا ــــــ اس علم کی کیا بات کی جائے، جہاں عام انسانی فکر کی بھی رسائی نہیں۔

○

تاریخ و ادب کی کتابوں میں نہ جانے کیوں اس عظیم انسان کو نظر انداز کیا گیا ــــــ اربابِ علم و دانش حیران ہیں ــــــ یکم دسمبر ۱۹۹۲ء کو بریلی جانا ہوا، وہاں ایک ملاقات میں ڈاکٹر وسیم بریلوی (صدر شعبہ اردو روہیل کھنڈ یونیورسٹی بریلی) نے باتوں باتوں میں فرمایا ــــــ اردو ادب کی کتابوں میں امام احمد رضا کا ذکر کیوں نہیں کیا گیا؟ ــــــ یہ غفلت کیوں برتی گئی؟ ــــــ جو دیکھ رہے تھے، جو سن رہے تھے، انہوں نے کیوں ذکر نہ کیا؟ ــــــ

ڈاکٹر وسیم صاحب سراپا سوال بن گئے ــــــ گزشتہ بیس برسوں میں امام احمد رضا سے متعلق جو حقائق سامنے آئے ہیں انہوں نے ہر منصف مزاج ادیب، شاعر اور دانشور کو سوالیہ نشان بنا دیا ہے ــــــ اس کی نظر میں بہت سی محترم ہستیاں، مجرم نظر آنے لگی ہیں ــــــ ماضی کی مجرمانہ غفلتوں کا یہ ردعمل ہوا کہ جنہوں نے امام احمد رضا کو دیکھا نہ تھا یا جن کو اتنا بدگمان کر دیا تھا کہ وہ دیکھنا نہ چاہتے تھے ــــــ وہ اب امام احمد رضا پر خود تحقیق کر رہے ہیں اور محققین کی نگرانی کر رہے ہیں۔

چنانچہ پروفیسر ڈاکٹر وسیم صاحب نے امام احمد رضا پر کام کا بیڑا اٹھایا وہ اس وقت مندرجہ ذیل تین اسکالروں کی نگرانی کر رہے ہیں:۔

۱۔ مولانا عبد النعیم عزیزی جو امام احمد رضا کی نثر نگاری پر روہیل کھنڈ یونیورسٹی سے ڈاکٹریٹ کر رہے ہیں۔

۲۔ جناب مختار احمد صاحب جو امام احمد رضا کی شاعری پر اسی یونیورسٹی سے ڈاکٹریٹ کر رہے ہیں۔

۳۔ نگہت فاطمہ صاحبہ جو امام احمد رضا کے برادر خورد مولانا حسن رضا خاں حسن (شاگرد داغ) بریلوی کے حالات اور ادبی خدمات پر اسی یونیورسٹی سے ڈاکٹریٹ کر رہی ہیں۔

اور یہ اسی غفلت کا ردِ عمل ہے کہ روہیل کھنڈ یونیورسٹی بریلی کی اُردو نصاب کمیٹی کے کنوینر پروفیسر نواب حسین خاں نظامی (شعبہ اردو، بریلی کالج) کی ذاتی کوشش سے پہلی مرتبہ ایم، اے (اُردو) کے پہلے پرچے میں امام احمد رضا خاں بریلوی اور مولانا حسن رضا خاں بریلوی کی نعتیں شامل کی گئیں، عرصہ ہوا سندھ یونیورسٹی، حیدرآباد میں ایم۔ اے اُردو کے نظم کے پرچے میں پروفیسر ڈاکٹر غلام مصطفٰے خاں کی کوشش سے امام احمد رضا کا نعتیہ قصیدہ شامل کیا گیا ـــــ پروفیسر نواب حسین خان نظامی نے ایک اور اہم کام یہ کیا کہ ایم۔ اے (اُردو) کے ساتویں پرچے میں جو ایک مصنف کے مطالعہ کے لیے مخصوص ہوتا ہے امام احمد رضا کا نام شامل کرایا۔ اس کی نظیر پاک و ہند کی کسی یونیورسٹی میں نہیں ملتی ـــــ پروفیسر نواب حسین خاں صاحب کی نگرانی میں سید مجیب الرضا، مفتی اعظم ہند مولینا مصطفٰے رضا خاں "شخصیت و فن" کے عنوان پر ڈاکٹریٹ کے لیے تحقیق کر رہے ہیں اس کے علاوہ امام احمد رضا کے والد ماجد مولانا محمد نقی علی خاں کی حیات اور ادبی کارناموں پر بھی تحقیق کر رہے ہیں ـــــ آپ نے ملاحظہ فرمایا غفلتوں کا ردِ عمل کیا ہوا؟ ـــــ اور یہ اسی غفلت کا ردِ عمل ہے کہ بریلی کالج کے شعبۂ عربی کے انچارج پروفیسر محمود حسین بریلوی نے امام احمد رضا کے عربی آثار پر علی گڑھ مسلم یونیورسٹی سے ایم۔ فل کیا اور پروفیسر

ڈاکٹر عبد الهادی ندوی نے موصوف کی نگرانی فرما کر عدل گستری اور دست قلبی کی روشن مثال قائم کی ـــــ پروفیسر محمود حسین بریلوی نے عربی کے ڈپلوما کورس میں تحقیق کے لیے نصابی شخصیات میں امام احمد رضا کا نام بھی شامل کرایا ـــ یہ ایک اہم کام کیا ـــــ حق کو چھپایا نہیں جا سکتا ـــــــ ایک زمانہ آتا ہے کہ چھپانے والے خود چھپتے پھرتے ہیں۔ ـــــــــ

لیڈن یونیورسٹی (ہالینڈ) کے مشہور محقق پروفیسر جے۔ ایم۔ ایس بلیان، علوم اسلامیہ کے بین الاقوامی اسکالر ہونے کے باوجود امام احمد رضا سے قطعاً واقف نہ تھے ـــــ ۶۵ سال کی عمر تک وہ بے خبر رہے، آج سے دس سال قبل جب باخبر کیا گیا تو حیران رہ گئے ـــــ اور اپنی بے خبری پر نادم و شرمسار ـــــ وہ حیران تھے کہ وہ بار بار پاک و ہند کے دانشوروں اور محققین و فضلاء سے ملے مگر کسی نے ذکر تک نہ کیا، کتابوں میں ذکر کرنا تو بہت دور کی بات ہے ـــــ ابتداء میں اُن کو یقین نہ آیا، پھر جب خود مطالعہ کیا تو اُن کی حیرانگی بڑھتی گئی ـــــ اب جب بین الاقوامی کانفرنسوں میں اسلامی موضوعات پر مقالات پڑھتے ہیں تو اس میں امام احمد رضا کا ذکر ضرور کرتے ہیں، چنانچہ فرانس، جرمنی، ہنگری وغیرہ کی بین الاقوامی کانفرنسوں میں جو مقالات پڑھے ان میں امام احمد رضا کی تصانیف سے استفادہ کیا ہے ـــــ ایک زمانہ تھا جب دانش گاہوں میں امام احمد رضا کا ذکر معیوب سمجھا جاتا تھا مگر اب جس دانش گاہ میں امام احمد رضا پر اعتماد سے گفتگو کی جا سکتی ہے اور سننے والے سنتے ہیں ـــــ خود راقم نے ۲۸ر نومبر ۱۹۹۲ء کو علی گڑھ مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ کے کینیڈی ہال میں خطاب کیا، امام احمد رضا پر کھل کر بات کی، اساتذہ و طلباء نے یہ گفتگو توجہ سے سُنی بلکہ اجلاس ختم ہونے کے بعد جس والہانہ انداز سے

انہوں نے معانقہ و مصافحہ کیا اُس سے اندازہ ہوتا تھا کہ وہ سچی باتیں سننے کے لیے بے چین تھے، اسی طرح بریلی جانا ہوا تو وہاں ڈاکٹر وسیم صاحب کے اصرار پر بریلی کالج کے شعبہ اُردو میں ۲ ر دسمبر ۱۹۹۲ء کو طلباء سے خطاب کیا اور امام احمد رضا کے بارے میں بعض حقائق بتائے، سب نے راقم کی باتیں اس توجہ اور ذوق و شوق سے سنیں گویا ان کو اپنے ہی گھر میں ایک خزانہ مل رہا ہو۔

○

امام احمد رضا کی شخصیت و فکر سے واقف نہ ہونے کی وجہ سے بعض اہلِ علم نے اُن سے غلط باتیں منسوب کر دی ہیں ——— یہاں ہم صرف ایک مثال پیش کریں گے ——— ہندوستان کے مشہور فاضل مولوی ابوالحسن علی ندوی نے نزہتہ الخواطر میں امام احمد رضا سے متعلق جہاں بعض اچھی باتیں لکھی ہیں وہاں یہ بھی لکھ دیا ہے :-

قلیل البضاعۃ فی الحدیث والتفسیر

(نزہتہ الخواطر، ج ۸، ص ۴۲)

(حدیث و تفسیر میں فرومایہ تھے)

لیکن حقائق کی روشنی میں علی میاں کی یہ بات صحیح نہیں معلوم ہوتی ———

امام احمد رضا سے جب دریافت کیا گیا :-

آپ نے حدیث شریف کی کون کون سی کتابیں درس کی ہیں ؟

(امام احمد رضا : اظہار الحق الجلی، بمبئی، ۱۹۹۶ء، ص ۲۴)

تو آپ نے جواباً مندرجہ ذیل کتبِ حدیث کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا :-

مسند امام اعظم و موطا امام محمد و کتاب الآثار امام محمد و کتاب الخراج امام ابو یوسف و کتاب الحجج امام محمد و شرح معانی الآثار امام طحاوی

موطا امام مالک و مسند امام شافعی و مسند امام محمد و سنن دارمی بخاری و مسلم و ابوداؤد و ترمذی و نسائی و ابن ماجہ و خصائص نسائی و ملتقی الجار و ذو علل متناہیہ و مشکوٰۃ و جامع کبیر و جامع صغیر و ذیل جامع صغیر و منتقی ابن تیمیہ و بلوغ المرام و عمل الیوم و اللیلہ ابن السنی و کتاب الترغیب و خصائص کبریٰ و کتاب الفرج بعد الشدۃ و کتاب الاسماء و الصفات وغیرہ پچاس سے زائد کتب حدیث میرے درس و تدریس و مطالعہ میں رہیں۔

(اظہار الحق الجلی، ص ۲۴ - ۲۵)

جس محدث کے زیر مطالعہ پچاس سے زیادہ کتب حدیث رہی ہوں علم حدیث میں اس کے بلند مرتبہ کا بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ امام احمد رضا محدث بریلوی کے اس جواب پر علم حدیث و نقد میں ان کی تصانیف اور شروح و حواشی شاہد ہیں ـــــ امام احمد رضا کے تلمیذ رشید اور خلیفہ علامہ محمد ظفر الدین رضوی نے محدث بریلوی کی کتابوں سے اخذ کر کے احادیث کا ایک عظیم مجموعہ مرتب کیا تھا جو چھ مجلدات پر مشتمل تھا، اس کی دوسری جلد کے دیباچے میں وہ لکھتے ہیں:-

ولنقدم قبل الشروع فی المقصود مقدمۃ۔ یشتمل فوائد التقطھا من تصانیف العلماء لاسیما سیدی و ملاذی، شیخی واستاذی . . . . . . مولانا الشاہ احمد رضا خان القادری الخ

(جامع الرضوی، حیدرآباد سندھ ۹۳ھ، ج ۲، ص ۲)

اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ علامہ موصوف نے کتاب کے مقدمے میں بھی دوسرے علماء کے علاوہ خاص طور پر امام احمد رضا کی تصانیف سے استفادہ کر کے علم حدیث سے متعلق بہت سے بیش قیمت نکات و فوائد جمع کئے تھے

ـــــــ علامہ موصوف نے مقدمہ میں اس قسم کے ۲۲ نکات کا ذکر کیا ہے جو صفحہ ۴ سے صفحہ ۲۶ تک پھیلے ہوئے ہیں اور لائقِ مطالعہ ہیں ـــــــــــ

جامعہ ملیہ، دھلی کے استاد ایس ایم خالد الحامدی (شعبہ عربی) علم حدیث میں علمائے پاک و ہند کی خدمات پر تحقیق کر رہے ہیں، موصوف، راقم کے نام اپنے ایک خط میں لکھتے ہیں :-

> گزشتہ سال کے آخری چار مہینے ۔۔۔۔۔۔ میں میں اپنے تحقیقی مقالے کے سلسلے میں اہم علمی مراکز، مدارس اور کتب خانوں کے دورں پر رہا، الحمدللہ کافی مواد میسر آیا، بریلی بھی گیا تھا، وہاں کے حضرات نے اس سلسلے میں بڑی دلچسپی کا اظہار کیا تھا اور جب میں نے انہیں بتایا کہ اعلیٰ حضرت کی علم حدیث پر تالیفی خدمات کی تعداد ۴۳ تک پہنچتی ہے تو وہ دنگ رہ گئے۔ (محررہ ۲۰ / فروری ۱۹۹۲ء)

غالباً علم حدیث میں اسی مہارت کی وجہ سے بعض علمائے عرب و عجم نے امام احمد رضا کو "امام المحدثین" تسلیم کیا ہے ـــــــ پروفیسر ڈاکٹر اقبال احمد انصاری ندوی (سابق صدر شعبۂ علوم اسلامیہ، علی گڑھ مسلم یونیورسٹی) نزھۃ الخواطر پر تبصرہ فرماتے ہیں، جب راقم نے ایک ملاقات میں ایسی غلطیوں کی طرف متوجہ کیا تو انہوں نے بڑی وسعت قلبی سے فرمایا کہ اغلاط کی نشاندھی کر دی جائے، اصلاح کر دی جائے گی ـــــــ حقیقت میں امام احمد رضا کی شخصیت و فکر کے بعض گوشے ابھی تک محققین کی دسترس سے باہر ہیں۔

امام احمد رضا پر روز بروز نئی معلومات سامنے آتی جاتی ہیں ـــــ ابھی کی بات ہے یکم دسمبر ۱۹۹۲ء کو بریلی جانا ہوا، وہاں جامعہ نوریہ رضویہ کے استاد مولانا محمد حنیف رضوی نے مشہور درسی کتاب ہدیہ سعیدیہ پر امام احمد رضا کے

حواشی دکھائے ـــــــ اس سے کچھ قبل صاحبزادہ سید وجاہت رسول قادری بہت سے مخطوطات لائے، صحیح بخاری شریف اور الاشباہ والنظائر پر امام احمد رضا کے قلمی حواشی بھی دکھائے جو علامہ اختر رضا خاں ازہری کی عنایت سے ملے ـــــــ پروفیسر محمود حسین بریلوی کی عنایت سے بھی بہت سے مخطوطات ملے ـــــــ علامہ توصیف رضا خاں (بریلی) نے ایک ملاقات میں فرمایا کہ ان کے پاس فتاویٰ رضویہ کی بارہویں جلد کا قلمی نسخہ موجود ہے ـــــــ یہ چند علمی نوادر وہ ہیں جن کا علم حال ہی میں ہوا ہے ـــــــ اس سے قبل امام احمد رضا کے بہت سے قلمی نوادرات سامنے آئے ـــــــ ایک عظیم ذخیرہ راقم کے کتب خانے اور ادارہ تحقیقات امام احمد رضا، کراچی کے کتب خانے میں موجود ہے ـــــــ اور ایک عظیم خزانہ ابھی نظروں سے اوجھل ہے، ہر آنے والا دن ایک نئی خبر لے کر آرہا ہے ـــــــ

○

امام احمد رضا کی شخصیت و فکر پر جو پردے پڑے ہوئے تھے، ان کو اٹھانے کے لیے راقم نے ۱۹۷۰ء سے امام احمد رضا کو موضوعِ تحقیق بنایا اور امام احمد رضا کی تلاش میں چل پڑا ـــــــ اب تک چل رہا ہوں، پانے کی جستجو میں لگا ہوا ہوں ـــــــ ایک منزل آتے ہی دوسری منزل نظر آنے لگتی ہے ـــــــ شوق، قلم کا رفیق سفر ہے۔ رواں دواں رکھتا ہے ـــــــ اب تک نہ معلوم کتنی کتابیں لکھی جا چکی ہیں اور کتنے مقالے قلم بند کیے جا چکے ہیں مگر قلم کا سفر ہنوز جاری و ساری ہے اور نہ معلوم کب تک جاری رہے ـــــــ اس وقت دنیا میں بہت سے ادارے امام احمد رضا پر کام کر رہے ہیں، ایسے اداروں میں رضا فاؤنڈیشن (لاہور) نہایت ممتاز ہے، یہ ادارہ حضرت علامہ مفتی محمد

عبدالقیوم ہزاروی مدظلہ العالی (مہتمم جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور) کی نگرانی میں فتاویٰ رضویہ کی از سر نو تدوین و تخریج، تزئین و ترتیب اور ترجمے کا کام کر رہی ہے اس وقت تک صرف جلد اوّل (مکمل) اور جلد دوم کا کچھ حصّہ نئی تدوین کے بعد مندرجہ ذیل چار ضخیم مجلدات میں شائع ہو گیا ہے :-

جلد اوّل،	لاہور ۱۹۹۰ء،	۸۳۵ صفحات
جلد دوم،	لاہور ۱۹۹۱ء،	۷۱۰ صفحات
جلد سوم،	لاہور ۱۹۹۲ء،	۷۵۶ صفحات
جلد چہارم،	لاہور ۱۹۹۳ء،	۷۶۰ صفحات

فتاویٰ رضویہ بارہ مجلدات پر مشتمل ہے۔ حضرت مفتی صاحب مدظلہ العالی کی سرپرستی میں یہ اہم کام اسی رفتار سے ہوتا رہا تو انشاء اللہ تعالیٰ فتاویٰ رضویہ کی چالیس سے زیادہ جلدیں ہو جائیں گے ـــــــــــ دیگر تحقیقی اداروں میں المجمع الاسلامی (مبارک پور) رضا اکیڈمی (لاہور) رضا اکیڈمی ربوہ۔ کے) رضا اکیڈمی (بمبئی) وغیرہ قابلِ ذکر ہیں اور اشاعتی اداروں کی خدمات تو ناقابلِ فراموش ہیں ـــــــــــ عالمی جامعات میں جو کام ہوا ہے اس کی کچھ تفصیلات راقم نے اپنے مقالے امام احمد رضا اور عالمی جامعات (صادق آباد ۱۹۹۱ء) میں دی ہیں لیکن اب تحقیق کا دائرہ بہت وسیع ہو چکا ہے ـــــــــــ بیس سال قبل دنیا کی یونیورسٹیوں کے ارباب بسط و کشاد سے اپیل کی تھی کہ وہ امام احمد رضا کی شخصیت و فکر کی طرف متوجہ ہوں، فضلاء کو تحقیق کی اجازت دیں، شکر ہے کہ یہ آواز صدا بالصحرا نہ ہوئی بلکہ نقش کالحجر ہو گئی ـــــــــــ کام کا آغاز ہوا اور دیکھتے ہی دیکھتے پھیلتا چلا گیا ـــــــــــ نئی نئی جہتوں سے کام ہو رہا ہے ـــــــــــ اس وقت برّاعظم ایشیا، برّاعظم امریکہ، برّاعظم افریقہ، اور برّاعظم یورپ کی تقریباً بیس

یونیورسٹیوں اور علمی اداروں میں امام احمد رضا پر تحقیقی کام ہو رہا ہے، ادارہ تحقیقات امام احمد رضا، کراچی ان سے علمی تعاون کر رہا ہے ــــــ پیش نظر مقالہ پاکستان نیشنل ہجرہ کونسل (اسلام آباد) کے ڈائریکٹر ڈاکٹر نبی بخش بلوچ کی فرمائش پر ۱۹۸۶ء میں لکھا گیا تھا، موصوف کی اجازت سے اس مقالہ کا عربی ترجمہ ۱۹۹۲ء میں ادارہ تحقیقات امام احمد رضا، کراچی نے شائع کر دیا ہے اور اب ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا کراچی اس کو شائع کر رہا ہے۔ جس کی دینی خدمات ناقابلِ فراموش ہیں ــــــ اس مقالے میں جن علمی نوادرات کے عکس پیش کیے جا رہے ہیں وہ ان کرمفرماؤں کی عنایت سے ملے ہیں ــــــ مولانا ساجد علی خاں مرحوم مولانا خالد علی خاں صاحب، علامہ اختر رضا خاں صاحب ازہری، علامہ سبحان رضا خاں صاحب، مولانا سید ریاست علی قادری مرحوم، صاحب زادہ سید وجاہت رسول قادری، پروفیسر محمود حسین بریلوی ــــــ فقیر ان سب محسنین کا تہہ دل سے ممنون ہے۔

○

امام احمد رضا پر تحقیق کی ضرورت اس لیے محسوس کی جا رہی ہے کہ وہ سوادِ اعظم اہل سنت کے علم بردار ہیں ــــــ ان کے جذبے میں بڑا خلوص ہے ــــــ ان کی فکر میں بڑی گہرائی ہے ــــــ اس وقت عالم اسلام کو ان کی ضرورت ہے ــــــ انھوں نے عشقِ مصطفےٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو ملت کی فکری اساس قرار دیا ــــــ ان کے نزدیک زندگی عشقِ مصطفےٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) سے عبارت ہے ــــــ جب تک یہ عشق ہماری رگ رگ میں نہیں سماتا، ہم زندہ ہوتے ہوئے بھی مردہ ہیں ــــــ ایک زندہ ہزار مردوں پر بھاری ہے ــــــ قرآن حکیم نے زندگی کے اس فلسفے کو بتایا ــــــ ہم زندہ ہو گئے تو کوئی مار نہیں سکتا ــــــ ہماری بدبختی کی انتہا ہے کہ ہم نصاریٰ سے آس لگائے

بیٹھے ہیں اور نصاریٰ کی دوستی پر فخر کرتے ہیں ـــــــ ان کی اداؤں کو اپنانے شرم نہیں آتی ـــــــ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی اداؤں کو اپناتے شرم آتی ہے ـــــــ ہم گمراہی کی کس ظلمت میں گم ہو گئے ـــــــ ؟ امام احمد رضا نے ستر سال قبل ملت اسلامیہ کو خبردار کیا تھا کہ نصاریٰ اور یہود و ہنود سب ملت اسلامیہ کے بدخواہ ہیں، ان سے دوستی نہ کرنا، ان کو اپنا نہ سمجھنا، ان کو رازدار نہ بنانا، جس نے ان کو خیرخواہ سمجھا، اس نے ٹھوکر کھائی ـــــــ

امام احمد رضا کی نظر میں جمال مصطفےٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) ایسا سمایا ہوا ہے کہ نظروں میں کوئی جچتا ہی نہیں ـــــــ ان کے نزدیک ہماری ساری توانائیاں اور ہمارا جینا مرنا سب محمد مصطفےٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے لیے ہے ـــــــ

کیا خوب فرمایا ؎

دھن میں زباں تمہارے لیے، بدن میں ہے جاں تمہارے لیے
ہم آئے یہاں تمہارے لیے، اٹھیں بھی وہاں تمہارے لیے

امام احمد رضا نے اس حقیقت کو سنجیدگی سے محسوس کیا کہ ملت اسلامیہ کو دامن مصطفےٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) سے وابستہ کرنے کی ضرورت ہے، یہ وہ حقیقت ہے جو آج اسلام کا درد رکھنے والا ہر دانشور محسوس کر رہا ہے ـــــــ امام احمد رضا نے ہر اس فکر کے خلاف جہاد کیا جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک عام انسان کی صف میں کھڑا کرنے کی کوشش کر رہا تھا، آج بھی دین کے لبادے میں بہت سی جماعتیں اس کوشش میں مصروف ہیں ـــــــ امام احمد رضا نے سقوط سلطنت اسلامیہ کے فوراً بعد پست ہمت مسلمانوں کے حوصلے بڑھائے، اُن کے دلوں کو عشق مصطفےٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی گرمی سے گرمایا اور اسی دولت عشق کا احساس دلا کر کم مائیگی کا احساس مٹایا ـــــــ امام احمد رضا نے ایک بھرپور

تحریک چلائی، آج کے تاریک دور میں اسی جذبۂ عشق کی ضرورت ہے جو کمزوروں کو توانا، مغلوبوں کو غالب، محکوموں کو حاکم اور غلاموں کو بادشاہ بنا دیا کرتا ہے ——— امام احمد رضا، عاشقوں کے سردار اور اُس سوادِ اعظم اہلِ سنت کے علم بردار تھے جو کبھی پورے عالمِ اسلام پر چھایا ہوا تھا ——— ایک زمانہ تھا جب مسلمانانِ پاک و ہند اور بنگلہ دیش میں اہلِ سنت وجماعت کے علاوہ کوئی نہ تھا، حضرت امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ سات سو برس پہلے کے دینی ماحول کا اپنے ایک شعر میں یوں نقشہ کھینچتے ہیں :۔

زہے ملک مسلماں خیز دیں جوئے　　کہ ماہی سُنّی خیزد از جوئے

ترجمہ : واہ ! ہندوستان کیسا مسلمان خیز اور اسلام کے متلاشیوں کا ملک ہے، یہاں تو نہر سے مچھلی بھی نکلتی ہے تو وہ بھی سُنّی ہوتی ہے

اور تقریباً چار سو برس پہلے کی دینی فضا کا حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ یوں ذکر فرماتے ہیں :۔

تمام سکّانِ ہندوستان از اہلِ اسلام بر عقیدۂ حقہ اہلِ سنت وجماعت اند ونشانے از اہل بدعت و ضلالت دراں دیار پیدا نیست وطریقہ مرضیہ حنفیہ دارند (ردّ روافض، لاہور ۱۹۶۳ء، ص ۹)

ترجمہ : ہندوستان کے تمام مسلمان باشندے اہلِ سنت وجماعت کے سچے عقیدے پر قائم ہیں اور اس ملک میں بدعتیوں اور گمراہوں کا نام و نشان تک نہیں، سب کے سب حنفی ہیں۔

ان حقائق و شواہد سے آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ چند صدیاں پہلے پاک و ہند اور بنگلہ دیش کی دینی فضا کیسی تھی؟ اور اب جو حال ہے، آپ کے سامنے ہے، گویا یہ ممالک ایک چراگاہ ہیں جہاں ہر کوئی چرتا پھرتا ہے ———

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ نے بدعتی اور بد عقیدہ کے متعلق جو اظہار خیال فرمایا ہے، امام احمد رضا، ندوۃ العلماء کے سنی عالم مولانا محمد علی مونگیری کے نام ایک مکتوب میں اس کا یوں ذکر فرماتے ہیں:۔

حضرت شیخ مجدد الف ثانی صاحب رحمہ اللہ کا ایک ارشاد یاد دلاتا ہوں اور اس عین ہدایت کے امتثال کی امید رکھتا ہوں، حضرت مجدد اپنے ایک مکتوب شریفہ میں ارشاد فرماتے ہیں:۔

"فساد مبتدع زیادہ از فسادِ صحبت صد کافر است"

(مکتوبات امام احمد رضا خاں بریلوی، لاہور ۱۹۸۶ء ص ۹۰ - ۹۱)

امام احمد رضا ہر بدعتی اور بد عقیدہ کو کافر و مشرک سے زیادہ خطرناک سمجھتے تھے اسی لیے زندگی بھر اہلسنت و جماعت کے عقائد کی حفاظت کرتے رہے۔ عقیدہ ہی فکری اتحاد کی بنیاد ہے، یہ بکھر گیا تو ملت بکھر گئی ــــــ دشمنانِ اسلام نے رخنے ڈال کر ملتِ اسلامیہ کو ٹکڑیوں میں تقسیم کرنا شروع کیا ــــــ امام احمد رضا ہر تقسیم کے خلاف تھے ــــــ وہ اتحاد عالم اسلامی کے داعی تھے ــــــ جب کارواں لٹ رہا تھا، وہ لوٹنے والوں کا تعاقب کر رہے تھے اور لٹنے والوں کے دامن کھینچ کھینچ کر بلا رہے تھے ــــــ سیدھے راستہ سے ہٹ کر نئی نئی راہیں بنانے والوں کا پیچھا کر رہے تھے ــــــ امام احمد رضا کے زمانے میں ظاہر ہونے والی تمام نئی نئی تحریکوں کے نتائج آج ہمارے سامنے آچکے ہیں ــــــ ان نتائج کو سامنے رکھ کر امام احمد رضا کے فکر و تدبر کا بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے ــــــ کوئی صاحب ہمت جوانِ صالح اس طرف متوجہ ہوں! ــــــ امام احمد رضا کے فکر و تدبر کے عظیم ذخیرے جس کو فتاویٰ رضویہ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے، کھنگالیں

—— اس خدا داد دانش کا خود نظارا کریں اور دوسروں کو نظارہ کرائیں —— آج ہم کو امام احمد رضا کی ضرورت ہے —— وہ دلوں کی آواز ہیں —— وہ وقت کی پکار ہیں ؂

تو مری رات کو مہتاب سے محروم نہ رکھ
ترے پیمانے میں ہے ماہِ تمام اے ساقی!

۲۴ رجب المرجب ۱۴۱۳ھ
۸ جنوری ۱۹۹۳ء

احقر محمد مسعود احمد
کراچی۔ سندھ۔ پاکستان

باسمہ تعالیٰ

امام احمد رضا خاں

محدّث بریلوی

۱۲۷۲ھ / ۱۸۵۶ء تا ۱۳۴۰ھ / ۱۹۲۱ء

حالات

امام احمد رضا خاں محدّث بریلوی مضافات قندھار (افغانستان) کے ایک قبیلے بڑہیچ سے تعلق رکھتے تھے[1]۔ ان کے اجداد افغانستان سے ہندوستان آئے۔ والد ماجد مولانا محمد نقی علی خاں (م ۱۲۹۷ھ / ۱۸۸۰ء) اور دادا مولانا محمد رضا علی خاں (م ۱۲۸۲ھ / ۱۸۶۶ء) بلند مرتبہ عالم اور مصنّف تھے[2] ـــــ محدّث بریلوی نے اپنے

---

[1] (و) محمد ظفر الدین رضوی: حیات اعلیٰ حضرت (۱۹۳۸ء / ۱۳۶۹ھ) مطبوعہ کراچی، ص ۲

(ب) ایم۔ انور رومان: سیستان، مطبوعہ لاہور ۱۹۸۰ء

[2] (و) رحمان علی: تذکرۂ علمائے ہند، مطبوعہ کراچی ۱۹۶۱ء ص ۱۹۳ و ۵۳۰

(ب) سید محمد عبداللہ ڈاکٹر: یادگاری خطبہ مورخہ ۱۷ اگست ۱۹۸۲ء، آرٹ کونسل کراچی

والد کی تیس[۳۰] تصانیف کا ذکر کیا ہے[۱] ــــــ محدث بریلوی ۱۰ شوال ۱۲۷۲ھ مطابق ۱۴ جون ۱۸۵۶ء کو بریلی[۲] میں پیدا ہوئے[۳]

محدث بریلوی نے علوم منقولہ و معقولہ اپنے والد مولانا محمد نقی علی خاں اور دوسرے اساتذہ سے حاصل کیے مثلاً شاہ آل رسول مارہروی (م ۱۲۹۷ھ / ۱۸۷۹ء) مولانا عبد العلی رام پوری (م ۱۳۰۳ھ / ۱۸۸۵ء)، شاہ ابو الحسین احمد النوری (م ۱۳۲۴ھ / ۱۸۸۳ء) اور مرزا غلام قادر بیگ۔ محدث بریلوی کو ۵۵ علوم و فنون میں مہارت حاصل تھی جس کا انہوں نے خود ذکر کیا ہے اور تمام علوم و فنون کی تفصیلات دی ہیں۔[۴]

۲۱ علوم و فنون انھوں نے اپنے والد سے حاصل کیے جن کی تفصیل یہ ہے:

قرآن، حدیث، اصول حدیث، فقہ، اصول فقہ، تفسیر، اصول تفسیر، عقائد، کلام، نحو، صرف، معانی، بیان، بدیع، منطق، مناظرہ، فلسفہ، تکسیر، ہیأۃ، حساب، ہندسہ[۵]

---

[۱] احمد رضا خاں: ترنم حسام الحرمین فی محا مدامام العلماء (۱۳۰۵ھ / ۱۸۸۰ء) بحوالہ اصول الرشاد لقمع مبانی الفساد لمولوی محمد نقی علی خاں، مطبوعہ سیتاپور ۱۲۹۸ھ، ص ۲

[۲] ہندوستان کے صوبہ اتر پردیش کا مشہور شہر ہے جو دہلی سے ۱۳۵ میل جنوب مشرق کی طرف واقع ہے یہ روہیل کھنڈ اور ضلع بریلی کا صدر مقام ہے اور ہمالیہ کے دامن میں واقع ہے۔

[۳] محمد ظفر الدین رضوی: حیات اعلیٰ حضرت، مطبوعہ کراچی، ج ۱، ص

[۴] احمد رضا خاں: الاجازۃ الرضویہ لمبجل مکۃ البہیہ، مشمولہ رسائل رضویہ مطبوعہ لاہور ۱۹۷۶ء، ج ۲، ص ۳۰۱

[۵] ایضاً، ج ۲، ص ۳۰۱۔

باقی علوم و فنون دوسرے علماء و اساتذہ سے حاصل کیے اور اپنی فکر خداداد سے ان میں مہارت پیدا کی جن کی تفصیل یہ ہے:

قرأت، تجوید، تصوف، سلوک، اخلاق، اسماء الرجال، سیر، تاریخ، لغت، ادب مع جملہ فنون، ارثماطیقی، جبر و مقابلہ، حساب ستینی، لوغارثمات، توقیت، مناظر و مرایا، اُکر، زیجات، مثلث کروی، مثلث مسطح، ہیاۃ جدیدہ، مربعات، جفر، زائرچہ، نظم عربی، نظم فارسی، نظم اُردو، نظم ہندی، نثر عربی، نثر فارسی، نثر اُردو، خطِ نسخ، خط نستعلیق، فرائض وغیرہ[1]

محدث بریلوی ۱۲۸۶ھ / ۱۸۶۹ء میں فارغ التحصیل ہوئے۔ اس وقت ان کی عمر تیرہ سال دس ماہ اور پانچ دن کی تھی[2] ـــــــ مندرجہ ذیل علماء سے محدث بریلوی نے سند حدیث و فقہ حاصل کی:

(۱) السید احمد زینی دحلان الشافعی المکی (م ۱۲۹۹ھ / ۱۸۸۱ء)
(۲) الشیخ عبدالرحمٰن سراج مفتی الاحناف بمکہ (م ۱۳۰۱ھ / ۱۸۸۳ء)
(۳) الشیخ حسین بن صالح جمل اللیل المکی[3] (م ۱۳۰۲ھ / ۱۸۸۴ء)

محدث بریلوی کا سلسلہ حدیث مندرجہ ذیل اکابر تک پہنچتا ہے:

(۱) شاہ ولی اللہ محدث دہلوی (م ۱۱۷۶ھ / ۱۷۶۲ء)
(۲) مولانا عبدالعلی لکھنوی (م ۱۲۳۵ھ / ۱۸۲۰ء)

---

[1] احمد رضا خاں: الاجازۃ الرضویہ لمبجل مکۃ البہیۃ، مشمولہ رسائل رضویہ مطبوعہ لاہور ۱۹۷۶ء، ج ۲، ص ۳۰۹

[2] ایضاً، ج ۲، ص ۳۰۹

[3] ابوالحسن علی ندوی: نزہۃ الخواطر و بہجۃ المسامع والنواظر مطبوعہ کراچی ۱۹۷۶ء، ج ۸، ص ۳۸

۳۔ شیخ عابد السندی المدنی (م۔ ۱۲۵۷ھ / ۱۸۴۱ء)

۱۲۹۴ھ / ۱۸۷۷ء میں اپنے والد کے ساتھ شاہ آل رسول مارہروی کی خدمت میں حاضر ہوئے، سلسلۂ قادریہ میں بیعت ہوئے اور اجازت وخلافت حاصل کی۔ محدث بریلوی کو تقریباً ۱۳ سلاسل طریقت میں اجازت وخلافت حاصل تھی[1] ــــــ وہ دوسرے سال ۱۲۹۵ھ / ۱۸۷۸ء اپنے والد کے ساتھ حج بیت اللہ شریف اور زیارت حرمین شریفین کے لیے حاضر ہوئے تو وہاں امام شافعیہ مسجد حرام شیخ حسین بن صالح جمل اللیل کی فرمائش پر اُن کی تصنیف الجوہرۃ المضیئۃ کا اُردو میں ترجمہ کیا اور حواشی تحریر کیے[2] ــــــ دوسری بار ۱۳۲۳ھ / ۱۹۰۵ء میں حاضر ہوئے تو علماء حرمین نے بڑی پذیرائی کی اور آپ سے اجازت حدیث وفقہ حاصل کی اور بعض علماء نے اہم مسائل پر استفتاء پیش کیے، محدث بریلوی نے ان کے جواب میں اپنے فاضلانہ تحقیقی مقالات عربی میں پیش کیے، مثلاً

(۱) الدولۃ المکیۃ بالمادۃ الغیبیۃ (۱۳۲۳ھ / ۱۹۰۵ء)

(۲) کفل الفقیہ الفاہم لاحکام قرطاس الدراہم (۱۳۲۴ھ / ۱۹۰۶ء)

سید عبدالحئی ندوی نے لکھا ہے:

> قیام حرمین کے زمانے میں علمائے حجاز نے بعض فقہی مسائل وکلامی مسائل پر ان سے تبادلۂ خیالات کیا۔ اسی قیام کے دوران انھوں نے بعض رسائل بھی تصنیف کیے ــــــ ان کے علم وفضل

---

[1] احمد رضا خاں: الاجازۃ المتینۃ لعلماء بکۃ والمدینۃ (۱۳۲۴ھ / ۱۹۰۶ء)

[2] رحمان علی، تذکرہ علمائے ہند، مطبوعہ لکھنؤ، ص ۱۶

متون فقہیہ اور مسائل خلافیہ پر اُن کی وسعت مطالعہ اور سرعت تحریر دیکھ کر علماء حجاز دنگ رہ گئے۔[1]

جیسا کہ عرض کیا گیا، محدث بریلوی ۵۵ علوم و فنون میں مہارت رکھتے تھے خصوصاً تفسیر، اصول تفسیر، حدیث، اصول حدیث، فقہ اور اصول فقہ میں کنز الایمان کے نام سے اُن کا اُردو ترجمۂ قرآن مشہور و معروف ہیں، علم تفسیر میں سورۃ الضحیٰ کی بعض آیات کی تفسیر ۸۰ جُزء میں لکھی[2] جو کئی سو صفحات پر پھیل گئی ـــــ ان کے اُستاد مولوی محمد نقی علی خاں نے سورۃ الانشراح کی تفسیر کئی سو صفحات پر لکھی ہے[3] ـــــ حدیث میں محدث بریلوی کے تبحر کا اندازہ ان کے مندرجہ ذیل رسائل سے کیا جا سکتا ہے:

(۱) النہی الاکید عن الصلوٰۃ وراء عدی التقلید (۱۳۰۵ھ/۱۸۸۷ء)
(۲) اہاد الکاف علی حکم الضعاف (۱۳۱۳ھ/۱۸۹۵ء)
(۳) حاجز البحرین الواقی عن جمع الصلوتین (۱۳۱۳ھ/۱۸۹۵ء)
(۴) مدارج طبقات الحدیث (۱۳۱۳ھ/۱۸۹۵ء)
(۵) الاحادیث الو اقیہ لمدح الامیر المعاویہ (۱۳۱۳ھ/۱۸۹۵ء)
(۶) الفضل الموہبی فی معنی اذا صح الحدیث فہو مذہبی (۱۳۱۳ھ/۱۸۹۵ء)[4]

---

[1] عبد الحئی ندوی: نزہتہ الخواطر، ج ۸، ص ۴۰

[2] محمد ظفر الدین رضوی: حیات اعلیٰ حضرت، ج ۱، ص ۹۷

[3] الکلام الاوضح فی تفسیر الم نشرح۔ (رحمان علی: تذکرۂ علمائے ہند، مطبوعہ کراچی، ص ۵۲۰)

[4] محدث بریلوی کے تلامذہ بھی فن حدیث میں مہارت رکھتے تھے چنانچہ علامہ محمد ظفر الدین بہاری نے علم حدیث میں چھ ضخیم جلدوں پر مشتمل ایک کتاب صحیح البہاری کے نام سے لکھی ہے، جس کی ابتدائی جلد پٹنہ سے شائع ہو گئی تھی۔ مسعود

فقہ اور اصول فقہ میں محدث بریلوی کو جو مہارت اور عبور حاصل تھا اس پر اظہارِ خیال کرتے ہوئے سید عبدالحئی ندوی لکھتے ہیں :۔

فقہ حنفی اور اس کی جزئیات پر ان کو جو عبور حاصل تھا اس کی نظیر شاید ہی کہیں ملے اور اس دعوے پر ان کا مجموعہ فتاویٰ شاہد ہے نیز ان کی تصنیف کفل الفقیہ الفاہم فی احکام قرطاس الدراہم جو انھوں نے ۱۳۲۳ھ میں مکہ معظمہ میں لکھی تھی۔[1]

محدث بریلوی نے فارغ التحصیل ہونے کے بعد فتویٰ نویسی کے علاوہ چند سال طلبہ کو پڑھایا۔ ان کے والد مولوی محمد نقی علی خان نے ۱۲۸۹ھ / ۱۸۷۲ء میں مصباح التہذیب کے نام سے بریلی میں ایک عربی مدرسہ قائم کیا تھا جو بعد میں مصباح العلوم کے نام سے مشہور ہوا۔ غالباً محدث بریلوی نے اس مدرسے میں پڑھایا ہوگا، پھر ۱۳۲۲ھ / ۱۹۰۴ء میں منظر اسلام کے نام سے ایک دارالعلوم خود قائم کیا[2] ـــــ ابتداء میں خود اس کے مہتمم رہے بعد میں مصروفیات کی وجہ سے اپنے صاحب زادے مولانا محمد حامد رضا خاں کو مہتمم بنا دیا ـــــ مولانا محمد ظفرالدین رضوی (خلیفہ و تلمیذ محدث بریلوی) نے لکھا ہے کہ محدث بریلوی سے ہزاروں طلبہ مستفید ہوئے[3] ـــــ محدث بریلوی سے نہ صرف طلبہ بلکہ علماء نے بھی استفادہ کیا چناں چہ مولانا احمد دھان مکی نے علم جفر میں استفادہ کیا۔

---

[1] ابوالحسن علی ندوی، نزہتہ الخواطر، ج ۱۸، ص ۴۱

[2] Desai, Ziyaud-din Ahmad: Centres of Islamic Learning Delhi, 1979, pp.40-41

[3] محمد ظفرالدین رضوی: چودھویں صدی کے مجدد مطبوعہ لاہور ۱۹۸۰ء، ص ۵۹-۶۰

عبدالرحمٰن آفندی شامی نے علم جفر میں تلمذ کی خواہش ظاہر کی ـــــ مولانا سید حسین مدنی ابن سید عبدالقادر شامی مدنی بریلی آئے، چودہ ماہ قیام کیا اور علم جفر، علم اوفاق اور علم تکسیر حاصل کیے۔ عربی رسالہ اطائب الاکسیر فی علم التکسیر انھیں کے لیے تصنیف کیا۔[۱] رسالہ کا عکس راقم کے کتب خانے میں موجود ہے۔ بخارا (روس) کے مولانا عبدالغفار بخاری علم جفر سیکھنے بریلی آئے۔ محدث بریلوی نے شیخ محی الدین ابن عربی کے علم جفر اور علم زائرچہ سے متعلق رسائل کی شرح لکھی اور ایک رسالہ اس علم میں خود تصنیف کیا سفر السفر عن الجفر بالجفر اور مولانا بخاری کو آٹھ ماہ تک اس فن کی تعلیم دی[۲] ـــــ الغرض محدث بریلوی سے طلبہ و علماء سب ہی مستفید ہوئے ـــــ سید عبدالحئی ندوی نے لکھا ہے:

> وہ ایک متبحر عالم تھے، باخبر اور کثیر المطالعہ، وہ ایک رواں قلم اور فکر رسا کے مالک تھے[۳]

محدث بریلوی نے یوم جمعۃ المبارک ۲۵ صفر المظفر ۱۳۴۰ھ مطابق ۲۸ اکتوبر ۱۹۲۱ء کو بریلی میں وصال کیا[۴] پاک و ہند میں اس حادثہ کو شدت سے محسوس کیا گیا اور بلادِ اسلامیہ میں فاتحہ خوانی کی گئی ـــــ لاہور کے پیسہ اخبار نے اپنے

---

[۱] الرضا (بریلی) شمارہ صفر ۱۳۳۹ھ / ۱۹۲۰ء، ص ۱۹ - ۲۷

[۲] ایضاً، ص ۲۸ - ۲۹

[۳] ابوالحسن علی ندوی، نزہۃ الخواطر، ج ۸، ص ۴۰

[۴] نظامی بدایونی: قاموس المشاہیر، مطبوعہ بدایون ۱۹۲۴ء، ص ۶۶

[۵] حسنین رضا خاں: سیرت اعلیٰ حضرت مطبوعہ پیلی بھیت ۱۹۸۳ء، ص ۱۳۱

تعزیتی نوٹ میں لکھا :

آپ ہندوستان میں علوم اسلامیہ دینیہ کے آفتاب تھے، بڑے فاضل اور متبحّر وجید عالم۔ آپ کی وفات سے ہندوستان سے ایک برگزیدہ ہستی اُٹھ گئی جس کی خالی جگہ پُر کرنا ناممکن نظر آتا ہے۔ آپ صادق مسلم کا صادق نمونہ اور پابند شرع تھے اور ہمیشہ ترویج علوم اسلامیہ میں مصروف رہے۔ آپ سے فیض پانے والوں کا دائرہ بہت وسیع ہے۔ ہندوستان کے مذہبی حلقوں اور علمائے دین میں آپ کی بڑی قدر و منزلت تھی ــــــ۔ اس میں کلام نہیں کہ مخالفین تک مرحوم کی اعلیٰ اور بے نظیر قابلیت کے دل سے معترف تھے۔[1]

محدث بریلوی کے صاحب زادگان مولانا محمد حامد رضا خان (م ۱۳۶۲ھ/۱۹۴۲ء) اور مولانا مفتی محمد مصطفےٰ رضا خاں (م ۱۴۰۲ھ/۱۹۸۱ء) بلند پایہ عالم اور مفتی تھے، محدث بریلوی کے تلامذہ میں مولانا محمد امجد علی اعظمی، مولانا سید محمد محدث کچھوچھوی، مولانا محمد عبدالعلیم میرٹھی، مولانا محمد ظفر الدین رضوی، مولانا محمد برہان الحق جبلپوری، وغیرہ بلند مرتبہ عالم اور مبلّغ گزرے ہیں، محدث بریلوی کے خلفاء کی تعداد ایک سو سے زیادہ ہے جو پاک و ہند اور بلاد اسلامیہ میں پھیلے ہوئے تھے۔[2]

---

[1] پیسہ اخبار (لاہور) شمارہ ۳، نومبر ۱۹۲۱ء، ص ۲

[2] (ا) محمد صادق قصوری: خلفائے اعلیٰ حضرت، مطبوعہ کراچی ۱۹۹۲ء

(ب) ڈاکٹر حسن رضا خاں: فقیہ اسلام، مطبوعہ الٰہ آباد ۱۹۸۱ء، ص ۲۳۱-۲۸۶

فرزندانِ گرامی

محدث بریلوی کے دو صاحبزادے تھے ـــــــ

○ علامہ محمد حامد رضا خاں

○ مفتی اعظم محمد مصطفےٰ رضا خاں

دونوں آفتاب و ماہتاب تھے ـــــ علامہ محمد حامد رضا خاں صاحب کی ربیع الاول ۱۲۹۲ھ / ۱۸۷۵ء میں بریلی میں ولادت ہوئی۔ معقولات اور منقولات کی تعلیم محدث بریلوی سے حاصل کی۔ ۱۳۱۱ھ / ۱۸۹۴ء میں ۱۹ سال کی عمر میں درسِ نظامی سے فارغ ہوئے ـــــ ۱۳۲۳ھ / ۱۹۰۵ء میں حج بیت اللہ شریف اور زیارت حرمین شریفین کی سعادت حاصل کی۔ شاہ ابوالحسین نوری سے سلسلۂ قادریہ میں بیعت ہوئے، محدث بریلوی سے ۱۳ سلاسل طریقت میں اجازت حاصل کی۔ ۱۳۲۶ھ / ۱۹۰۸ء میں دارالعلوم منظر اسلام بریلی کے مہتمم ہوئے ۱۳۵۴ھ / ۱۹۳۶ء میں اسی دارالعلوم کے شیخ الحدیث اور صدر المدرسین ہوئے۔ وہ متبحر عالم تھے، بہترین معلم، طلباء پر نہایت ہی شفیق و مہربان ـــــ وہ مایہ ناز خطیب بھی تھے، انہوں نے ملک گیر دورے کئے ـــــ وہ شاعر تھے اور تاریخ گوئی میں اپنی مثال آپ تھے۔ اردو، فارسی، عربی پر یکساں عبور حاصل تھا ـــــ عربی زبان میں خاص مہارت تھی۔

علامہ محمد حامد رضا خاں نے مختلف مذہبی اور سیاسی تحریکوں کے طوفانوں کا مقابلہ فرمایا مثلاً قادیانی تحریک، تحریک خلافت، تحریک ترکِ موالات، تحریک شدھی سنگھٹن، تحریک ہجرت، تحریک مسجد شہید گنج وغیرہ وغیرہ۔ ۱۳۵۴ھ / ۱۹۳۵ء میں انہوں نے الجمعیۃ العالیۃ المرکزیہ، مراد آباد (بھارت) کے اجلاس پر جامع فاضلانہ خطبہ دیا اس سے ان کے بے مثال فکر و تدبر کا اندازہ ہوتا ہے

علامہ محمد حامد رضا خاں صاحب نے ۱۷ جمادی الاول ۱۳۶۲ھ / ۲۳ مئی ۱۹۴۳ء کو بریلی میں وصال فرمایا۔ آپ بکثرت خلفاء، مریدین پاک و ہند اور بیرونی ممالک میں پھیلے ہوئے ہیں۔ آپ کی متعدد تصانیف بھی ہیں ___ آپ کے وصال کے بعد بڑے صاحبزادے علامہ محمد ابراہیم رضا خاں علیہ الرحمہ سجادہ نشین ہوئے۔ آپ کے وصال کے بعد آپ کے صاحبزادے علامہ محمد ریحان رضا خاں علیہ الرحمہ سجادہ نشین ہوئے اور ان کے وصال کے بعد ان کے صاحبزادے مولانا سبحان رضا خاں سبحانی میاں مدظلہ العالی زیب سجادہ ہیں۔

مفتی اعظم محمد مصطفیٰ رضا خاں

مفتی اعظم ۲۲ ذی الحجہ ۱۳۱۰ھ / ۷ جولائی ۱۸۹۲ء بروز جمعہ بوقت صبح صادق بریلی میں پیدا ہوئے۔ ۲۵ جمادی الثانی ۱۳۱۱ھ کو شاہ ابوالحسین نوری نے زمانہ طفلی میں بیعت فرما کر اجازت و خلافت سے نوازا ___ اصل تعلیم و تربیت تو محدث بریلوی نے فرمائی، اساتذہ میں برادر بزرگ علامہ محمد حامد رضا خاں صاحب علامہ شاہ رحم الٰہی صاحب ناگوری، مولانا بشیر احمد علی گڑھی، علامہ ظہور الحسن نقشبندی فاروقی قابل ذکر ہیں۔ ۱۳۲۸ھ / ۱۹۱۰ء بعمر اٹھارہ سال علوم عقلیہ و نقلیہ سے فارغ ہوئے

اور ۳۸ سے زیادہ علوم وفنون میں مہارت حاصل کی۔ محدث بریلوی نے بہت سے سلاسل میں اجازت مرحمت فرمائی۔ درس نظامی سے فراغت کے بعد ۱۳۲۸ھ سے دارالعلوم منظر اسلام، بریلی میں تدریس کا آغاز فرمایا اور ۱۳۴۷ھ تک یہ سلسلہ چلتا رہا، پھر دارالافتاء کی ذمہ داریوں کی وجہ سے مخصوص طلباء تک سلسلہ درس و تدریس محدود ہو گیا۔ مفتی اعظم نے دارالعلوم مظہر اسلام، بریلی میں بھی تدریس کے فرائض انجام دیئے۔

مفتی اعظم نے فتویٰ نویسی کا فن محدث بریلوی سے سیکھا اور اس میں وہ مہارت پیدا کی کہ مفتی اعظم ہند ہوئے۔ ۱۳۱۸ھ/۱۹۱۰ء میں بعمر ۱۸ سال فتویٰ نویسی کا آغاز کیا اور یہ سلسلہ آخر تک چلتا رہا۔ مفتی اعظم نے مجموعی طور پر ۷۰ رسال فتویٰ نویسی کے فرائض انجام دیئے۔ آپ کے فتاویٰ فتاویٰ مصطفویہ کے نام سے دو جلدوں میں چھپ چکے ہیں جس میں صرف دس سال کے فتوے جمع کئے گئے ہیں۔

مفتی اعظم نے ہر کٹھن وقت میں مسلمانوں کی رہنمائی فرمائی۔ ۱۳۵۴ھ/۱۹۳۵ء میں مسجد شہید گنج لاہور کا سانحہ پیش آیا۔ مفتی اعظم نے انگریزوں اور سکھوں کے مقابلے میں مسلمانوں کی حمایت کی، اس طرح ۱۳۶۵ھ/۱۹۴۶ء میں آل انڈیا کانفرنس بنارس میں مرکزی کردار ادا کیا ــــ ۱۲۹۶ھ/۱۹۷۶ء میں جب ہندوستان میں نس بندی کا اعلان کیا گیا آپ نے بلا خوف و خطر مومنانہ جراءت سے اس کی شدید مخالفت فرمائی۔

مفتی اعظم عالم و عارف، مفتی و فقیہ اور مدبر و مفکر ہونے کے ساتھ ساتھ شاعر بھی تھے، ان کے اشعار میں قدماء کا رنگ جھلکتا ہے ــــ ان کا شعری مجموعہ 'سامان بخشش' بریلی سے شائع ہو چکا ہے

مفتی اعظم نے ۱۴ رمحرم الحرام ۱۴۰۲ھ/۱۹۸۱ء میں کلمہ طیبہ پڑھتے ہوئے

وصال فرمایا، ان کی نماز جنازہ میں دنیا بھر کے ۲۵ لاکھ عقیدت مند شریک ہوئے
نماز جنازہ میں اتنا عظیم اجتماع تاریخ میں نہیں ملتا ـــ اس سے مفتی اعظم کے
حلقہ اثر کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے ـــ

مفتی اعظم کے بکثرت خلفاء پاکستان، ہندوستان، بنگلہ دیش، ماریشس
یورپ، امریکہ اور افریقہ وغیرہ میں ہیں۔

علامہ شاہد علی رضوی نے مفتی اعظم کے منتخب تلامذہ کے ۳۵ نام گنائے ہیں
جو سب کے سب متبحر عالم ہوتے ـــ۔ افتاء میں منتخب تلامذہ کے ۲۲ نام گنائے
ہیں جو اعلیٰ پایہ کے مفتی ہوئے اور مستفیدین میں گیارہ ممتاز علماء کے نام گنائے ہیں
ـــ علامہ موصوف نے مفتی اعظم کی تصانیف اور شروح میں ۴۵ نام گنائے
ہیں ـــ مجیب الرضا صاحب مفتی اعظم پر رہیں کھنڈ یونیورسٹی بریلی سے پروفیسر
وسیم بریلوی کی رہنمائی میں ڈاکٹریٹ کر رہے ہیں اور رشاد عالم حنفی بہار یونیورسٹی
مظفرپور سے ڈاکٹریٹ کر رہے ہیں۔

آپ کے وصال کے بعد علامہ محمد ابراہیم رضا خاں علیہ الرحمہ کے صاحبزادے
علامہ محمد اختر رضا خاں صاحب قائم مقام مفتی اعظم ہیں ـــ

محدث بریلوی کے بڑے صاحبزادے علامہ محمد حامد رضا خاں کے ہاں اولادِ نرینہ
میں علامہ محمد ابراہیم رضا خاں، علامہ حماد رضا خاں جیلانی میاں ہوئے۔ چھوٹے
صاحبزادے مفتی اعظم محمد مصطفےٰ رضا خاں کے ہاں نرینہ اولاد نہیں ہوئی مگر محدث بریلوی
اپنے سلسلۂ نسب ونسل کے قیام ودوام میں دونوں کو اس طرح شریک کیا کہ علامہ محمد
حامد رضا خاں کے صاحبزادے علامہ محمد ابراہیم رضا خاں کی شادی مفتی اعظم کی صاحبزادی
سے کر دی تاکہ کوئی کہنے والا یہ نہ کہے کہ مفتی اعظم کی نسل منقطع ہو گئی ـــ محدث بریلوی
کی نسل کے قیام میں دونوں صاحبزادگان شریک ہیں ـــ

اکابر و احباب

انسان تنہا نہیں بنتا، اس کو بنانے میں بہت سے عوامل شامل ہوتے ہیں ـــــ اس کا ماحول، اس کے والدین، اس کے اساتذہ، اس کے مشائخ، اس کے احباب، اس کے مشاہدات و مطالعات، اس کے عہد کی تحریکات و حادثات وغیرہ وغیرہ ـــــ اس کی تفصیل کے لیے ایک دفتر چاہیئے ـــ محدث بریلوی نے جب آنکھیں کھولیں تو دوسرے ہی سال ۱۸۵۷ء کا انقلاب سامنے آیا اور ۱۹۲۱ء میں جب آنکھیں بند کیں تو تحریک خلافت اور تحریک ترک موالات عروج پر تھیں ـــــ محدث بریلوی کی زندگی کا چونسٹھ سالہ دور تحریکات و حادثات کا دور تھا، ان کی زندگی پر اس کے مثبت اور منفی دونوں قسم کے اثرات مرتب ہوئے۔

محدث بریلوی کے دادا مولانا محمد رضا علی خاں[1] نے جب ۱۲۸۲ھ/۱۸۶۶ء میں انتقال کیا تو فاضل بریلوی کی عمر دس سال کی ہوگی۔ دادا کے ذاتی خصائل میں عفو و درگزر اور اتباع سنت نبوی ممتاز تھے۔ فاضل بریلوی کی زندگی میں یہ خصوصیات نظر آتی ہیں ـــــ ان کے والد مولانا محمد نقی علی خاں[2] صاحب علم و فضل، سخاوت، علو ہمت، صدقات و خیرات میں پیش پیش، امیروں سے کنارہ کش، غریب پرور، علم و فضل میں یگانۂ روزگار ـــــ محدث بریلوی نے یہ اثرات قبول کیے، وہ بڑے بلند ہمت تھے اور ایسے دریا دل کہ کبھی اتنا مال

---

[1] رحمان علی: تذکرہ علمائے ہند، مطبوعہ کراچی، ص ۱۹۳

[2] ایضاً، ص ۵۳۰

جمع نہیں کیا جس پر زکوٰۃ فرض ہوتی، حالاں کہ وہ کھاتے پیتے گھرانے سے تعلق رکھتے تھے اور علم وفضل میں ایسے یگانۂ روزگار جس کی نظیر کم از کم ان کے عہد میں نہیں ملتی اور نہ ان کے بعد نظر آتی ہے۔ مولانا محمد نقی علی خاں کا انتقال ۱۲۹۷ھ ۱۸۸۰ء میں ہوا، اس وقت محدث بریلوی کی عمر ۲۴ سال کی ہوگی، ان کو فتویٰ نویسی کرتے گیارہ سال گزر چکے تھے اور وہ کئی کتابوں کے مصنف ہو چکے تھے[1]

والد اور دادا کے علاوہ مندرجہ ذیل مشائخ و علماء نے بھی ان کی زندگی کو متاثر کیا:۔

(۱) شاہ آل رسول مارہروی (م ۱۲۹۶ھ / ۱۸۷۸ء)
(۲) شاہ عبدالقادر بدایونی (م ۱۳۱۹ھ / ۱۹۰۱ء)
(۳) شاہ ابوالحسین احمد نوری (م ۱۳۲۴ھ / ۱۹۰۶ء)
(۴) شاہ علی حسین کچھوچھوی (م ۱۳۵۵ھ / ۱۹۳۶ء)
(۵) شاہ فضل رحمٰن گنج مراد آبادی (م ۱۳۱۳ھ / ۱۸۹۵ء)
(۶) مولانا محمد کفایت علی کافی (م ۱۲۷۵ھ / ۱۸۵۸ء)
(۷) مولانا محمد عمر حیدر آبادی (م ۱۳۳۰ھ / ۱۹۱۱ء)
(۸) مولانا وصی احمد محدث سورتی (م ۱۳۳۴ھ / ۱۹۱۶ء)

شاہ آل رسول مارہرویؒ نے علمائے فرنگی محل سے تکمیل علوم کی پھر حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کے درسِ حدیث میں شریک ہوئے اور سلاسل حدیث اور سلاسل طریقت کی سندیں حاصل کیں، وہ اپنے عہد کے جلیل القدر

---

[1] محمود احمد قادری: تذکرہ علمائے اہل سنت، مطبوعہ کانپور ۱۹۷۱ء، ص ۲۱

عالم و عارف تھے، محدث بریلوی کے شیخ طریقت اور استاد تھے۔ محدث بریلوی نے ان کی منقبت میں ایک قصیدہ بھی لکھا ہے[1] ۔۔۔۔ شاہ عبدالقادر بدایونی، عالم جلیل شاہ فضل رسول بدایونی[2] (م ۱۲۷۹ھ / ۱۸۶۲ء) کے فرزند اور علامہ فضل حق خیرآبادی[3] (م ۱۲۷۸ھ / ۱۸۶۱ء) کے شاگرد تھے جن پر خود اُستاد کو ناز تھا اور وہ ذکاوت وجودت طبع میں ابوالفضل اور فیضی پر ترجیح دیتے تھے۔

محدث بریلوی کو مولانا عبدالقادر سے بڑی عقیدت و محبت تھی، علمی مسائل میں اُن سے مشورے بھی لیتے تھے اور اس سلسلے میں کئی کئی روز بدایون قیام کرتے تھے۔ محدث بریلوی نے قصیدہ چراغ انس (۱۳۱۸ھ / ۱۹۰۰ء) انھیں کی منقبت میں لکھا ہے اور ان کے والد مولانا فضل رسول بدایونی کی تصنیف المعتقد المنتقد (۱۲۷۰ھ / ۱۸۵۳ء) پر المعتمد المستند (۱۳۲۰ھ / ۱۹۰۲ء) کے عنوان سے تعلیقات و حواشی کا اضافہ کیا جو استنبول (ترکی) سے شائع ہو چکے ہیں[4]۔ محدث بریلوی نے شاہ فضل رسول بدایونی کی منقبت میں مدائح فضل رسول کے عنوان سے قصائد بھی لکھے ہیں۔ ۔۔۔۔ شاہ آل رسول مارہروی کے پوتے شاہ ابوالحسین احمد نوری[5]، محدث بریلوی کے استاد اور پیرزادے تھے، صاحب علم و فضل اور صاحب تصانیف کثیرہ، محدث بریلوی نے قصیدہ مشرقستان قدس انھیں کی

---

[1] محمود احمد قادری: تذکرہ علمائے اہل سنت مطبوعہ کانپور ۱۹۷۱ء، ص ۱۲۵

[2] ایضاً، ص ۲۰۸

[3] ایضاً، ص ۲۱۰

[4] فضل رسول بدایونی: المعتقد المنتقد مع تعلیقات المعتمد المستند مطبوعہ استنبول ۱۳۹۵ھ / ۱۹۷۵ء

[5] ایضاً، ص ۲۸، غلام شبیر قادری: تذکرہ نوری مطبوعہ لائل پور ۱۹۲۸ء، ص ۴۴

منقبت میں لکھا ہے ـــــ شاہ علی حسین اشرفی[1] کچھوچھوی جلیل القدر عالم تھے، بلاد اسلامیہ کا دورہ کیا، صدہا علماء و مشائخ آپ سے بیعت ہوئے اور ہزاروں کفار و مشرکین مشرف باسلام، محدث بریلوی آپ سے بڑی محبت فرماتے تھے

ـــــ مولانا وصی احمد محدث سورتی[2]، محدث بریلوی کے مخصوص احباب میں تھے گو محدث بریلوی سے ۲۰ سال بڑے تھے، مولانا لطف اللہ علی گڑھی اور مولانا احمد علی سہارنپوری سے تکمیل علوم فرمائی، پھر شاہ فضل الرحمٰن گنج مرادآبادی سے سندِ حدیث اور سندِ خلافت حاصل کی ـــــ محدث سورتی نے چالیس برس تک درس حدیث دیا اور مدرسۃ الحدیث کے نام سے ایک مدرسہ پیلی بھیت (یو۔پی، بھارت) میں قائم کیا جہاں سے بڑے بڑے فضلاء فارغ التحصیل ہوئے۔ ۱۳۰۱ھ/۱۸۸۳ء میں محدث بریلوی پیلی بھیت تشریف لے گئے اور فن حدیث پر تین گھنٹے مسلسل تقریر فرمائی۔ محدث سورتی کی حدیث و فقہ پر متعدد تصانیف ہیں جن میں سے بعض چھپ چکی ہیں ـــــ

مولانا کفایت علی کافی[3]، محدث بریلوی کی ولادت کے تقریباً دو سال بعد ۱۸۵۸ء میں شہید کیے گئے مگر محدث بریلوی کو ان سے اتنی عقیدت و محبت تھی کہ نعتیہ شاعری کا ان کو شہنشاہ کہتے ہیں اور خود کو اُن کا وزیر اعظم[4]

ـــــ مولانا کفایت علی کافی نے شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

---

[1] ایضاً، ص ۱۸۸

[2] ایضاً، ص ۲۵۷

[3] ایضاً، ص ۲۱۹

[4] احمد رضا خاں: حدائق بخشش، مطبوعہ بدایوں، ج ۳، ص ۹۳-۹۴

کے شاگرد شاہ ابوسعید مجددی رام پوری سے تحصیل علم حدیث کی،
علم حدیث میں تبحر اور نعتیہ شاعری میں کمال حاصل تھا، سنت نبوی کا نمونہ تھے،
مراد آباد کے صدر الشریعہ رہے۔ انگریزوں کے خلاف فتویٰ جہاد کی آپ نے خوب
تشہیر کی جس کی پاداش میں جنرل جونس کے حکم سے ۲۵ راپریل ۱۸۵۸ء کو مراد آباد
میں برسرِ عام تختۂ دار پر لٹکا دیئے گئے[۱] ____ نعتیہ شاعری میں محدث بریلوی
نے انھیں سے فیض حاصل کیا، انھوں نے ایک ایسا نمونہ پسند کیا جو عالم بھی
تھا، محدث بھی تھا، مجاہد بھی تھا اور شہید بھی۔ اس سے محدث بریلوی کے
اندازِ فکر کا پتہ چلتا ہے ____ محدث بریلوی کے محسنین میں شاہ فضل الرحمٰن
گنج مراد آبادی بھی تھے جنھوں نے فرنگی محل میں پڑھا اور شاہ عبد العزیز محدث
دہلوی سے بخاری شریف کی سماعت کی۔ گنج مراد آباد میں مستقل قیام کیا۔ محدث
بریلوی اپنے دوست مولانا وصی احمد محدث سورتی کے ہمراہ گنج مراد آباد حاضر
ہوئے تو شاہ صاحب نے قصبہ سے باہر نکل کر ان کا استقبال کیا اور فرمایا
"مجھے آپ میں نور ہی نور نظر آتا ہے"[۲] ____ یہ وہی کلمات ہیں جو پہلے حج کے
موقعہ پر شیخ صالح بن حسین جمل اللیل مکی نے فرمائے تھے جس کو حاجی
امداد اللہ مہاجر مکی کے خلیفہ مولانا رحمان علی نے نقل کیا ہے[۳] ____ محدث
بریلوی کے احباب میں مولانا محمد عمر حیدر آبادی بھی تھے۔ یہ عالم بھی تھے اور
عارف بھی۔ اصلاح معاشرہ کے لیے کوشاں رہتے تھے، ۱۳۲۷ھ میں دارالعلوم

---

[۱] محمد ایوب قادری: جنگ آزادی ۱۸۵۷ء، مطبوعہ لاہور ۱۹۷۶ء، ص ۵۶۱-۵۶۲

[۲] محمود احمد قادری: تذکرۂ علمائے اہلِ سنت، ص ۲۰۸

[۳] رحمان علی: تذکرہ علمائے ہند، مطبوعہ لکھنو، ص ۱۶

منظر اسلام (بریلی) کے جلسہ دستار بندی میں بریلی آئے تو محدث بریلوی نے بڑی پذیرائی کی پھر جب ۲۰، صفر ۱۳۳۰ھ کو ان کا انتقال ہوا تو عربی میں قطعہ تاریخ وفات لکھا [1]

محدث بریلوی کا حلقہ محبین و محسنین بہت وسیع ہے جس کا احاطہ کرنا اور فرداً فرداً محدث بریلوی پر ہر ایک کے اثرات کا جائزہ لینا اس مختصر مقالے میں ممکن نہیں۔ انھوں نے اپنے مشہور عربی قصیدے آمال الابرار [2]، اردو مثنوی الاستمداد [3] اور ماہنامہ الرضا (بریلی) [4] میں اپنے احباب اور محبین کا تفصیلی ذکر کیا ہے۔ پاک و ہند اور بلاد اسلامیہ کے مخلصین و محبین کا تذکرہ ایک تحقیقی مقالہ کا موضوع بن سکتا ہے۔

[1] محمود احمد قادری: تذکرہ علمائے اہل سنت، ص ۱۸۷

[2] احمد رضا خاں: آمال الابرار، مطبوعہ پٹنہ، ۱۳۱۸ھ/۱۹۰۰ء

[3] احمد رضا خاں: الاستمداد (۱۳۳۷ھ/۱۹۱۸ء) مطبوعہ لائل پور ۱۹۷۶ء

[4] الرضا (بریلی) شمارہ ربیع الآخر و جمادی الاولیٰ ۱۳۳۸ھ/۱۹۱۹ء، ۱۰-۱۱

مذہبی تحریکات

شخصیات کے علاوہ مختلف مذہبی اور سیاسی تحریکوں نے بھی محدث بریلوی پر منفی اور مثبت اثرات مرتب کیے ۔۔۔ ان کا دور بڑا ہنگامی دور تھا ۔۔۔ ولادت سے قبل، ولادت کے بعد، زندگی میں اور انتقال کے بعد مسلسل تحریکیں اٹھتی رہیں اور حادثات رونما ہوتے رہے مثلاً ولادت سے قبل تحریک ابن عبدالوہاب اور تحریک بالاکوٹ رونما ہوئی۔ ولادت کے ایک سال بعد انقلاب ۱۸۵۷ء برپا ہوا پھر تحریک اتحاد عالم اسلامی چلی، اسی کے ساتھ ساتھ تحریک دیوبند، تحریک علی گڑھ، تحریک ندوۃ العلماء اور تحریک احمدیت چلی ۔۔۔ انڈین نیشنل کانگریس قائم ہوئی، آل انڈیا مسلم لیگ کا قیام عمل میں آیا، تحریک ریشمی رومال چلی ۔۔۔ جنگ طرابلس، جنگ بلقان اور پھر جنگ عظیم ہوئی ۔۔۔ اس کے بعد تحریک خلافت اور تحریک ترک موالات چلیں، اسی کے ساتھ ساتھ تحریک ہجرت، تحریک ترک گاؤکشی، تحریک ترکِ حیوانات، تحریک گئو رکھشا وغیرہ چلیں، اسی زمانے میں جمعیت العلمائے ہند قائم ہوئی الغرض فاضل بریلوی کا دورِ حیات مذہبی اور سیاسی تحریکوں سے معمور نظر آتا ہے۔

محمد بن عبدالوہاب نجدی، محدث بریلوی کی ولادت سے تقریباً ڈیڑھ سو سال قبل نجد کے مقام عینیہ میں ۱۱۱۵ھ/۱۷۰۳ء میں پیدا ہوئے اور ۹۰ سال کی عمر میں ۱۲۰۷ھ/۱۷۹۲ء میں انتقال کیا۔ اُن کی تحریکِ توحید نے جزیرہ عرب اور پاک و ہند کو متاثر کیا۔ اس کا مقصد تصور توحید کا احیاء اور بدعات کا خاتمہ تھا۔ ابن عبدالوہاب ابن تیمیہ سے متاثر تھے۔ ۱۷۴۵ء میں محمد بن سعود

(امیر درعیہ) کے فوجی تعاون سے انھوں نے اپنی تحریک کا آغاز کیا اور کتاب التوحید لکھ کر اپنے عقائد کی اشاعت کی [1] ۔۔۔۔۔۔

وہ حیات النبی کے قائل نہ تھے، روضۂ اقدس کی زیارت کے ارادے سے حاضر ہونے کو حرام خیال کرتے تھے۔ اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور اولیاء سے استعانت و استغاثہ کو حرام خیال کرتے تھے۔ اولیاء اللہ کی تعظیم سے اللہ تعالے کا تقرب حاصل کرنا بھی ان کے نزدیک جائز نہ تھا، مزارات پر قبے بنوانا اور فاتحہ خوانی کے لیے حاضری دینا، چادر و پھول وغیرہ چڑھانا ان کے نزدیک حرام تھا ۔۔۔۔ ابن الوہاب ان امور کے کرنے والوں اور موئیدین کو کافر و مشرک خیال کرتے تھے [1] ان کا خون اور مال حلال سمجھتے تھے چنانچہ تحریک کے زمانے میں ہزاروں مسلمان عوام و علماء شہید کیے گئے، صحابہ کرام اور بزرگان دین کے قبے مسمار کیے گئے [2] ۔۔۔ علامہ ابن عابدین شامی ان تمام واقعات کے عینی شاہد ہیں [3] ۔۔۔ ابن عبدالوہاب کی تحریک نتائج و عواقب کے لحاظ سے بہت سے حلقوں میں اچھی نہیں سمجھی گئی [4] ۔۔۔ حتیٰ کہ علمائے دیوبند جو بعض امور میں ابن عبدالوہا

---

[1] (الف) محمد بن عبدالوہاب : کشف الشبہات، ص ۲۰ - ۲۱

(ب) علی طنطاوی جوہری : محمد بن عبدالوہاب، ص ۱۵ - ۱۷

[2] (الف) احمد عبدالغفور عطار : شیخ الاسلام محمد بن عبدالوہاب، ص ۱۵۵

(ب) عثمان بن بشر نجدی : عنوان المجد فی تاریخ نجد، ج ۱، ص ۱۱

[3] ابن عابدین شامی، ردالمحتار شرح درمختار، مطبعۃ العامرہ ۱۲۷۹ھ، ص ۳۹

[4] (الف) عبدالحفیظ بن عثمان : جلاء القلوب و کشف الکروب، مطبوعہ استنبول ۱۲۹۸ھ

(ب) سلیمان بن عبدالوہاب : الصواعق الالٰہیہ مطبوعہ استنبول ۱۹۷۵ء، ص ۵

کے ہم خیال ہیں، انھوں نے بھی مسلمانوں کی تکفیر اور قتل عام پر سخت تنقید کی ہے[۱]
______ بظاہر ابن عبدالوہاب نجدی نے معاشرے سے بدعات ختم کرنے اور عقیدہ توحید کو مستحکم کرنے کی کوشش کی مگر اس کے لیے جو راہ اختیار کی اس سے علماء اہل سنت کو سخت اختلاف تھا ______ محدث بریلوی محبت رسول اور محبت اولیاء کو ایمان کی بہار سمجھتے تھے۔ ان کے نزدیک دلوں سے عظمت رسول کا مٹ جانا اور سلف صالحین سے ملت کا بدگماں ہو جانا ایک عظیم المیہ سے کم نہ تھا ______ برطانیہ کے محکمۂ جاسوسی کے ایک افسر ہمفرے جس نے بلاد اسلامیہ میں رہ کر عربی، ترکی اور فارسی وغیرہ میں کمال پیدا کیا اور مسلمان عالم کی روپ میں سامنے آیا۔ اس کام کے لیے متعین کیا گیا تھا کہ مسلمانوں کے دلوں سے اس عظمت کو مٹا دے[۲] کیوں کہ ملت کی قوت کا راز اسی میں تھا ______ ابوالحسن علی ندوی نے عالم اسلام کا عمیق جائزہ لے کر ہمارے امراض کا علاج یہی تجویز کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے والہانہ، جانثارانہ، فداکارانہ محبت کی جائے[۳] اور بس ______

تحریک بالاکوٹ میں تحریک ابن عبدالوہاب کی جھلک نظر آتی ہے

تحریک بالاکوٹ (۱۸۲۶ - ۱۸۳۱) کے قائد مولوی سید احمد بریلوی تھے اور

---

۱ (الف) بدر عالم: فیض الباری مطبوعہ دیوبند ۱۹۸۰ء، ج ۱، ص ۱۷۰

(ب) حسین احمد: نقش حیات، ج ۲

(ج) حسین احمد: الشہاب الثاقب علی المسترق الکاذب مطبوعہ لاہور ۱۹۷۹ء، ص ۲۲۱

۲ ہمفرے، اعترافات، لاہور، ص ۹۸

۳ ابوالحسن علی ندوی: نقوش (لاہور) رسول نمبر

ان کے دست راست مولوی اسماعیل دہلوی تھے جو شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے پوتے تھے لیکن ان کی مجتہدانہ روش سے شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ خوش نہ تھے[۱] ــــ مولوی اسماعیل نے کتاب التوحید کی طرز پر تقویۃ الایمان کے نام سے ایک کتاب لکھی (جس کے مندرجات نے علمائے اہل سنّت میں ایک ہلچل مچادی) ــــ اور پھر اس کے نفاذ کی پوری پوری کوشش کی۔ تحریک بالاکوٹ کے زمانے میں جب مولوی سیّد احمد اور مولوی اسماعیل صوبہ سرحد پہنچے تو مولوی اسماعیل نے مولوی سیّد احمد کی امامت کبریٰ کا اعلان کر دیا[۲] اور فرمایا جو سید احمد کی امامت سے انکار کرتا ہے، اس کا خون اور مال حلال ہے۔ چنانچہ جنہوں نے سید احمد اور اسماعیل دہلوی سے اختلاف کیا ان سے جنگ کی گئی[۳] ــــ مولوی اسماعیل نے تقویۃ الایمان میں جن عقائد و افکار کا اظہار فرمایا ہے، محدث بریلوی نے اس پر تنقید کی ہے اور ابن عبدالوہاب، مولوی سید احمد اور مولوی اسماعیل دہلوی کا تعاقب کیا ہے ــــ علمائے دیوبند، تحریک بالاکوٹ کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں مگر مولوی حسین احمد مدنی اس تحریک کو آزادیٔ وطن کی تحریک قرار دیتے ہیں کیونکہ اس میں ہندو بھی شریک تھے[۴]۔

---

[۱] زید ابوالحسن فاروقی ازہری: مولانا اسماعیل دہلوی اور تقویۃ الایمان، مطبوعہ دہلی ۱۹۷۴ء، ص ۱۴

[۲] محبوب علی: تاریخ الائمہ (قلمی) محررہ ۱۲۵۱ھ/۱۸۳۵ء، ص ۸۹۸

[۳] (ا) محمد جعفر تھانیسری: حیات سید احمد شہید، مطبوعہ کراچی ۱۹۶۷ء

(ب) وحید احمد مسعود: سید احمد شہید کی صحیح تصویر، مطبوعہ لاہور ۱۹۶۷ء

(ج) شاہ حسین گردیزی، حقائق تحریک بالاکوٹ، مطبوعہ کراچی ۱۹۸۲ء

[۴] حسین احمد مدنی: نقش حیات، ج ۲، ص ۴۲۲

تحریک بالاکوٹ کے خاتمہ (۱۸۳۱) کے چند سال بعد افغانستان یا ایران کے حنفی گھرانے میں جمال الدین افغانی ۱۲۵۴ھ/۹-۱۸۳۸ء میں پیدا ہوئے ــــــ یہ صاحب علم وفضل تھے، افغانستان میں وزارت کے عہدے پر فائز رہے۔ مصر اور ترکی بھی گئے، ۱۸۷۸ء میں اسکاٹ لینڈ کی فری میسن سے متعلق رہے پھر بے تعلق ہوگئے۔ ۱۸۷۹ء میں ہندوستان میں حیدرآباد اور کلکتہ آئے، پیرس، لندن، روس اور جرمنی وغیرہ بھی گئے۔ آخری ایام قسطنطنیہ میں گزارے، ۱۸۹۷ء میں وہیں انتقال کیا، بعد میں ان کا تابوت ۱۹۴۴ء میں ترکی سے افغانستان لایا گیا ــــــ

جمال الدین افغانی نے ابن عبدالوہاب، مولوی سید احمد اور مولوی اسماعیل کی طرح توحید پر زور دیا ــــــ وہ اسلامی اجتماعیت کو مادی اشتراکیت پر ترجیح دیتے تھے، مغربی ثقافت کے مقابلے میں مشرقی ثقافت کو پسند کرتے تھے، اسلام اور سائنس کی ہم آہنگی پر زور دیتے تھے اور امن عالم کے لیے اسلامی بلاک ضروری خیال کرتے تھے[۱] ــــــ

جمال الدین افغانی، محدث بریلوی کے معاصرین میں تھے، جب وہ ہندوستان آئے محدث بریلوی کی جوانی کا زمانہ تھا۔ محدث بریلوی تصور توحید پر اصرار کے حامی تھے مگر ساتھ ہی وہ عظمت مصطفیٰ کے احساس کو ضروری خیال کرتے تھے، اس طرح اسلام اور سائنس کی ہم آہنگی کے بارے میں محدث بریلوی کا خیال یہ تھا کہ سائنسی تجربات ومشاہدات کی روشنی میں اسلامی افکار وخیالات کو نہ جانچا جائے بلکہ قرآنی آیات کی روشنی میں سائنس کو پرکھا جائے[۲] کیوں کہ سائنس

---

[۱] انسائیکلو پیڈیا آف اسلام مطبوعہ لاہور ج ۷، ص ۳۷۲-۳۸۰

[۲] احمد رضا خاں: نزول آیات فرقان بسکون زمین وآسمان، مطبوعہ لکھنؤ، ص ۲۴

ایک ترقی پذیر عمل ہے اور قرآنی آیات حتمی و قطعی ہیں ــــــ حتمی اور قطعی کو ظنی کی روشنی میں نہیں پرکھا جا سکتا ــــــ محدث بریلوی اسلامی اجتماعیت کے مبلغ تھے اور مشرقی تہذیب کو ہر حالت میں مغرب پر ترجیح دیتے تھے۔ ان کا ماحول اور ان کی بود و باش مغرب نا آشنا تھی جب کہ مغرب کے بہت سے ناقدین مغرب کے رنگ میں رنگے ہوئے تھے ــــــ

تحریک دیوبند ــــــ تحریک ابن عبدالوہاب، تحریک مولوی اسماعیل دہلوی اور تحریک جمال الدین افغانی سے متاثر معلوم ہوتی ہے۔ اس تحریک کے قائدین بالعموم ابن عبدالوہاب اور مولوی اسماعیل کے افکار و خیالات کی تائید کرتے نظر آتے ہیں[1] محدث بریلوی ان تینوں کو ایک ہی زمرے میں شمار کرتے ہیں اس طرح محدث بریلوی کے عہد میں احناف کے دو گروہ ہو گئے، ایک کو عرف عام میں دیوبندی کہا جاتا ہے، دوسرے کو بریلوی ــــــ مسلک بریلی کے مقتدا محدث بریلوی ہوئے اور مسلک دیوبند کے مقتدا مولانا محمد قاسم نانوتوی اور مولانا رشید احمد گنگوہی ہوئے ــــــ اکابر دیوبند اور اکابر بریلی کا سلسلۂ حدیث شاہ ولی اللہ محدث دہلوی سے ملتا ہے جس کی تفصیل یہ ہے:

(۱) محدث بریلوی کو شاہ آلِ رسول مارہروی سے سند حدیث حاصل

---

[1] مولوی رشید احمد گنگوہی نے فتاویٰ رشیدیہ (مطبوعہ دیوبند، ۱۳۴۱ھ/۱۹۲۲ء) میں ابن عبدالوہاب کے عقائد و افکار کی تائید کی ہے مگر مولوی حسین احمد مدنی نے الشہاب الثاقب (مطبوعہ دیوبند ۱۳۲۵ھ/۱۹۰۷ء) میں اور مولوی خلیل اللہ انبیٹھوی نے المہند علی المفند (مطبوعہ کراچی) میں ابن عبدالوہاب پر تنقید کی ہے اور ان کے افکار و عقائد سے اپنی بے تعلقی اور برئیت کا اعلان کیا ہے۔ مسعود

تھی، اُن کو شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی سے، اور اُن کو اپنے والد شاہ ولی اللہ محدث دہلوی سے۔

(۲) مولانا محمد قاسم نانوتوی کو مولانا مملوک علی سے سند حدیث حاصل تھی، اُن کو مولوی رشید احمد دہلوی سے، اُن کو شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی سے اور اُن کو اپنے والد شاہ ولی اللہ محدث دہلوی سے۔

دارالعلوم دیوبند ۱۲۸۳ھ/ ۱۸۶۷ء دیوبند میں ایک مسجد میں انار کے درخت کے نیچے قائم ہوا۔ مولوی محمود حسن اس کے پہلے طالب علم تھے اور مولانا محمد قاسم نانوتوی سرپرست اوّل ــــــ مولانا محمد قاسم کے انتقال (۱۲۹۷ھ/ ۱۸۸۰ء) کے بعد ۱۸۸۰ء سے ۱۹۰۵ء تک مولوی رشید احمد گنگوہی سرپرست رہے ــــ دونوں حاجی امداد اللہ مہاجر مکی سے بیعت تھے ــــ مولوی اشرف تھانوی ۱۸۸۰ء میں مدرسہ دیوبند میں داخل ہوئے ــــ ان کے اساتذہ میں مولوی محمود حسن، مولوی عبدالعلی اور مولوی محمد یعقوب وغیرہ تھے۔ مدرسہ دیوبند کے اساتذہ میں مولوی خلیل احمد انبیٹھوی بھی رہے جو بعد میں مظاہر العلوم سہارنپور چلے گئے جو ۱۸۸۳ء میں قائم ہوا تھا۔

علماء دیوبند، علماء بریلی کی طرح تقلید کے پابند اور فقہ حنفی کے پیرو ہیں۔ بعض امور میں جمہور اہلِ سنت سے اختلاف کے باعث ان کا الگ تشخص قائم ہوگیا۔ اس سے پہلے یہ تقسیم نہ تھی۔ اہل سنت و جماعت کے دو مراکز تھے، ایک کے سرخیل بحرالعلوم مولانا عبدالعلی (م۔ ۱۱۴۴ھ/ ۱۲۳۵ء) تھے اور دوسرے کے سرخیل مولانا فضل رسول بدایونی (۱۲۸۹ھ/ ۱۸۷۲ء) ــــــ بہر کیف علماء دیوبند ہر بدعت کو گمراہی خیال کرتے ہیں جب کہ محدث بریلوی صرف ان بدعات کو گمراہی خیال کرتے ہیں جو شریعت کے کسی نہ کسی حکم سے متصادم

ہو ـــــ دیگر امور جن میں ان دونوں کا اختلاف ہے، ان میں سے بعض یہ ہیں:

(۱) محدث بریلوی شانِ الوہیت اور شانِ رسالت میں ایسے کلمات کا استعمال خلافِ ادب خیال کرتے ہیں جو بظاہر حق معلوم ہوں مگر ساتھ ہی گستاخانہ بھی ہوں ـــــ اس قسم کے کلمات مولانا محمد قاسم نانوتوی کی تحذیر الناس میں[۱]، مولوی اشرف علی کی حفظ الایمان[۲] میں، مولوی خلیل احمد انبیٹھوی کی البراہین قاطعہ[۳] میں، مولوی اسماعیل دہلوی کی صراطِ مستقیم اور تقویت الایمان میں[۴]، مولوی محمود حسن کی الجہاد المقل[۵] وغیرہ میں محدث بریلوی کے خیال میں موجود ہیں مگر ان حضرات کا کہنا ہے کہ اس کی مراد وہ نہیں جس سے گستاخی مترشح ہوتی ہے کیوں کہ گستاخی ان کے نزدیک بھی حرام ہے۔ مگر محدث بریلوی کا یہ موقف ہے چوں کہ وہ عبارات اُردو میں عام فہم ہیں اس لیے اہلِ زبان اس سے جو مراد لیتے ہیں وہی مراد لی جائے گی اور اسی پر حکم لگایا جائے گا ـــــ

(۲) دوسری بات یہ تھی کہ محدث بریلوی اس کے قائل تھے کہ حضور صلی اللہ

---

[۱] مولوی محمد قاسم نانوتوی، تحذیر الناس، ص ۳

[۲] مولوی اشرف علی تھانوی: حفظ الایمان، ص ۸

[۳] مولوی خلیل احمد انبیٹھوی: البراہین القاطعہ علی ظلام الانوار الساطعہ مطبوعہ دیوبند، ص ۵۵

[۴] مولوی اسماعیل دہلوی: صراطِ مستقیم، مطبوعہ دیوبند، ص ۸۶

[۵] مولوی محمود حسن: الجہد المقل، مطبوعہ سادھورہ، ص ۴۱

علیہ وسلم کے محامد و محاسن جو قرآن و حدیث میں بیان کئے ہیں من وعن بیان کر دیئے جائیں تاکہ آپ کی شخصیت اُبھر کر سامنے آئے اور مسلمانوں کے دلوں میں آپ کی عظمت و ہیبت قائم ہو جب کہ علمائے دیوبند احتیاط کے قائل تھے۔ ان کا خیال تھا کہ اس طرح مسلمان حد سے بڑھ سکتے ہیں۔

(۳) محدث بریلوی مجالس عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کو جائز و مستحسن خیال کیا کرتے تھے جب کہ علمائے دیوبند اس قسم کی مجالس کے خلاف تھے۔

(۴) محدث بریلوی محافل میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں قیام کو مستحب خیال کرتے تھے جب کہ علمائے دیوبند اس کو بدعت تصور کرتے تھے۔

(۵) محدث بریلوی اعراس کو (بشرطیکہ ان میں خلاف شرع کوئی بات نہ ہو) جائز خیال کرتے تھے جب کہ علمائے دیوبند ناجائز خیال کرتے تھے۔

(۶) فاتحہ خوانی کی رسم بشرطیکہ اس میں کوئی خلاف شرع بات نہ ہو، محدث بریلوی کے نزدیک جائز تھی مگر علمائے دیوبند بدعت خیال فرماتے تھے۔

الغرض اس قسم کے اور بہت سے اختلافات تھے مثلاً امکان کذب، امتناع نظیر، حقیقتِ خاتمیت، علمِ غیب، حاضر و ناظر، نور و بشر، زیارت قبور، استغاثہ، استمداد، سماعِ موتیٰ وغیرہ ـــــــ علمائے دیوبند کے مرشد طریقت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی تقریباً تمام امور میں محدث بریلوی کے خیالات سے متفق تھے اور انھوں نے دونوں مکاتبِ فکر میں اتحاد پیدا کرنے کے لیے ایک رسالہ بھی تحریر کیا تھا[1] مگر علمائے دیوبند نے ان کی باتوں کو تسلیم نہیں کیا۔

---

[1] امداد اللہ مکی: فیصلۂ ہفت مسئلہ (مع تشریح و توضیح مفتی محمد خلیل خاں قادری) مطبوعہ لاہور ۱۹۸۶ء

ایک اہم مسئلہ جس میں محدث بریلوی اور علمائے دیوبند کا اختلاف تھا وہ ہندو مسلم اتحاد کا مسئلہ تھا۔ علمائے دیوبند من حیث الجماعت سیاسی معاملات میں ہندوؤں کے ساتھ اشتراک عمل میں متحد الخیال تھے (ماسوائے چند حضرات کے) جب کہ محدث بریلوی ایسے اشتراکِ عمل کو شرعاً مذموم اور عقلاً مضر و مہلک خیال کرتے تھے۔ ان کے خیال میں طاقت ور اکثریت سے اتحاد ہر نقطۂ نظر سے مسلمانوں کے لیے مضر تھا۔ مگر علمائے دیوبند اس خیال سے متفق نہ تھے اور ان کا عمل اس کے برعکس رہا ــــــــ

محدث بریلوی نے مندرجہ ذیل رسائل میں اُن مسائل پر اپنی تحقیقات پیش کی ہیں جن میں علمائے دیوبند سے اُن کا اختلاف تھا ــــــــ

۱۔ منیر العین (۱۳۰۱ھ/۱۸۸۳ء)
۲۔ ازکی الہلال (۱۳۰۵ھ/۱۸۸۷ء)
۳۔ سبحٰن السبوح (۱۳۰۷ھ/۱۸۸۹ء)
۴۔ سبحٰن القدوس (۱۳۰۹ھ/۱۸۹۱ء)
۵۔ المعتمد المستند (۱۳۲۰ھ/۱۹۰۲ء)
۶۔ القطوف الدانیہ (۱۳۱۳ھ/۱۸۹۵ء)
۷۔ انباء المصطفیٰ (۱۳۱۸ھ/۱۹۰۰ء)
۸۔ الجزء المہیا (۱۳۲۰ھ/۱۹۰۲ء)
۹۔ اقامۃ القیامہ (۱۲۹۹ھ/۱۸۸۱ء)
۱۰۔ حسام الحرمین (۱۳۲۴ھ/۱۹۰۶ء) وغیرہ وغیرہ

علمائے دیوبند کے علاوہ اہلِ حدیث، اہلِ قرآن، علمائے ندوۃ العلماء اور دانشورانِ علی گڑھ کے بھی بعض افکار و خیالات سے محدث بریلوی کو اختلاف

تھا

علمائے اہلِ حدیث نے تقلید کے خلاف آواز بلند کی اور از خود اجتہاد کا دعوے کیا، انھوں نے ائمہ اربعہ، فقہ اور مقلدین پر سخت تنقیدیں کیں! اہلِ حدیث کے اکابر میں مولوی اسماعیل دہلوی، مولوی نذیر حسین دہلوی[1]، مولوی ثناء اللہ امرتسری[2] اور نواب صدیق حسن خاں[3] وغیرہ ہیں ——— محدث بریلوی اہلِ حدیث کی مجتہدانہ روش کو غیر دانشمندانہ سمجھتے تھے اور ملتِ اسلامیہ کے لیے باعث انتشار و افتراق ——— غیر دانشمندانہ اس لیے کہ اہلِ حدیث انکار تقلید کے باوجود احکام و امور میں کسی نہ کسی امام کی تقلید پر مجبور تھے۔ حتیٰ کہ اپنے مستند عالم کی تقلید اور پیروی کے بغیر چارہ نہ تھا کیوں کہ ہر مسلمان یہ قدرت نہیں رکھتا کہ قرآن و حدیث سے خود مسائل و احکام کا استنباط کر سکے ——— بہرکیف محدث بریلوی نے تقلید اور بعض دیگر اختلافی امور میں رسائل تصنیف کیے جن میں سے بعض یہ ہیں :

۱۔ سلطنت المصطفیٰ فی ملکوت کل الوریٰ (۱۲۹۷ھ ۱۸۷۹ء)

۲۔ الامر باحترام المقابر (۱۲۹۸ھ/۱۸۹۳ء)

۳۔ ہدی الحیران فی نفی الفیٔ عن شمس الاکوان (۱۲۹۹ھ/۱۸۸۱ء)

۴۔ الامن والعلی (۱۳۱۱ھ/۱۸۹۳ء)

۵۔ انوار الانتباہ (۱۳۰۳ھ/ ۱۸۸۵ء)

۶۔ برکات الامداد لاہل الاستمداد (۱۳۱۱ھ/۱۸۹۳ء) وغیرہ وغیرہ

---

[1] ابوالحسن علی ندوی: نزہتہ الخواطر، ج ۸، ص ۴۹۷

[2] ایضاً، ج ۸، ص ۹۵

[3] ایضاً، ج ۸، ص ۱۸۷

علمائے دیوبند میں ایک بزرگ عالم مولانا محمد زکریا (پشاور) نے فرمایا کہ اگر احمد رضا نہ ہوتا تو ہندوستان سے حنفیت ختم ہو جاتی[1] ـــــــ محدث بریلوی نے اپنی تحقیقات علمیہ سے مقلدین کے موقف کی پوری قوت کے ساتھ تائید و حمایت کی۔

اہلِ حدیث کے بعد اہلِ قرآن نے ایک قدم اور آگے بڑھایا۔ اہلِ حدیث نے فقہ سے اپنا رشتہ توڑا اور انھوں نے حدیث سے بھی رشتہ منقطع کر لیا ـــــــ ان کا خیال تھا کہ دینی مسائل کو سمجھنے کے لیے حدیث کی ضرورت نہیں قرآن کافی ہے۔ اس تحریک کے اولین داعی مولوی عبداللہ چکڑالوی تھے۔ انھوں نے قرآن کریم اور عمل متواتر کی پابندی لازمی قرار دی پھر ان کے بعد مولوی اسلم جیراجپوری اور غلام احمد پرویز آئے جنھوں نے مزید اختراعات کیں ـــــــ مولوی عبداللہ، محدث بریلوی کے معاصر تھے، محدث بریلوی نے اپنی تحقیقات اور نگارشات میں ان کے افکار و عقائد کا جائزہ لیا ہے ـــــــ

سرسید احمد خاں[2] بھی محدث بریلوی کے معاصرین میں تھے۔ بنیادی طور پر یہ مقلد تھے مگر پھر ان کے فکر و خیال میں بہت تبدیلیاں آگئیں اور انھوں نے جو افکار و خیالات پیش کیے جن سے نہ صرف علمائے بریلی بلکہ علمائے دیوبند نے بھی اختلاف کیا ـــــــ سرسید نے تفسیر القرآن کے ذریعہ جدید مغربی افکار کو آیات سے تطبیق دینے کی کوشش کی، انھوں نے ایک نظام تعلیم کے ذریعے مسلمانوں میں دینی اور دنیوی شعور پیدا کرنے کی سعی کی، انھوں نے مغربی تہذیب و تمدن کو اپنانے کے لیے مسلمانوں کو ترغیب دی ـــــــ محدث بریلوی ان کے اس

---

[1] بروایت مولانا محمد امیر احمد شاہ گیلانی، صاحب انوار غوثیہ شرح شمائل ترمذی شریف (پشاور)

[2] ابوالحسن علی ندوی: نزہۃ الخواطر ج ۸، ص ۳۰

طرزِ عمل کو اسلام اور مسلمانوں کے لیے مضر سمجھتے تھے۔ چنانچہ آخری ایام میں سر سید بھی اپنی مساعی سے مطمئن نہ تھے بلکہ مایوس تھے ـــــ محدث بریلوی کے خیال میں علی گڑھ تحریک سے ملت اسلامیہ میں مضر اثرات پیدا ہو رہے تھے ان کو رفع کرنے کے لیے محدث بریلوی نے متعدد رسائل لکھے مثلاً

(۱) لمعۃ الضحی فی اعفاء اللحی (۱۳۱۵ھ/۱۸۹۷ء)

(۲) تمہید ایمان بآیات قرآن (۱۳۲۶ھ/۱۹۰۸ء)

(۳) صمصام حدید (۱۳۰۵ھ/۱۸۸۷ء)

مولانا شبلی نعمانی، سر سید احمد خان کے ساتھیوں میں سے تھے لیکن انھوں نے علی گڑھ کالج میں یہ کمی محسوس کی کہ وہاں علوم جدیدہ کی طرف توجہ ہے اور علوم قدیمہ کو نظر انداز کیا جا رہا ہے، چنانچہ انھوں نے لکھنؤ میں ندوۃ العلماء کے نام سے ایک نئی درس گاہ قائم کی ـــــ محدث بریلوی ندوۃ العلماء کے اجلاس منعقدہ ۱۸۹۴ء میں شریک ہوئے اور نصاب کمیٹی کے ممبر بھی نامزد کیے گئے[1] ـــــ مگر بعد میں جب ندوۃ العلماء میں ہر مکتب فکر کے علماء شریک ہونے لگے اور اہل ندوہ امداد و اعانت کے لیے انگریزوں اور انگریزی حکومت سے رجوع کرنے لگے تو محدث بریلوی علیحدہ ہو گئے۔ ان کے خیال میں کسی ادارے کے قیام اور استحکام کے لیے اتحاد فکر لازمی شرط ہے، مختلف الخیال لوگوں کے اجتماع سے زیادہ مفید نتائج نہیں نکل سکتے ـــــ بہر حال ندوۃ العلماء نے تاریخ و سیر اور ادبیات کے ماہرین تو پیدا کیے مگر مذہبی مسائل کے محقق اور فلسفی و منطقی پیدا نہیں کیے ـــــ محدث بریلوی نے ندوہ کے طرزِ عمل سے اختلاف کرتے ہوئے اپنے

---

[1] محمد الحسنی: سیرت محمد علی مونگیری، مطبوعہ لکھنؤ ۱۹۶۴ء، ص ۸۷ - ۸۸

تحقیقی رسائل لکھے مثلاً

① فتاویٰ الحرمین (۱۳۱۷ھ/۱۸۹۹ء)

② فتاویٰ القدوہ (۱۳۱۷ھ/۱۸۹۹ء)

③ سیوف العنوہ علی زمائم الندوہ

④ مآل الابرار و آلام الاشرار (۱۳۱۸ھ/۱۹۰۰ء)

⑤ سوالات علماء وجوابات ندوۃ العلماء

محدث بریلوی کے عہد میں احمدی جماعت بھی وجود میں آئی۔ اس کے بانی مرزا غلام احمد قادیانی تھے جو ۱۲۵۰ھ/۱۸۳۵ء میں محدث بریلوی کی ولادت سے تقریباً بیس سال قبل قادیان (مشرقی پنجاب۔ بھارت) میں پیدا ہوئے۔ انھوں نے نبوت کا دعویٰ کیا اور ۱۸۸۲ء میں اپنی دعوت کا آغاز کیا۔ عرصہ دراز بعد ۱۸۹۱ء میں پہلے پہل حکیم نورالدین نے بیعت کی اس طرح یہ سلسلہ چل نکلا اور غیر منقسم ہندوستان ایک نئے فتنے سے دوچار ہوا۔ مرزا نے انگریزوں کی حمایت پر بڑا زور دیا اور جہاد کا جذبہ مٹایا۔ اعلانِ نبوت سے انگریز اور ہندو دونوں خوش تھے۔ انگریز اس لیے کہ ہندوستان میں ایسے وقت ان کا حامی و مددگار پیدا ہوا جب ان کو اس کی سخت ضرورت تھی اور ہندو اس لیے کہ مکہ معظمہ کے بجائے قادیان دین کا مرکز ٹھہرا، کیوں کہ ان کو یہ شکایت تھی کہ مسلمان رہتے ہندوستان میں ہیں اور بات مکہ مکرمہ کی کرتے ہیں۔

محدث بریلوی نے اس نئے فتنے کی طرف فوری توجہ دی متعدد فتوے صادر کر کے ان کی تکفیر کی اور مندرجہ ذیل رسائل میں اُن کے افکار و خیالات پر محققانہ تنقید کی اور تعاقب کیا۔

(۱) الصارم الربانی علی اسراف القادیانی (۱۳۱۵ھ/۱۸۹۷ء)
(۲) جزاء اللہ عدوہ باباۂ ختم النبوۃ (۱۳۱۶ھ/۱۸۹۸ء)
(۳) السوء والعقاب علی المسیح الکذاب (۱۳۲۰ھ/۱۹۰۲ء)
(۴) قہر الدیان علی مرتد بقادیان (۱۳۲۳ھ/۱۹۰۵ء)
(۵) المبین ختم النبیین (۱۳۲۶ھ/۱۹۰۸ء)

محدث بریلوی کی انہیں مساعی کے پیشِ نظر مولوی محمد ضیاء الدین نے مسدس توضیح میں یہ شعر کہا ہے ؎

وہ احمد رضا زمانے میں یکتا
اسی سے دبا قادیانی کا فتنہ[1]

محدث بریلوی نے مختلف تحریکات سے اثرات قبول کرنے کے بجائے ان کو متاثر کیا اور رفتہ رفتہ عملاً ان کے طرز عمل میں نمایاں فرق نظر آنے لگا۔ مثلاً

(۱) جو صرف حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت پر زور دیتے تھے اور عشق و محبت کی بات نہ کرتے تھے وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کو ملتِ اسلامیہ کی جان سمجھنے لگے ——

(۲) جو عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی محافل کے سخت خلاف تھے خصوصاً ۱۲ ربیع الاول کو اور اس کو بدعت خیال کرتے تھے وہ ان محافل میں شریک ہونے لگے اور سیرۃ النبی کے نام سے خود بھی مجالس منعقد کرنے لگے۔

---

[1] تحفۂ حنفیہ (پٹنہ) شمارہ ربیع الآخر ۱۳۲۶ھ/۱۹۰۸ء) ص ۳۷

(۳) جو اولیاء اللہ کے اعراس کے خلاف تھے خصوصاً ان کے وصال کے دن، وہ اعراس میں شرکت کرنے لگے اور سالانہ اجتماع کے نام سے اپنے اکابر کا عرس کرنے لگے۔

(۴) جو ایصالِ ثواب اور قرآن خوانی کو بدعت خیال کرتے تھے وہ اب قرآن خوانی کرنے لگے۔

(۵) جو اعراس اور فاتحہ کے کھانے کو ناجائز تصور کرتے تھے اب وہ کھانے لگے۔

(۶) جو ہندو مسلم اتحاد کے خلاف محدث بریلوی کی مزاحمت کو اچھی نظر سے نہ دیکھتے تھے وہ بعد میں محدث بریلوی کے ہم نوا اور ہم خیال ہو گئے۔

اسی طرح اور بہت سے امور ہیں جہاں محدث بریلوی کے اثرات نمایاں نظر آتے ہیں۔

مسلمانِ ہند پر محدث بریلوی نے جو اثرات مرتب کیے ہیں وہ نظرانداز کرنے کے قابل نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ کولمبیا یونیورسٹی (امریکہ) کے شعبہ تاریخ کی ایک فاضلہ اوشا سانیال، محدث بریلوی اور اُن کے ہم مسلک علماء کی خدمات اور اثرات پر ڈاکٹریٹ کے لیے ایک تحقیقی مقالہ لکھنے کی تجویز رکھتے ہوئے لکھتی ہیں:۔

I propose to undertake a historical study of Bareilvis and Ahl-e-Sunnat movement, which has exerted a strong influence on Muslims in sub-continent since late 19th Century.[1]

---

[1] Usha Sanyal: A History of Bareilvi movement in British India 1900-1947 (Proposal, P.1, Submitted to the Univer- sity of Columbia, U.S.A)

انگریز پاک و ہند میں تاجرانہ حیثیت سے آئے مگر پھر سیاسی حالات سے فائدہ اٹھا کر ملکی سیاست میں دخیل ہو گئے اور رفتہ رفتہ پاک و ہند پر قابض ہو گئے۔ اہل وطن نے انگریز کے اقتدار کو دل سے قبول نہ کیا تھا۔ اندر ہی اندر آگ سلگ رہی تھی جو اچانک ۱۸۵۷ء میں ایک انقلابی حادثے سے بھڑک اٹھی۔ فوج سے شروع ہوئی اور عوام میں پھیل گئی۔ ۱۸۵۷ء پاک و ہند کی تاریخ کا اہم سال تھا، بدیسی اقتدار کو ختم کرنے کے لیے آزادی کی آخری جنگ لڑی گئی جس میں اہل وطن کو شکست ہوئی اور انگریز حاکموں نے محبان وطن کو جس ظلم و ستم کا نشانہ بنایا تاریخ میں اس کی مثال کم ملے گی۔ اس شکست نے زندگی کے ہر شعبے کو متاثر کیا مگر عوام کا جذبہ حریت پامال نہ ہو سکا اور یہ دبی ہوئی چنگاری کچھ عرصے کے بعد پھر بھڑک اٹھی۔

انقلاب ۱۸۵۷ء کے تقریباً ۲۵ سال بعد جب کہ انگریزوں کا قہر ذرا دھیما پڑا، وائسرائے ہند لارڈ ڈفرن کے ایماء پر انڈین نیشنل کانگرس کا قیام عمل میں آیا۔ اس وقت محدث بریلوی کی عمر تقریباً ۲۸ سال ہو گی۔ کانگرس کے قیام کا مقصد یہ تھا کہ ہندوستانیوں کے مطالبات اجتماعی طور پر حکومت برطانیہ کے سامنے پیش کیے جا سکیں۔ ہر مذہب و ملت کے لوگ اس میں شریک تھے، مسلمانوں کی شرکت کے بارے میں علماء سے فتویٰ لیا گیا تو بعض علماء

نے مسلمانوں کی شرکت کے جواز کا فتویٰ دیا۔ مثلاً مولوی رشید احمد گنگوہی اور مولوی محمود حسن دیوبندی نے ۱۸۸۸ء میں اسی قسم کا فتویٰ دیا[1]۔ لیکن جب محدث بریلوی سے یہ فتویٰ دیا گیا تو انھوں نے مسلمانوں کی شرکت کو ایسے شرائط کے ساتھ مشروط کر دیا جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ وہ بڑی سیاسی بصیرت کے مالک تھے اور آنے والے خطرات کو محسوس کر رہے تھے۔ انھوں نے یہ فتویٰ دیا:۔

مسلمانوں کے اہل تدبیر ورائے منیر بہ نظر غامض و باریک بیں و انجام شناس و دقت گزیں خوب تنقیح تمام کریں کہ اس سے حالاً یا مآلاً اسلام و مسلمین پر کوئی ضرر عائد نہیں[2]۔

محدث بریلوی نے کانگریس میں مسلمانوں کی شمولیت سے خطرات محسوس کرتے ہوئے ۱۸۸۵ء میں جماعت رضائے مصطفےٰ کے نام سے ایک تنظیم کی تشکیل کی[3] جس نے بعض اہم کام کیے۔ اس کا بنیادی مقصد مسلمانوں کی تنظیم و اصلاح تھا۔ ۱۳۲۱ھ/۱۹۰۳ء میں نظارۃ المعارف کے نام سے ایک تنظیم قائم ہوئی جس کے سرپرست مولوی محمود حسن، حکیم اجمل خاں اور نواب وقار الملک وغیرہ تھے۔ مولانا عبید اللہ سندھی اس کے روح رواں تھے وہ جمعیۃ الانصار کے ناظم بھی تھے۔

---

[1] نصرۃ الابرار، مطبوعہ لاہور، ص ۱۹، ۲۰، ۲۲، ۲۴، ۲۶

[2] نصرۃ الابرار، مطبوعہ لاہور، ص ۳۰

[3] M. A. Karandikar: Islam in India's Transition to Modernity, Karachi, p.158

نظارۃ المعارف کے قیام کے چند سال بعد ہی ۱۹۰۵ء میں تحریک ریشمی رومال کا آغاز ہوا جس کا مقصد شمال مغربی سرحدات پر گڑ بڑ کر کے اور اندرون ملک شورش برپا کر کے بدیسی راج ختم کرنا تھا مگر ۱۹۱۶ء میں یہ سازش پکڑی گئی اور مولوی محمود حسن اور مولوی حسین احمد گرفتار کر لیے گئے۔
تحریک ریشمی رومال کے زمانے میں ۱۹۰۶ء میں آل انڈیا مسلم لیگ کا قیام عمل میں آیا۔ اس کا مقصد مسلمانوں کے حقوق کی حفاظت کرنا تھا۔ آگے چل کر اس نے بہت اہم کام کیے۔ اسی کی مساعی سے ایک نئی مملکت پاکستان وجود میں آئی۔ مسلم لیگ کے قیام کے چند سال بعد ۱۹۱۲ء میں جنگ طرابلس ہوئی اور طرابلس اٹلی کے قبضے میں چلا گیا۔ پھر جنگ بلقان ہوئی اور ترکوں کو شکست ہوئی۔ اس کے بعد ۱۹۱۴ء میں پہلی جنگ عظیم شروع ہوئی۔ اس جنگ میں انگریزوں کو پاک و ہند کے لوگوں کے تعاون کی سخت ضرورت تھی انھوں نے سوراجیہ کا اعلان کیا، ہندو مسلمان سب نے اس امید پر تعاون کیا کہ جنگ کے بعد آزادی ملے گی۔ ہندوؤں کے لیڈر مسٹر گاندھی اور مسلمانوں کے لیڈر محمد علی جوہر نے ہندو مسلمانوں کو بھرتی کرانے میں اہم کردار ادا کیا۔ اس جنگ میں انگلستان، روس اور فرانس، سلطنت عثمانیہ کے خلاف لڑ رہے تھے اس طرح ہندوستانی مسلمانوں کو اپنے بھائیوں کا خون بہانے کے لیے بھرتی کرایا جا رہا تھا۔ بہرکیف جب ۱۹۱۸ء میں جنگ ختم ہوئی تو انگریز اپنے وعدے سے منحرف ہو گئے اور اعلان آزادی کے بجائے سلطنت عثمانیہ کے حصے بخرے شروع کر دیئے جس سے پاک و ہند کے مسلمان طیش میں آ گئے اور ۱۹۱۹ء میں تحریک خلافت کا آغاز ہوا جس کا مقصد سلطنت عثمانیہ کی حفاظت دیانت بتایا گیا۔ اس تحریک میں ہندو لیڈر گاندھی بھی شریک

ہو گئے اور اس تحریک کے قائد بنا دیئے گئے۔ دوسرے ہی سال گاندھی نے ۱۹۲۰ء میں تحریک ترک موالات کا آغاز کر دیا۔ جذبات کا ایسا سیلاب آیا کہ بصیرت و بصارت ماؤف ہو کر رہ گئی۔ سب گاندھی کے اشاروں پر چلنے لگے۔ مولوی محمود حسن اسی زمانے میں قید فرنگ سے آزاد ہوئے تھے۔ انھوں نے جمعیۃ العلماء ہند کے اجلاس منعقدہ دہلی ۱۹۲۰ء کے صدارتی خطبے میں فرمایا کہ انگریزوں سے ترک موالات فرض ہے اور تحفظ خلافت میں ہندوؤں کی شرکت مستحق شکریہ ہے[1]۔ ترک موالات کے ساتھ ہی ساتھ تحریک ہجرت بھی ۱۹۲۰ء میں شروع ہوئی پھر تحریک ترکِ گاؤ کشی، تحریک کھدر، تحریک ترکِ حیوانات وغیرہ چلیں۔

محدث بریلوی نے مندرجہ بالا سیاسی حالات و حادثات کا بغور مطالعہ کیا اور متعدد رسائل و فتاویٰ میں اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ ان کے خیال میں تحریک خلافت کا مقصد اسلام کی سربلندی نہ تھا بلکہ درپردہ آزادیٔ ہند کی جدوجہد کرنا تھا جس میں غالب اکثریت ہندوؤں کی ہوتی اور انھیں اس تحریک کے منافع ملتے۔ چنانچہ تحریک ترک موالات سے محدث بریلوی کے اندیشوں کی تصدیق ہوتی ہے اور تحریک شدھی سنگھٹن (۱۹۲۳ء) میں یہ اندیشے کھل کر سامنے آجاتے ہیں جب کہ ۱۹۱۹ء سے ۱۹۲۱ء تک دوستی کا دم بھرنے والوں نے مسلمانوں کو مرتد بنانے اور ہندو تہذیب و تمدن اپنانے پر مجبور کرنے کے لیے ایک ہمہ گیر تحریک چلائی۔

---

[1] محمود حسن: خطبۂ صدارت، مطبوعہ دیوبند، ص ۱۶

محدث بریلوی کے خیال میں موالات ہر کافر سے حرام ہے[1]۔ البتہ معاملت اور لین دین اصل کافر سے جائز ہے[2]۔ محدث بریلوی کے خیال میں ان تمام تحریکوں نے مسلمانوں کو ضعیف اور کمزور کر دیا اور ہندوؤں کو قوی اور طاقت ور۔ وہ لکھتے ہیں :۔

دشمن اپنے دشمن کے لیے تین باتیں چاہتا ہے۔

① اول اس کی موت کہ جھگڑا ہی ختم ہو۔

② دوم یہ نہ ہو اس کی جلاوطنی کہ اپنے پاس نہ رہے۔

③ سوم یہ بھی نہ ہو سکے تو اخیر درجہ اس کی بے پری کا کہ عاجز بن کر رہے۔

جنگِ عظیم میں مسلمانوں کو دھکیل کر پہلا مقصد حاصل کرنا تھا۔ نیز ہندو مسلم فسادات کے ذریعہ بھی یہ مقصد حاصل کیا جا رہا تھا۔ تحریک ہجرت چلا کر دوسرا مقصد حاصل کرنا تھا، اور تحریک ترک موالات چلا کر تیسرا مقصد حاصل کرنا تھا ـــــ یہی مقاصد تقسیم ہند کے زمانے ۱۹۴۷ء میں حاصل کیے گئے ـــــ کشت و خون کا بازار گرم کیا گیا، مسلمانوں کو ہجرت پر مجبور کیا گیا، جو مسلمان ہندوستان میں رہ گئے ان پر معاشی راہیں مسدود کی گئیں ـــــ ہندو مسلمانوں کی دوستی کو جس تشویش کی نگاہ سے محدث بریلوی نے دیکھا تھا، ڈاکٹر اقبال نے بھی اسی تشویش کی نظر

---

[1] احمد رضا خاں : فتاویٰ رضویہ مطبوعہ مانڈہ ۱۹۸۱ء، ج ۶، ص ۳ - ۱۶

[2] رئیس احمد جعفری : اوراقِ گم گشتہ، مطبوعہ لاہور ۱۹۶۸ء، ص ۲۹۹ بحوالہ احمد رضا خاں : المحجۃ المؤتمنہ

سے دیکھا حالاں کہ وہ ہندو مسلم اتحاد کے اوّل داعی تھے۔ انھوں نے مندرجہ ذیل خدشات کا اظہار کیا:-

(۱) قابلِ قبول ہندو مسلم معاہدے کے بغیر محض انگریز دشمنی کی بنا پر قومیت متحدہ کی تعبیر ممکن نہ تھی۔

(۲) یہ خدشہ بھی تھا کہ ایسے اشتراک اور مسلمانوں کی سادہ لوحی سے فائدہ اٹھا کر قومیت متحدہ کے داعی ان کی علیحدہ ملی حیثیت کو ختم کر دیں[1]

جس خدشے کا اظہار اقبال نے بہت بعد میں کیا محدث بریلوی ان خدشات کی طرف ملت اسلامیہ کو بہت پہلے متوجہ کر رہے تھے اور بلا خوف لومۃ لائم اپنے خیالات کا اظہار کر رہے تھے۔ محدث بریلوی کا خیال تھا کہ ساری اقوام مسلمانوں کی دشمن ہیں خواہ وہ انگریز ہوں، خواہ یہودی، خواہ کفار و مشرکین، خواہ ستارہ پرست و آتش پرست[2]

محدث بریلوی قومی تعبیر کے حق میں تھے اور اس کے لیے انھوں نے جو نہج متعین کی تھی ان کے بعد ان کے صاحبزادگان، خلفاء، تلامذہ اور متبعین نے اس پر چل کر ملت اسلامیہ کی رہنمائی کی، ۱۹۴۰ء کے بعد من حیث الجماعت پاکستان کی حمایت کی، ۱۹۴۶ء میں بنارس کانفرنس میں پاکستان کی حمایت میں متفقہ قرارداد منظور کی اور بالآخر مسلم لیگ کی مثالی کوشش علماء کی حمایت و تائید سے پاکستان معرضِ وجود میں آیا۔

---

[1] جاوید اقبال: زندہ رود، مطبوعہ لاہور، ج ۲، ص ۲۴۸

[2] محمد مصطفےٰ رضا خاں: الطاری الداری، مطبوعہ بریلی، ج ۲، ص ۹۹

یوں تو محدّث بریلوی کے مشاغل علمیہ بکثرت تھے مگر انھوں نے خود بطورِ خاص مندرجہ ذیل تین مشاغل کا ذکر کیا ہے :-

① حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حمایت و تائید۔

② مبتدعین کی اصلاح اور بدعات کا استیصال۔

③ مذہب حنفیہ کے مطابق فتووں کا اجراء[1]

①

محدّث بریلوی نے مسلمانوں کے دل میں عظمت مصطفےٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا نقش جمایا اس کے لیے انھوں نے نظم و نثر دونوں کا سہارا لیا۔ ان کی نگارشات میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر اس طرح سرایت کیا ہوا ہے، جیسے بدن میں روح ـــــ انھوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں بڑے کامیاب قصائد لکھے اور مرصّع نعتیں کہیں ـــــ وہ ایک عاشقِ رسول ہی حیثیت سے جانے پہچانے جانے لگے ـــــ انھوں نے عظمت مصطفےٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو اپنی تحریک کا منشور قرار دیا اور اپنی ساری

---

[1] احمد رضا خاں : الاجازۃ الرضویہ لمبجل مکۃ البہیۃ (۱۳۲۳ھ) مشمولہ رسائل رضویہ، مطبوعہ لاہور ۱۹۷۶ء، ج ۱، ص ۳۰

توانائیاں اسی پر صرف کر دیں ـــــــ انھوں نے اپنے تحقیقی مقالات و رسائل میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مختلف کمالات کو اجاگر کیا۔ مثلاً یہ رسائل :۔

① سلطنت المصطفےٰ فی ملکوت کل الوریٰ (۱۲۹۷ھ/۱۸۷۹ء)

② ہدی الحیران فی نفی الفئ عن شمس الاکوان (۱۲۹۹ھ/۱۸۸۱ء)

③ الامن والعلی لناعتی المصطفےٰ (۱۳۱۱ھ/۱۸۹۳ء)

④ مبین الھدیٰ فی نفی الامکان مثل المصطفےٰ (۱۳۲۴ھ/۱۹۰۶ء)

⑤ تمہید ایمان بآیات قرآن (۱۳۲۶ھ/۱۹۰۸ء)

محدث بریلوی نے نہ صرف تحریر بلکہ تقریر کے ذریعہ بھی عظمت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو اجاگر کیا۔ وہ تقریر پر بھی ایسا ہی ملکہ رکھتے تھے جیسا کہ تحریر پر۔ بدایوں میں انھوں نے سورۃ الضحیٰ پر کامل چھ گھنٹے تقریر فرمائی[۱] کہ اس میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ اقدس کا بیان ہے۔ پھر اسی صورت کی جب تفسیر لکھنے بیٹھے تو چند آیات کی تفسیر ۸۰ جز تک جا پہنچی ـــــــ میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی محفلیں خود منعقد کرتے اور دوسری محافل میں شریک ہوتے ـــــــ وہ ایسی محافل میں ادباً دو زانو بیٹھتے اور بیک وقت چار چار گھنٹے تقریر فرماتے[۲]

②

محدث بریلوی کا دوسرا شغل ان بدعات کا استیصال تھا جو شریعت

---

[۱] محمد ظفر الدین رضوی: حیات اعلیٰ حضرت مطبوعہ کراچی، ج ۱، ص ۱۵، ۹۷، ۱۸۲، ۱۸۷، ۲۸

[۲] احمد رضا خاں: مقال عرفا باعزاز شرع علماء، (۱۳۲۷ھ/۱۹۱۰ء) مطبوعہ ملتان ص ۸۰-۴-۲

کے خلاف معاشرے میں رائج ہو گئی تھیں۔ ان کے نزدیک شریعت کے علاوہ تمام راہیں مردود اور باطل ہیں ——— وہ لکھتے ہیں:۔

یقیناً قطعاً شریعت ہی اصل کار ہے ——— شریعت ہی معیار ہے شریعت کی حاجت ہر مسلمان کو ایک ایک سانس، ایک ایک پل، ایک ایک لمحے پر مرتے دم تک ہے ——— شریعت عمارت ہے، اس کا اعتقاد بنیاد اور عمل چنائی [1]

محدث بریلوی نے مروجہ بدعات پر قرآن و حدیث کی روشنی میں نظر ڈالی جو بدعات مخالف شریعت نظر آئیں ان کی شدت سے مخالفت کی بلکہ ان کے خلاف تحقیقی مقالات پیش کیے اور رسائل لکھے ——— سید عبد الحئی ندوی لکھتے ہیں:۔

انھوں نے حرمت سجدۂ تعظیمی پر ایک جامع رسالہ الزبدة الزکیہ لتحریم سجود التحیہ لکھا جو ان کی غزارت علم اور قوت استدلال پر گواہ ہے۔ اسی طرح آلات موسیقی کے ساتھ قوالی اور تعزیہ کی حرمت پر بھی رسائل لکھے [2]

محدث بریلوی نے بدعات کے خلاف بکثرت رسائل لکھے مثلاً ایک رسالہ تصویر کی حرمت پر لکھا [3] ———

---

[1] احمد رضا خاں: مقال عرفاء باعزاز شرع و علماء (۱۳۲۷ھ/۱۹۱۰ء) مطبوعہ دہلی، ص۔ ۳، ۴، ۸۔

[2] ابوالحسن علی ندوی: نزھۃ الخواطر ج ۸، ص ۴۴

[3] احمد رضا خاں: عطایا القدیر فی حکم التصویر مطبوعہ بریلی ۱۳۳۱ھ/۱۹۱۲ء)

ایک رسالہ براق کی تصاویر لگانے کی حرمت پر لکھا[1] ـــــ ایک رسالہ غمی میں کھانے وغیرہ کے اہتمام سے ورثاء پر بوجھ ڈالنے کی ممانعت پر لکھا[2] ـــــ ایک رسالہ مقابر پر عورتوں کی حاضری کی حرمت پر لکھا[3] ـــــ ایک رسالہ مقابر پر بے فائدہ چراغاں کے خلاف لکھا[4] ـــــ ایک رسالہ آلاتِ موسیقی کے ساتھ قوالی کی ممانعت پر لکھا[5]

معاشرے میں رہتے ہوئے دوسری اقوام و مذاہب کے اثرات ضرور پڑتے ہیں چنانچہ ہندوستان کے ہندوؤں اور پھر انگریز حاکموں سے مسلمانوں نے بہت سے اثرات قبول کیے ـــــ محدث بریلوی نے تحریک خلافت اور تحریک ترک موالات کے زمانے میں ہندو مسلم موالات کی جو مخالفت فرمائی اس کی بڑی وجہ یہی تھی کہ اس اختلاط سے وہ کفار و مشرکین کے رسم و رواج اپنانے لگے اور اس حد تک آگے چلے گئے جس

---

[1] احمد رضا خاں: شفاء الوالہ فی صور الحبیب و مزارہ و نعالہ (۱۳۱۵ھ/۱۸۹۷ء) مطبوعہ بریلی

[2] احمد رضا خاں: جلی الصوت لنہی الدعوت امام الموت (۱۳۱۰ھ/۱۸۹۲ء) مطبوعہ بریلی

[3] احمد رضا خاں: جمل النور فی نہی النساء عن زیارۃ القبور (۱۳۳۹ھ/۱۹۲۰ء) مطبوعہ بریلی

[4] احمد رضا خاں: ابریق المنار بشموع المزار (۱۳۳۱ھ/۱۹۱۲ء) مطبوعہ لاہور

[5] احمد رضا خاں: اجلی التحبیر فی حکم السماع والمزامیر (۱۳۲۰ھ/۱۹۰۲ء)

نوٹ: فاضل بریلوی نے ردِ بدعات میں جو سعی فرمائی اس پر دو مستقل کتابیں شائع ہو چکی ہیں۔

(۱) پروفیسر محمد فاروق القادری: فاضل بریلوی اور امور بدعت، مطبوعہ لاہور ۱۹۸۱ء

(۲) یٰسین اختر مصباحی: امام احمد [illegible] ردِ بدعات [illegible] مطبوعہ دہلی

کا اس زمانے میں تصور بھی نہیں کیا جا سکتا[1] ـــــ اسی طرح جب سرسید احمد خاں نے انگریزی تہذیب و تمدن کے محاسن بیان کیے اور مسلمانوں کو اس طرف راغب کیا تو محدث بریلوی نے شدت سے مخالفت فرمائی۔ محدث بریلوی نہیں چاہتے تھے کہ مسلمان اپنی انفرادی اور قومی وحدت کو کھو کر انگریز یا ہندو کے رسم و رواج اور تہذیب و تمدن اپنائیں[2] ـــــ الغرض محدث بریلوی نے پوری شدت اور قوت کے ساتھ بدعات کا استیصال کیا اور احیاء دین متین اور احیاء سنّت کا اہم فریضہ ادا کیا اسی لیے علماء عرب و عجم نے ان کو 'مجدد' کے لقب سے یاد کیا ہے۔ ۱۳۱۸ھ ۱۹۰۰ء میں پٹنہ (بھارت) میں ایک عظیم الشان جلسہ ہوا جس میں پاک و ہند کے سینکڑوں علماء جمع ہوئے اس جلسے میں محدث بریلوی کو ان سے بزرگ علماء کی موجودگی میں 'مجدد' کے لقب سے یاد کیا گیا[3] ـــــ اسی

---

[1] تفصیلی حالات کے لیے مندرجہ ذیل کتابیں ملاحظہ کریں :۔

(۱) سلیمان اشرف بہاری : الرشاد، مطبوعہ علی گڑھ ۱۳۳۹ھ/۱۹۲۰ء

(۲) محمد جمیل الرحمٰن قادری : تحقیقات قادریہ، مطبوعہ بریلی ۱۳۳۹ھ/۱۹۲۰ء

(۳) محمد مسعود احمد : تحریک آزادیٔ ہند اور السواد الاعظم، مطبوعہ لاہور ۱۹۷۹ء

[2] Syed Jamaluddin: The Bareilvis and the Khilafat Movement.

Mushirul Hasan: Communal and Pan-Islamic Trends in Colonial India, Delhi, 1981

[3] عبدالوحید قاضی : دربار حق و ہدایت، مطبوعہ پٹنہ

طرح علماء سندھ میں شیخ ہدایت اللہ بن محمود بن محمد سعید السندی البکری مہاجر مدنی نے محدث بریلوی کی عربی کتاب 'الدولۃ المکیہ' پر تقریظ لکھی تو اس میں تحریر فرمایا :۔

مجدد المأۃ الحاضرۃ موئیدۃ الملۃ الطاھرۃ [1]

علمائے عرب میں مندرجہ ذیل حضرات نے فاضل بریلوی کو 'مجدد' کے لقب سے یاد کیا ہے :۔

(۱) سید اسمٰعیل بن خلیل، حافظ کتب الحرم، مکہ معظمہ [2]

(۲) شیخ موسیٰ علی شامی ازہری [3]

(۳)

محدث بریلوی کا تیسرا مشغلہ فتویٰ نویسی تھا۔ اس فن میں انھوں نے وہ کمال حاصل کیا تھا کہ تمام معاصرین پر سبقت لے گئے، سید عبدالحئی ندوی لکھتے ہیں :۔

فقہ حنفی اور اس کی جزئیات پر ان کو جو عبور حاصل ہے اس کی نظیر شاید ہی کہیں ملے [4]

---

[1] پروفیسر محمد مسعود احمد : امام احمد رضا خاں اور عالم اسلام، مطبوعہ کراچی ۱۹۸۳ء، ص ۱۱۹ - ۱۲۶

[2] احمد رضا خاں : حسام الحرمین، مطبوعہ لاہور، ص ۱۴۱ - ۱۴۲

[3] احمد رضا خاں : الفیوضات المکیہ لمحب الدولۃ المکیہ، مطبوعہ کراچی، ص ۴۶۲

[4] ابوالحسن علی ندوی : نزھۃ الخواطر، ج ۸، ص ۴۱

محدث بریلوی نے ۱۴ شعبان ۱۲۸۶ھ / ۱۸۶۹ء کو فتویٰ لکھنا شروع کیا اور صفر ۱۳۴۰ھ / ۱۹۲۱ء تک برابر ۵۰ سال فتوے لکھتے رہے ان کے پاس برِ اعظم ایشیا، افریقہ، امریکہ وغیرہ سے بکثرت فتوے آتے تھے، ایک ایک وقت میں پانچ پانچ سو جمع ہو جایا کرتے تھے[1] ___ جس زبان میں سوال کیا جاتا اسی زبان میں جواب ارسال کیا جاتا حتیٰ کہ انگریزی سوالات کے جوابات انگریزی میں ترجمہ کرا کے بھیجے جاتے[2] ___ اس طرح فتاویٰ رضویہ میں اردو، فارسی، عربی اور انگریزی چاروں زبانوں میں فتوے ملتے ہیں۔ ہندوستان کے مشہور قانون داں پروفیسر ڈی۔ ایف ملّا نے فتاویٰ عالمگیری اور فتاویٰ رضویہ کو ہندوستان کے دو فقہی شاہکار قرار دیئے ہیں[3] ___ اور ڈاکٹر محمد اقبال، جنہوں نے فتاویٰ رضویہ کا مطالعہ کیا تھا، یہ اظہار خیال کیا ہے:۔

> وہ بے حد ذہین اور باریک بیں عالم دین تھے۔ فقہی بصیرت میں ان کا مقام بہت بلند تھا، ان کے فتاویٰ کے مطالعہ سے اندازہ ہوتا ہے کہ وہ کس قدر اعلیٰ اجتہادی صلاحیتوں سے بہرہ ور اور پاک و ہند کے نابغۂ روزگار فقیہہ تھے[4]

---

[1] احمد رضا خاں: فتاویٰ رضویہ، مطبوعہ مبارک پور، ج ۴، ص ۴۴

[2] احمد رضا خاں: فتاویٰ رضویہ، مطبوعہ مانڈہ ۱۹۸۱ء ج ۶، ص ۴۹۸ - ۵۰۱

[3] نور احمد قادری: مقالہ مطبوعہ کراچی ۱۹۸۰ء، ص ۱۴

[4] عبد النبی کوکب: مقالات یوم رضا، مطبوعہ لاہور ۱۹۷۱ء ج ۳، ص ۱۰ (بروایت ڈاکٹر عابد احمد علی مرحوم مہتمم بیت القرآن - لاہور)

فقہ حنفی میں مہارت کی وجہ سے فاضل بریلوی کی معاصر عدالتہائے عالیہ کے جج بھی اُلجھے ہوئے مقدمات کے فیصلوں کے لیے آپ کی طرف رجوع کرتے تھے چنانچہ عدالتِ عالیہ (بہاولپور) کے جج جسٹس محمد دین نے مناسخہ کا ایک فتویٰ جس پر کئی مفتی اظہارِ خیال کر چکے تھے آخری فیصلے کے لیے محدث بریلوی کو ارسال کیا اور محدث بریلوی نے اس کا محققانہ اور مفصل جواب ارسال کیا[1] ــــ محدث بریلوی کے فتووں کی بارہ جلدیں مرتب ہوئیں جس کا انھوں نے خود ذکر کیا ہے[2] ــــ تفصیل آگے آتی ہے ــــ فتاویٰ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ محدث بریلوی نے فنون حدیث و فقہ کے ضمن میں مختلف علوم معقولہ و منقولہ کا ذکر کیا ہے جس سے ان کی ہمہ گیر مہارت کا اندازہ ہوتا ہے مثلاً مندرجہ ذیل رسائل جو فن فقہ سے متعلق ہیں، ریاضیات، طبیعات، ارضیات، صوتیات وغیرہ پر تحقیقی مقالات معلوم ہوتے ہیں۔

(۱) الہنی النمیر فی الماء المستدیر[3]

(۲) رحب الساحۃ فی میاہ لا یستوی وجھہا وجوفہا فی المساحۃ[4]

(۳) الدقۃ والتبیان لعلم الرقۃ والسیلان[5]

---

[1] احمد رضا خاں: فتاویٰ رضویہ، ج ۱۱، ص ۱۹۰-۲۶۰

[2] سند اجازت دار العلوم منظر اسلام (بریلی) بنام مولوی عبد الواحد (صوبہ سرحد) مورخہ ۲۰ ذی الحجہ ۱۳۲۸ھ

[3] احمد رضا خاں: فتاویٰ رضویہ، ج ۱، ص ۳۲۱-۳۳۰

[4] ایضاً، ج ۱، ص ۳۳۴-۳۷۱

[5] ایضاً، ج ۱، ص ۳۸۴-۴۶۹

(۴) المطر السعید علی بنت جنس الصبید[1]
(۵) البیان شافیا لفونوغرافیا[2]
(۶) سجع الندا فیما یورث العجز عن الماء[3]
(۷) النور والنورق لاسفار ماء مطلق[4]

حقیقت یہ ہے کہ فتویٰ رضویہ کی نظیر نہیں، لیڈن یونیورسٹی ہالینڈ کے علوم اسلامیہ کے پروفیسر، ڈاکٹر جے۔ ایم۔ ایس۔ اے بلیان نے جب فتاویٰ رضویہ کا مطالعہ کیا تو وہ حیران رہ گئے۔ بین الاقوامی سطح پر پڑھے جانے والے اپنے مقالات میں وہ فتاویٰ رضویہ سے حوالے پیش کرتے ہیں، پروفیسر مجید اللہ قادری نے فتاویٰ رضویہ کا موضوعاتی جائزہ پیش کیا ہے۔ اس فتاویٰ میں احادیث سے اتنے شواہد پیش کیے گئے کہ جب علامہ محمد ظفر الدین رضوی نے صحیح البہاری کے نام سے یہ احادیث جمع کیں تو چھ جلدوں میں آئیں۔ دو نئی جلد حیدر آباد سندھ سے چھپ چکی ہے جو ۱۲۰ صفحات پر مشتمل ہے ـــــ فتاویٰ رضویہ کے حوالے سے محدث بریلوی کی فقاہت پر کام بھی ہوا ہے اور ہو رہا ہے۔ ڈاکٹر حسن رضا خاں اعظمی نے پٹنہ یونیورسٹی، پٹنہ سے محدث بریلوی کی فقاہت پر ڈاکٹریٹ کیا ہے ـــــ علامہ مفتی محمد مکرم احمد نے فتاویٰ رشیدیہ اور فتاویٰ رضویہ کا عادلانہ اور فاضلانہ جائزہ پیش کیا ہے۔ ان کا مقالہ ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا، کراچی نے شائع کر دیا ہے۔

---

[1] احمد رضا خاں: فتاویٰ رضویہ، ج ۱، ص ۳۲۱ ـ ۳۳۰
[2] احمد رضا خاں: البیان شافیا لفونوغرافیا، مطبوعہ لاہور
[3] احمد رضا خاں: فتاویٰ رضویہ، ج ۱، ص ۴۱۱ ـ ۴۵۹
[4] ایضاً، ج ۱، ص ۴۰۷ ـ ۵۵۳

فتاوی رضویہ

اور

فتاوی رشیدیہ

کا

تقابلی مطالعہ

حضرت علامہ مفتی محمد مکرم احمد نقشبندی مجددی شاہی امام وخطیب

مسجد جامع فتحپوری دھلی

نبیرۂ شیخ الاسلام حضرت علامہ مفتی محمد مظہر اللہ نقشبندی مجددی علیہ الرحمہ

ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا، کراچی پاکستان

۶

محدث بریلوی پہلو دار شخصیت کے مالک تھے۔ ان کی شخصیت کے بہت سے پہلو ہیں جن کا اس مختصر مقالے میں بیان کرنا ممکن نہیں۔ چنانچہ چند خصوصیات و امتیازات کا ذکر کیا جاتا ہے۔

عبقریت

متعدد اہل علم کا اس پر اتفاق ہے کہ محدث بریلوی ایک عبقری تھے[1] ان کی عبقریت کی علامات بچپن ہی سے نظر آنے لگی تھیں، جو استاد پڑھاتا اسی وقت از بر یاد ہو جاتا جس پر خود استاد کو حیرت ہوتی[2] ____ علوم عقلیہ کی تحصیل سے اس وقت فارغ ہوئے، جب وہ ابھی ۱۴ سال کے بھی نہ ہوئے تھے[3] ____ بعض علوم و فنون انہوں نے اساتذہ سے حاصل

۱؎ (ا) محمد مقبول احمد قادری: پیغامات یوم رضا، مطبوعہ لاہور ۱۹۷۱ء ص ۲۵ (پیغام ڈاکٹر سید محمد عبداللہ، صدر شعبہ دائرۃ المعارف الاسلامیہ پنجاب یونیورسٹی، لاہور)

(ب) ڈاکٹر نصیر احمد ناصر (وائس چانسلر اسلامیہ یونیورسٹی بہاول پور)، خیابان رضا، مطبوعہ لاہور ۱۹۸۲ء، ص ۱۱۵ (مرتبہ محمد مرید احمد چشتی)

۲؎ محمد ظفر الدین رضوی: حیات اعلیٰ حضرت، مطبوعہ کراچی، ج ۱، ص ۲۲

۲۰۹

۳؎ احمد رضا خاں: الاجازۃ الرضویہ لمبجل مکۃ البہیۃ مشمولہ رسائل رضویہ ج ۲ مطبوعہ لاہور ص ۲۰۴

کیئے اور بعض اپنی خدا داد لیاقت سے حاصل کیئے[1] ــــــــ یہی نہیں بلکہ ہر علم و فن میں تصانیف یادگار چھوڑیں ــــــــ دس برس کی عمر میں عربی میں پہلی کتاب لکھی پھر ۱۳ برس کی عمر میں دوسری کتاب لکھی[2] پھر لکھتے ہی چلے گئے اور ۵۰ علوم و فنون میں ہزار سے زیادہ تصانیف یادگار چھوڑیں[3]

قوتِ حافظہ کا یہ عالم کہ ایک ماہ کے اندر اندر پورا قرآن کریم حفظ کر لیا[4] ــــــــ دارالافتاء میں بیک وقت چار چار خطوط اور فتوے املاء کراتے، کاتب لکھتے جاتے، سب کے مضامین الگ الگ، سب کے دلائل الگ الگ، سب کے ماخذ الگ الگ مگر کسی ایک کا تسلسل نہ ٹوٹتا اور سرعت فکر کا یہ عالم کہ چاروں کاتب فارغ نہ ہوتے۔ پانچویں ورق کے لیے املاء تیار ہوتا[5]

ــــــــ انتقال سے چند ماہ قبل پہاڑی مقام بھوالی (ضلع نینی تال، یو پی بھارت) پر قیام تھا، کتابیں پاس نہ تھیں مگر پھر بھی رسائل بھی لکھے اور فتاویٰ بھی جن میں اصل کتابوں کے متون مع حوالے تحریر فرمائے ــــــــ فلسفہ و ہیأۃ اور فلکیات کو چھوڑے ہوئے چالیس سال گزر چکے تھے مگر جب امریکی ہیأۃ داں پروفیسر البرٹ ایف پورٹا کی تحقیق سامنے رکھی تو اس کا اس شان سے

---

[1] احمد رضا خاں: الاجازۃ الرضویہ لمبجل مکۃ البہیۃ، منمولہ رسائل رضویہ، ج ۲ مطبوعہ لاہور، ص ۳۰۳ - ۳۰۹

[2] محمد ظفر الدین رضوی: المجمل المعدد لتالیفات المجدد، مطبوعہ لاہور ۱۹۷۴ء، ص ۶

[3] انجاز ولی خاں مفتی: ضمیمہ المعتقد المنتقد، مطبوعہ لاہور، ص ۲۶۶

[4] محمد ظفر الدین رضوی: حیات اعلیٰ حضرت، مطبوعہ کراچی، ج ۱، ص ۳۶

[5] ایضاً، ص ۳۷

رد لکھا گویا ساری عمر اسی فن میں گزاری ہے[1] ـــــ ریاضی میں مہارت کا
یہ عالم کہ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کے وائس چانسلر جو ایک ماہر ریاضی داں تھے
جب ایک ریاضی کے مسئلے میں الجھے، اس کو حل کرنے جرمنی جانا چاہتے
تھے مگر جب محدث بریلوی کی خدمت میں آئے اور یہ مسئلہ پیش کیا تو انھوں
نے دیکھتے ہی دیکھتے یہ مسئلہ حل کر کے ڈاکٹر سر ضیاء الدین (وائس چانسلر) کو حیرت
میں ڈال دیا، انھوں نے بے ساختہ فرمایا کہ یہ علم لدنی ہے اور محدث بریلوی
نوبل پرائز کے مستحق ہیں ـــــ یہ واقعہ دو عینی شاہدوں نے نقل کیا ہے
مفتی محمد برہان الحق جبل پوری[2] اور مولانا حسنین رضا خاں[3] ـــــ
سیاسیات میں، معاشیات میں، ریاضیات میں، فقہیات میں ـــــ
اپنے زمانے سے آگے سوچا اور وہ تحقیقات پیش کیں ابتدا میں جس کی زمانے
نے تصدیق کر دی ـــــ ان کی حیرت انگیز ذہانت و فطانت کو دیکھ کر
بعض دانشوروں نے عبقری قرار دیا اور بعض علماء عرب نے اُن کے کلام کو
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ قرار دیا جو چودھویں صدی ہجری میں ظاہر
ہوا ـــــ چنانچہ شیخ محمد مختار بن عطارد الجاوی (مکہ معظمہ) لکھتے ہیں:-

جیسا کہ مصنف علام اس زمانے کے علماء محققین کا بادشاہ

---

[1] احمد رضا خاں: فوز مبین در حرکت شمس و سکون زمین، مطبوعہ لاہور
[2] محمد برہان الحق جبل پوری: اکرام امام احمد رضا، مطبوعہ لاہور ۱۹۸۱ء
ص ۸۸ ـ
[3] حسنین رضا خاں بریلوی: سیرت اعلیٰ حضرت، مطبوعہ کراچی
ص ۷۲ ـ

ہے اور اس کا کلام مبارک حق صریح ہے اور گویا حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزوں میں سے ایک معجزہ ہے جو اس امام کے ہاتھ پر اللہ نے ظاہر فرمایا[1]

عربیت

محدث بریلوی ایک علمی گھرانے میں پیدا ہوئے، بچپن کے ماحول نے ان کو عربی زبان وادب کا شعور بخشا ——— وہ ابھی چودہ برس کے بھی نہ ہوئے تھے کہ عربی بولتے تھے اور عربی میں کتابیں لکھتے تھے ——— انھوں نے دس برس کی عمر میں عربی میں شرح ہدایۃ النحو لکھی اور تیرہ برس کی عمر میں عربی میں ضوء النہایہ فی اعلام الحمد والھدایہ لکھی[2] ——— وہ جب پہلی مرتبہ حج کے لیے گئے تو ایک عربی کتاب الجوہرۃ المضیۃ کا خلاصہ اور حواشی تحریر کیے، جب دوسری بار حج کے لیے گئے تو عربی میں دو تحقیقی مقالات الدولۃ المکیہ اور کفل الفقیہ الفاہم لکھے جس سے اہل عرب کی نظر میں ان کا وقار بہت بلند ہوگیا حتی کہ انھوں نے محدث بریلوی سے سند حدیث وفقہ لی، بیعت بھی ہوئے اور اجازت وخلافت حاصل کی، چند علماء علمی استفادے کے لیے بریلی بھی آئے جن کے لیے محدث بریلوی نے عربی میں کتابیں لکھیں ——— محدث بریلوی کی عربی تصانیف اور حواشی تعلیقات ۲۰۰ سے زیادہ ہیں ——— فتاویٰ رضویہ میں سینکڑوں فتوے عربی میں ہیں جس کو دیکھ کر شیخ اسماعیل بن خلیل[3] (حافظ

---

[1] احمد رضا خاں: الفیوضات الملکیہ لمحب الدولۃ المکیہ مطبوعہ کراچی، ص ۳۷

[2] محمد ظفر الدین بہاری: المجمل المعدد، مطبوعہ لاہور ۱۹۷۴ء ص ۶

[3] مکتوب بنام احمد رضا خاں محررہ ۱۶ ذی الحجہ ۱۳۲۵ھ / ۱۹۰۷ء
الاجازات المتینۃ، مرتبہ حامد رضا خاں بریلوی (مطبوعہ لاہور

کتب حرم، مکہ معظمہ) اور پروفیسر عبد الفتاح ابو غدہ (شعبہ کلیۃ الشریعہ محمدین سعود یونیورسٹی ریاض) حیران رہ گئے [1]

محدث بریلوی عربی زبان کے ساتھ ساتھ عربی ادب و شاعری پر بھی کمال رکھتے تھے ــــ عربی زبان میں ان کے بہت سے اشعار، منظومات، قصائد اور قطعات ہیں ــــ مثلاً کتاب السنۃ المصفیٰ فی عقائد ارباب سنۃ المصطفیٰ (مطبوعہ میرٹھ ۱۲۹۸ھ/۱۸۸۰ء) پر ۱۶ اشعار کا قطعہ صباعت لکھا ــــ ابو الحسین احمد نوری کی تصنیف سراج العوارف فی الوصایا و المعارف (مطبوعہ بدایوں) پر گیارہ اشعار کا ایک قطعہ لکھا ــــ ۱۳۱۸ھ/۱۹۰۰ء میں ایک طویل عربی قصیدہ آمال الابرار (مطبوعہ پٹنہ) لکھا جو ۱۴۰ اشعار پر مشتمل ہے ــــ ۱۳۲۶ھ/۱۹۰۸ء میں ہندوستان کے مشہور محقق قاضی عبد الودود بیرسٹر بانکی پور کے والد قاضی عبد الوحید کا قطعہ تاریخ وفات لکھا [2] ــــ ۱۳۳۰ھ/۱۹۱۹ء میں مولانا محمد عمر حیدر آبادی کے انتقال پر قطعہ تاریخ لکھا [3] ــــ ۱۳۳۸ھ/۱۹۱۹ء میں پیر عبد الغنی امرتسری کے انتقال پر ۱۰ اشعار پر مشتمل قطعہ تاریخ وفات لکھا [4] ــــ فتاویٰ رضویہ میں بھی جا بجا عربی اشعار پھیلے ہوئے ہیں ــــ فن شاعری میں مہارت

---

[1] محمد لیٰسین اختر مصباحی: امام احمد رضا ارباب علم و دانش کی نظر میں، مطبوعہ الٰہ آباد ۱۹۷۷ء، ص ۱۹۴

[2] تحفہ حنفیہ (پٹنہ)، شمارہ ۱۳۲۶ھ، ص ۲۱

[3] محمود احمد قادری: تذکرۂ علمائے اہل سنت مطبوعہ ۱۹۷۱ء، ص ۱۸۷

[4] الرضا (بریلی) شمارہ محرم ۱۳۲۶ھ/۱۹۰۸ء، ص ۳

کی وجہ سے اشعار سے متعلق بھی علمی اور فقہی سوالات آتے تھے[1] ـــــ انھوں نے عربی قصائد کی اصلاح بھی کی چنانچہ ڈیرہ غازی خاں کے مولانا احمد بخش کے ۱۴۲ اشعار پر مشتمل ایک طویل عربی قصیدے کی اصلاح فرمائی جس کا عکس راقم کے پاس موجود ہے ـــــ انھوں نے قصیدہ غوثیہ کا عربی سے فارسی میں ترجمہ کیا[2] ـــــ اور اس کی عربیت پر ایک تحقیقی رسالہ قلم بند کیا[3] ـــــ الغرض محدث بریلوی عربی زبان و ادب کے ماہر تھے، علماء عرب نے بھی ان کی عربیت کی تعریف کی ہے، چند تاثرات ملاحظہ ہوں :-

(۱) گویا کہ وہ گوہر ہیں کہ شیریں لفظوں سے بنے، وہی عطیے ہیں کہ نذر بازو سے نہیں ملتے[4] ـــــ (شیخ سید بن محمد مدرس مسجد حرام، مکہ معظمہ)

(۲) جس نے اپنے روشن بیان سے سحبان فصیح البیان کو بے زبان کر دیا[5] (شیخ اسعد دھان، مدرس مسجد حرام، مکہ معظمہ)

(۳) رسالہ کیا ہے یہ تو خاص سونے کی ڈلی ہے یا یاقوت و زبرجد اور موتیوں کی لڑیوں کا دانہ ہے[6] ـــــ (شیخ احمد محمد جداوی، مکہ معظمہ)

---

[1] احمد رضا خاں: فتاویٰ رضویہ، ج ۶، ص ۱۹۳ - ۲۱۱

[2] احمد رضا خاں: قصیدہ غوثیہ مع منظوم ترجمہ (۱۳۲۱ھ/۱۹۰۳ء) مطبوعہ لاہور

[3] احمد رضا خاں: الزمزمۃ القمریہ فی الذب عن الخمریہ (۱۳۰۶ھ/۱۸۸۸ء) مطبوعہ لاہور

[4] احمد رضا خاں: رسائل رضویہ، مطبوعہ لاہور ۱۹۷۴ء، ج ۱، ص ۱۶۶

[5] احمد رضا خاں: حسام الحرمین، مطبوعہ لاہور، ص ۱۷۰

[6] ایضاً، ص ۱۶۶

ڈاکٹر محمد اسحاق قریشی (پنجاب پاکستان) نے اپنے مقالہ ڈاکٹریٹ (پنجاب یونیورسٹی۔ لاہور) 'پاک و ہند کی عربی نعتیہ شاعری' میں محدث بریلوی کی عربی نعتیہ شاعری کا تفصیلاً ذکر کیا ہے۔ ڈاکٹر حامد علی خاں (مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ) نے محدث بریلوی کی عربی شاعری پر مقالہ لکھا ہے[1] مولانا محمود احمد قادری (صوبہ بہار۔ بھارت) نے فاضل بریلوی کے گیارہ سو ۱۱۰۰ سے زیادہ عربی اشعار جمع کیے ہیں ـــــ

محدث بریلوی عربی زبان کے بڑے پُر گو شاعر تھے۔ مدینہ منورہ میں ایک مجلس میں ان کے عربی اشعار پڑھے گئے تو اہل عرب حیران رہ گئے ـــــ محدث بریلوی کے دو بلند پایہ قصائد محامد فضل رسول اور حمائد فضل رسول، قصیدتان رائعتان کے نام سے پاک و ہند سے شائع ہو چکے ہیں۔ پروفیسر محمود حسین بریلوی نے عربی اشعار کا اچھا خاصا ذخیرہ جمع کیا ہے ـــــ محدث بریلوی کی عربی شاعری پر عثمانیہ یونیورسٹی حیدرآباد دکن اور مسلم یونیورسٹی علی گڑھ میں کام ہوا ہے محدث بریلوی کے ایک بلند پایہ قصیدے آمال الابرار کا اصل مسودہ پروفیسر ڈاکٹر مختار الدین آرزو کے پاس علی گڑھ میں محفوظ ہے ـــــ یہ ایک تاریخی قصیدہ ہے جس پر ایم۔ فل کیا جا سکتا ہے۔ ـــــ مدینہ یونیورسٹی، مدینہ منورہ کے پروفیسر محی الدین الوائی نے اس امر پر حیرت کا اظہار کیا ہے کہ محدث بریلوی ایک عظیم فلسفی اور سائنس داں ہوتے ہوئے بھی عظیم شاعر تھے، انہوں نے اجتماع ضدین کو ممکن بنا دیا۔

---

[1] المیزان (بمبئی) امام احمد رضا نمبر شمارہ مارچ ۱۹۷۶ء، ص ۴۴۵ - ۴۵۴

رقم النشرة (٦٦)

قصیدتان رائعتان

للامام أحمد رضا القادری البریلوی قدس سرہ العزیز

١٢٧٢ھ ــــــــــــ ١٣٤٠ھ

انشدهما عام ١٣٠٠ھ فی مدح العلامة فضل الرسول البدایونی قدس سره ـ تشتملان علی ثلثة عشر وثلث مائة (٣١٣) بیت بعدد اصحاب بدر رضی الله تعالی عنهم

عنی بالنشر و التوزیع :

المجمع الاسلامی، بمبارکفور

یطلب من :

المجمع الاسلامی، محمد آباد، ٢٧٦٤٠٣ الهند

جمادی الاولی ١٤٠٩ھ ــــــــــــ ینایر ١٩٨٩م

عشقِ رسول

عشقِ رسول محدث بریلوی کی زندگی تھی، وہ ایسے عاشقِ رسول ہوئے کہ اسی عشق کی بدولت جانے پہچانے جانے لگے۔ ان کا کہنا تھا ؎

ذکر ان کا چھیڑیئے ہر بات میں ـــــ ان کا اصرار تھا ؎

چھیڑنا شیطان کا عادت ہے ـــــ کیجئے چرچا انھیں کا صبح و شام[1] ـــــ برکلے یونیورسٹی کی ڈاکٹر باربرا مٹکاف نے محدث بریلوی کے اس پہلو پر بڑا زور دیا ہے اور لکھا ہے کہ محبت رسول، محبت اولیاء اور محبت مشائخ فاضل بریلوی کا طرۂ امتیاز تھا ـــــ وہ خود کہتے ہیں میرے دل کے دو ٹکڑے کیے جائیں تو ایک پر لا الہ الا اللہ اور دوسرے پر محمد رسول اللہ لکھا ہوگا[2] ـــــ شیخ غلام محمد برہان الدین مدنی لکھتے ہیں :-

انھیں عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے خزانوں سے دولت ابدی حاصل ہوئی اور انھوں نے اس دولت کو لوگوں میں تقسیم فرمایا[3]

---

[1] تحفۂ حنفیہ (پٹنہ) شمارہ ۰ جمادی الآخری ۱۳۲۰ھ/ ۱۹۰۲ء)

[2] Barbara D. Metcalf: Islamic Revival in British India, 1860-1900, pp.300-302.

[3] احمد رضا خاں: الفیوضیات الملکیہ لمحب الدولۃ المکیہ، مطبوعہ کراچی ص ۱۲۵

محدث بریلوی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس کے مختلف پہلوؤں پر اپنے تحقیقی مقالات اور رسائل پیش کیے جن کا پیچھے ذکر کیا جا چکا ہے۔ ان کی نگارشات میں عشق رسول اس طرح سرایت کیے ہوئے ہے جیسے بدن میں روح رواں دواں ہو ـــــ انھوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں بڑی مرصع نعتیں اور بڑے کامیاب قصائد کہے ہیں جن میں ان کا عشق خاموش بولتا معلوم ہوتا ہے[1] ـــ ان کا قصیدہ نوریہ مشہور و مقبول ہے جس کا مطلع ہے ؎

صبح طیبہ میں ہوئی بٹتا ہے باڑا نور کا
صدقہ لینے نور کا آیا ہے تارا نور کا[2]

یہ قصیدہ آستانہ قادریہ (بدایوں) میں پڑھا گیا تو تین گھنٹے میں ختم ہوا اور مجلس پر ایک کیف کا عالم طاری رہا[3] ـــــ دوسرا قصیدہ معراجیہ بھی بڑے معرکہ کا ہے جس کا مطلع ہے ؎

وہ سرور کشور رسالت جو عرش پر جلوہ گر ہوئے تھے
نئے نرالے طرب کے ساماں عرب کے مہمان کیلئے تھے[4]

شعراء کاملین کی ایک محفل میں جب یہ قصیدہ سنایا گیا تو سب نے بیک زبان کہا کہ یہ قصیدہ کوثر کی دھلی ہوئی زبان میں لکھا گیا ہے ـــــ اور فاضل

---

[1] احمد رضا خاں: حدائق بخشش، حصہ اول و دوم، مطبوعہ کراچی

[2] احمد رضا خاں: حدائق بخشش، حصہ دوم، ص ۲ - ۶

[3] رئیس بدایونی: چراغ صبح جمال، مطبوعہ کراچی ۱۹۷۶ء، ص ۶ - ۸

[4] احمد رضا خاں: حدائق بخشش، حصہ اول، ص ۱۰۶ - ۱۱۵

بریلوی کا سلام تو پاک و ہند کے گوشے گوشے میں پڑھا جاتا ہے، جس کا مطلع ہے ؎

مصطفٰے جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام
شمع بزمِ ہدایت پہ لاکھوں سلام [1]

بلکہ اب تو برِ اعظم امریکہ، افریقہ، یورپ وغیرہ میں جہاں پاک و ہند کے لوگ بسے ہوئے ہیں اس کی آوازِ بازگشت سنائی دیتی ہے ـــــ نیوکاسل یونیورسٹی کے پروفیسر غیاث الدین نے اس کا بڑا کامیاب انگریزی میں منظوم ترجمہ کیا ہے جو انگلستان سے اسلامک ٹائمز میں قسط وار شائع ہو رہا ہے

سلام رضا ایسا مقبول ہوا کہ اس پر بہت سی تضمینیں لکھی گئیں ـــ بعض تضمینیں تو پورے سلام پر لکھی گئی ہیں جس کے ڈیڑھ سو سے زیادہ اشعار ہیں۔ اس سلسلے میں سید محفوظ علی صابر القادری، عبد الغنی سالک، سید محمد مرغوب اختر الحامدی اور بشیر حسین ناظم صاحب کی تضمینیں نہایت ہی بلند ہیں۔ علامہ سید حسن میاں مارہروی نے لکھا ہے کہ محدث بریلوی کے ایک ایک شعر پر ڈاکٹریٹ کیا جا سکتا ہے۔ بظاہر یہ مبالغہ معلوم ہوتا ہے مگر جب یہ حقیقت سامنے آئی کہ جامعہ اسلامیہ لاہور کے شیخ الجامعہ مفتی محمد خاں قادری نے سلام رضا کی شرح میں ۴۵۰ صفحات کا ایک ضخیم مقالہ قلمبند فرمایا ہے تو یہ بات یقین سے بہت قریب ہو گئی۔ محدث بریلوی کی نعتیہ شاعری کے مختلف پہلوؤں پر برمنگھم یونیورسٹی (انگلستان) کلکتہ یونیورسٹی (بھارت) عثمانیہ یونیورسٹی، حیدرآباد دکن، پنجاب یونیورسٹی لاہور، مسلم یونیورسٹی علی گڑھ، روہیل کھنڈ یونیورسٹی، بریلی وغیرہ میں کام ہوا ہے اور ہو رہا ہے۔

---

[1] احمد رضا خاں: حدائق بخشش، حصہ اوّل، ص ۱۰۶ - ۱۱۵

امام احمد رضا

اور

عالمی جامعات

پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد

رضا انٹرنیشنل اکیڈمی
صادق آباد
(اسلامیہ جمہوریہ پاکستان)

۸

اہم نظریات

محدث بریلوی ایک محقق و مصنف بھی تھے اور مفکر و مدبر بھی ــــ ان کی تصانیف میں مذہبی عقائد و نظریات کے علاوہ معاشی، تعلیمی، سیاسی اور سائنسی نظریات بھی ملتے ہیں جس سے زندگی پر ان کی ہمہ گیر گرفت کا اندازہ ہوتا ہے ــــ ذیل میں انھیں نظریات کے بارے میں مختصراً عرض کیا جاتا ہے۔

معاشی نظریہ

جہاں تک معاشی نظریات کا تعلق ہے فاضل بریلوی کا خیال تھا کہ محض جذبات سے کام نہیں چلتا بلکہ قومی اور ملکی استحکام کے لیے قوم کی صحیح تربیت، اخلاق و عادات اور عقائد و نظریات کی درستی کے علاوہ معاشی استحکام نہایت ضروری ہے۔ چنانچہ پاک و ہند کے مسلمانوں کے معاشی حالات کی اصلاح کے لیے ۱۹۱۲ء میں مندرجہ ذیل تاریخی نکات پیش کیے:۔

(۱) ان امور کے علاوہ جن میں حکومت دخل انداز ہے، مسلمان اپنے معاملات باہم فیصلہ کریں تاکہ مقدمہ بازی میں جو کروڑوں روپے خرچ ہوتے ہیں پس انداز کر سکیں۔

(۲) بمبئی، کلکتہ، رنگون، مدراس، حیدر آباد (دکن) کے تونگر مسلمان

اپنے بھائیوں کے لیے بینک کھولیں۔

(۳) مسلمان اپنی قوم کے سوا کسی سے کچھ نہ خریدیں۔

(۴) علم دین کی ترویج و اشاعت کی کوشش کریں[1]

پروفیسر محمد رفیع اللہ صدیقی (ایم۔ ایس۔ کینیڈا) نے محدث بریلوی کے اس مقالے پر جس میں انھوں نے اپنے معاشی افکار و نظریات پیش کئے ہیں ایک تحقیقی مقالہ قلم بند کیا ہے جس میں انھوں نے ان نکات پر معاشی نقطۂ نظر سے تفصیلی بحث کی ہے اور ان کی اہمیت و افادیت کو اجاگر کیا ہے۔ انھوں نے لکھا ہے کہ اقتصادی نظریات کی ابتداء ۱۹۳۰ء سے ہوتی ہے، مگر محدث بریلوی نے ۱۹۱۲ء میں اپنے معاشی نظریات پیش کر کے سبقت حاصل کی ۔۔۔ آخری نکتے کے بارے میں انھوں نے لکھا ہے کہ بظاہر یہ معاشیات سے متعلق معلوم نہیں ہوتا لیکن حقیقت یہ ہے کہ دینی تعلیم سے افراد میں غیرت و حمیت اور برادرانہ جذبۂ ہمدردی پیدا ہوتا ہے اور جب تک یہ خوبیاں پیدا نہ ہوں اوّل الذکر نکات پر عمل پیرا ہونا مشکل ہے ۔۔۔۔

تعلیمی نظریہ

محدث بریلوی ایک ماہر تعلیم بھی تھے اسی لیے ندوۃ العلماء کی نصاب کمیٹی کے وہ ایک اہم رکن تھے، بعد میں بعض وجوہ کی بنا پر علیحدہ ہو گئے ۔۔۔ وہ خود دارالعلوم منظر اسلام کے بانی بھی تھے اور بکثرت طلبہ کو

---

[1] احمد رضا خاں: تدبیر فلاح و نجات و اصلاح (کلکتہ ۱۳۳۱ھ / ۱۹۱۲ء) مطبوعہ لاہور

انھوں نے پڑھایا تھا، تعلیم و تعلّم کے نشیب و فراز سے اچھی طرح باخبر تھے انھوں نے تعلیم و تدریس کے مختلف پہلوؤں پر بحث کرتے ہوئے مقصدیّت اوّلیّت، صداقت، افادیت، للّٰہیت، حمیّت، حرمت، صحبت، سکینیّت وغیرہ پر روشنی ڈالی ہے ــــــ

ملّت کی ترقی اور نشو و نما کے لیے تعلیم بنیادی اہمیت رکھتی ہے۔ اس لیے نظامِ تعلیم اور نصابِ تعلیم تشکیل و ترتیب دیتے وقت یہ فیصلہ کرنا ضروری ہے کہ ترقی اور نشو و نما کی نہج کیا ہونی چاہیئے۔ نہج کا تعین قومی مزاج، قومی نظریات اور قومی ضرورت کو سامنے رکھ کر کرنا چاہیئے۔ اس سلسلے میں فاضل بریلوی کا موقف یہ ہے :-

(۱) اسلام کی تعلیم کو بنیادی حیثیت حاصل ہونی چاہیئے۔ تعلیم کا محور دینِ اسلام ہونا چاہیئے کیوں کہ ملتِ اسلامیہ کے ہر فرد کے لیے یہ جاننا ضروری ہے کہ وہ کیا ہے اور اس کا دین کیا ہے ؟

(۲) مقصدیّت پر اظہارِ خیال کرتے ہوئے وہ کہتے ہیں کہ تعلیم کا بنیادی مقصد خدا رسی اور رسول شناسی ہونا چاہیئے تاکہ ایک عالم گیر فکر ابھر کر سامنے آئے۔ سائنس اور مفید علومِ عقلیہ کی تحصیل میں مضائقہ نہیں مگر ہیئت اشیاء کی معرفت سے زیادہ خالقِ اشیاء کی معرفت ضروری ہے ــــــ

(۳) مقصدیّت کے بعد اوّلیت پر بحث کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ ابتدائی سطح پر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت و عظمت کا[1]

---

[1] نظریاتی ممالک میں بچپن ہی سے افراد کی نظریاتی تربیت شروع ہو جاتی ہے مسعود

نقش طالب علم کے دل پر بٹھایا جائے کہ اُس وقت کا بنایا ہوا پتھر کی لکیر ہوتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کے ساتھ ساتھ آل واصحاب اور اولیاء و علماء کی محبت و عظمت دل میں پیدا کی جائے۔[1]

(۴) اوّلیت کے بعد فاضل بریلوی صداقت پر زور دیتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ جو کچھ پڑھایا جائے وہ حقائق پر مبنی ہو۔ جھوٹی باتیں انسان کی فطرت پر بُرا اثر ڈالتی ہیں۔ جس طرح جسم کے لیے صحیح غذا ضروری ہے اسی طرح ذہن اور دماغ کے لیے بھی صحیح غذا ضروری ہے، صحتِ فکر اسی سے وابستہ ہے۔

(۵) صداقت کے بعد انھوں نے افادیت پر زور دیا ہے۔ ان کے خیال میں صرف انھیں علوم کی تعلیم دی جائے جو دین و دنیا میں کام آئیں۔ غیر ضروری اور غیر مفید علوم و فنون کو نصاب سے خارج کر دیا جائے اس سے افراد کی توانائی، مال اور عمر تینوں ضائع ہوتے ہیں جو ایک بڑا قومی نقصان ہے۔

(۶) افادیت کے بعد وہ للّٰہیت پر زور دیتے ہیں اور اساتذہ کے لیے لازمی قرار دیتے ہیں کہ ان کے دل میں اخلاص و محبت ہو اور قومی تعمیر کی لگن ہو ——————

---

[1] برطانوی جاسوس ہمفرے کو اس مہم پر بلادِ اسلامیہ بھیجا گیا تھا کہ وہ اور کاموں کے ساتھ ساتھ ایک کام یہ کرے کہ مسلمانوں کے دل سے محبت و عظمتِ رسول، احترامِ سادات اور تکریمِ اولیاء اللہ و صلحاءِ امت مٹا دے (ہمفرے کے اعترافات، لاہور ص ۱۱۳-۱۱۴)۔

وہ علم کو کھانے کمانے کا ذریعہ نہ بنائیں بلکہ طلبہ کے لیے ایک اعلیٰ نمونہ ہوں۔

(۷) للّٰہیت کے بعد وہ حمیت و غیرت پر زور دیتے ہیں اور طلبہ میں خودداری اور خودشناسی کا جوہر پیدا کرنے کی ہدایت کرتے ہیں تاکہ وہ دستِ سوال دراز کرنے کے عادی نہ ہو جائیں اور اپنا یہ جوہر کھو کر معاشرے کے لیے ایک بوجھ اور اسلام کے لیے ایک داغ نہ بن جائیں [۱]۔

(۸) حمیت کے بعد فاضل بریلوی حرمت پر زور دیتے ہیں یعنی طالب علم کے دل میں تعلیم اور متعلقاتِ تعلیم کا احترام پیدا کیا جائے۔

(۹) حرمت کے بعد وہ صحبت کی اہمیت پر روشنی ڈالتے ہیں یعنی طالب علم کو بُری صحبت سے بچایا جائے کہ یہی عمر بننے اور بگڑنے کی ہوتی ہے ـــــ وہ مفید کھیل اور سیر و تفریح کو بھی ضروری قرار دیتے ہیں تاکہ طالب علم کی طبیعت میں نشاط و انبساط باقی رہے اور وہ مسلسل تحصیلِ تعلیم سے اُکتا نہ جائے۔

(۱۰) آخر میں محدث بریلوی سکینت پر زور دیتے ہیں یعنی تعلیمی ادارے کا ماحول پُر سکون اور با وقار ہونا چاہیئے تاکہ طالب علم کے

---

[۱] ڈاکٹر باربرا مٹکاف نے لکھا ہے کہ اپنے شاگردوں سے محدث بریلوی کا سلوک بڑا مشفقانہ اور کریمانہ تھا، خاص تقاریب کے موقعوں پر ہر علاقے اور ہر ملک کے طالب علم کے لیے اس کا پسندیدہ کھانا پکوا کر ساتھ کھلایا کرتے تھے۔ مسعود

دل میں وحشت اور انتشارِ فکر پیدا نہ ہو [1]

دو قومی نظریہ

پاک و ہند میں ہندو مسلمان دو قومیں صدیوں سے رہتی چلی آرہی ہیں لیکن دونوں کی تہذیب و تمدن جدا جدا ہیں۔ پہلی صدی ہجری (ساتویں صدی عیسوی) سے پاک و ہند میں مسلمانوں کا عمل دخل ہوا اور رفتہ رفتہ پہلے پاکستان میں اور پھر ہندوستان میں ان کی حکومت قائم ہو گئی۔ انھوں نے اپنے ایک ہزار سالہ دورِ حکومت میں ہندوؤں کے ساتھ مثالی سلوک کیا جس کی ایک بین دلیل یہ ہے کہ جہاں جہاں مسلمانوں کے دار السلطنت رہے وہاں ہندو ہمیشہ اکثریت میں رہے لیکن اٹھارویں صدی عیسوی میں زوال سلطنت مغلیہ کے بعد ہندوؤں نے خود کو سنبھالنا شروع کیا پھر ۱۸۵۷ء میں جب مسلمانوں کا چراغ حکومت گل ہو گیا تو ہندوؤں نے اندر ہی اندر بڑھنے کی کوشش کی اور اپنے سابقہ محسنین کے احسانات کا بدلہ دینے کے بجائے ان سے انتقام کی ٹھانی لیکن یہ جذبہ اتنا پوشیدہ تھا کہ بظاہر محسوس نہیں کیا گیا پھر بھی بعض زعماء نے محسوس کیا — چنانچہ حضرت شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی کی طرح محدث بریلوی نے اپنی مومنانہ فراست سے ہندوؤں کے عزائم کو بھانپ لیا اور برملا فرمایا کہ ہندو اور مسلمان دو الگ الگ قومیں ہیں۔ ہندو قوم مسلمانوں کے ساتھ رہنا نہیں چاہتی

---

[1] محمد جلال الدین: امام احمد رضا خاں کا نظریۂ تعلیم، مطبوعہ لاہور ۱۹۸۴ء

[2] راقم نے اپنی کتاب سیرت مجدد الف ثانی (مطبوعہ کراچی ۱۹۸۳ء) میں حضرت مجدد کی سیاسی مساعی کا تفصیلی ذکر کیا ہے اس سے رجوع کیا جائے۔ مسعود

چاہتی بلکہ مسلمانوں کو اپنا زیردست اور ماتحت دیکھنا چاہتی ہے اور اکثریت کے بل بوتے پر خود حکومت کرنا چاہتی ہے ــــــ یہ وہ زمانہ تھا جب محمد علی جناح اور ڈاکٹر اقبال جیسے مفکرین ہندو مسلم اتحاد کے لیے کوشش کر رہے تھے ــــــ

محدث بریلوی نے اپنے موقف کی وضاحت کے لیے متعدد فتوے[1] اور رسائل و کتابیں لکھیں ــــــ مثلاً

① اعلام الاعلام بان ہندوستان دار الاسلام (۱۳۰۶ھ/۱۸۸۸ء)

② دوام العیش فی الائمۃ من قریش (۱۳۳۹ھ/۱۹۲۰ء)

③ المحجۃ المؤتمنہ فی آیۃ الممتحنہ (۱۳۳۹ھ/۱۹۲۰ء)

④ الطاری الداری لھفوات عبد الباری (۱۳۳۹ھ/۱۹۲۱ء)

محدث بریلوی نے ان رسائل و کتب میں مسلمانوں کے لیے ہندوستان کی حیثیت، سلطنت و خلافت کے امتیازات، غیر مسلموں اور مسلمانوں کے درمیان معاملت اور موالات اور دو قومی نظریہ پر تفصیلی بحث کی ہے[2] ــــــ تحریکِ خلافت (۱۹۱۹ء) اور تحریک ترکِ موالات (۱۹۲۰ء) کے جذباتی دور میں مسلمان سیاست

---

[1] احمد رضا خاں: فتاویٰ رضویہ، مبارک پور ۱۹۸۱ء، ص ۳، ۴، ۹، ۱۲، ۱۶، ج ۶

[2] راقم نے اپنی مندرجہ ذیل کتابوں میں فاضل بریلوی کے دو قومی نظریہ پر سیر حاصل بحث کی ہے۔ تفصیل کے لیے ان سے رجوع کیا جائے۔

۱ فاضل بریلوی اور ترکِ موالات، مطبوعہ لاہور ۱۹۷۱ء)

۲ تنقیدات و تعاقبات امام احمد رضا، مطبوعہ لاہور ۱۹۸۸ء

دانوں نے محدث بریلوی کی تنبیہات اور ہدایات پر عمل نہیں کیا، اس کے برعکس ان پر یہ الزام عائد کیا گیا کہ وہ یہ سب کچھ انگریزوں کے ایماء پر ان کی خوشنودی کے لیے کر رہے ہیں [۱] ــــــ لیکن آگے چل کر تحریک شدھی و سنگھٹن (۱۹۲۳ء) نہرو رپورٹ (۱۹۲۸ء) کانگرس کی عارضی حکومت (۱۹۳۷ء) نے جب ہندوؤں کے عزائم ظاہر کر دیئے تو یہ حقیقت عیاں ہو گئی کہ محدث بریلوی نے جو کچھ کہا تھا جو کچھ سوچا تھا حرف بہ حرف صحیح تھا چنانچہ محمد علی جناح اور ڈاکٹر محمد اقبال بھی اب دو قومی نظریے کے حامی ہو گئے۔ ۱۹۳۰ء میں ڈاکٹر محمد اقبال مسلم لیگ کے اجلاس الہ آباد میں سیاسی پلیٹ فارم سے تقسیم ہند کی تجویز پیش کی۔ یہ تجویز نظری طور پر ۱۹۲۵ء میں محمد عبدالقدیر پیش کر چکے تھے [۲]

ــــــ علماء میں اقبال کی تجویز کی تائید سب سے پہلے فاضل بریلوی کے خلیفہ اور ایک عظیم مدبر مولانا محمد نعیم الدین مراد آبادی (۱۳۶۷ھ/۱۹۴۸ء) نے کی [۳] اس کے بعد جب ۱۹۴۰ء میں لاہور میں قرارداد پاکستان منظور ہوئی تو فاضل بریلوی کے فرزند مفتی محمد مصطفےٰ خاں (۱۴۰۲ھ/۱۹۸۱ء) خلفاء تلامذہ اور متبعین و متوسلین نے پاکستان کی حمایت میں سخت جدوجہد کی اور ۱۹۴۶ء میں بنارس میں ایک چار روزہ اجلاس منعقد کر کے من حیث الجماعت پاکستان کی حمایت کا اعلان

۱؎ راقم نے اپنی کتاب "گناہ بے گناہی" (مطبوعہ لاہور ۱۹۸۲ء) میں اس الزام کا تحقیقی جائزہ لیا ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ الزام بے بنیاد اور شر انگیز ہے۔ مسعود

۲؎ محمد عبدالقدیر: ہندو مسلم اتحاد پر کھلا خط مہاتما گاندھی کے نام، مطبوعہ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ، پریس، ۱۹۲۵ء، ص ۵۴ - ۵۷

۳؎ (ا) السواد الاعظم (مراد آباد) شمارہ شعبان ۱۳۴۹ھ/۱۹۳۱ء ص ۱۳ - ۱۴

(ب) ایضاً، شمارہ ذیقعدہ ۱۳۵۰ھ/۱۹۳۱ء، ص ۱۳ - ۱۴

کر دیا[۱] ـــــــ اس میں شک نہیں کہ پاکستان کی تعبیر و تشکیل میں محدث بریلوی کے دو قومی نظریہ اور ان کے پیروکاروں نے اہم کردار ادا کیا[۲] ـــــــ

اسلام ایک ایسا عالمی مذہب ہے جس میں غیر مسلموں کے لیے امن و عافیت ہے متعصب مورخوں اور سیاست دانوں نے عوام کو بہت گمراہ کیا ہے۔ اسلامی سلطنت میں غیر مسلموں کے لیے عدل، علم، علاج مفت مہیا کرنا حکومت کی ذمہ داری ہے۔ علماء اہلسنت کی طرف سے پاکستان کا مطالبہ درحقیقت دنیا کے لیے ایک ایسے خطہ کا مطالبہ تھا جہاں نظام مصطفےٰ کو عملی شکل میں دکھایا جاتے۔ ان کے لیے جغرافیائی حدود سے نظریاتی حدود زیادہ اہم تھیں۔ پاکستان تو وجود میں آگیا مگر مسلسل بیرونی مداخلتوں کی وجہ سے وہ خواب شرمندۂ تعبیر نہ ہو سکا۔ پھر بھی پاکستان میں ہر غیر مسلم کی جان و مال اور عزت و آبرو محفوظ ہے۔ سچی بات یہ ہے کہ مسلمانوں کے ساتھ غیر مسلموں کی نفرت و عداوت اور زیادتیوں نے پاکستان کے لیے راہ ہموار کی پھر عوام اور علماء اہلسنت نے نفرت و عداوت کے اس ماحول سے نکلنے کیلئے پاکستان کا مطالبہ کیا۔

---

[۱] سید محمد محدث: خطبۂ صدارت جمہوریہ اسلامیہ، آل انڈیا سنی کانفرنس (۲۴ تا ۲۷ جمادی الاولیٰ ۱۳۶۵ھ مطابق ۲۷ تا ۳۰ اپریل ۱۹۴۶ء)، مطبوعہ مراد آباد، ص ۲۹

[۲] تفصیلات کے لیے مندرجہ ذیل کتابیں مطالعہ کریں:۔

(۱) محمد صادق قصوری: اکابر تحریک پاکستان، جلد اول و دوم، مطبوعہ لاہور

(۲) محمد مسعود احمد: تحریک آزادی ہند اور السواد الاعظم، مطبوعہ لاہور ۱۹۷۹ء

(۳) محمد عبدالحکیم شرف قادری: تذکرۂ اکابر اہل سنت، مطبوعہ لاہور ۱۹۷۶ء

(۴) محمد صدیق ہزاروی: تعارف علمائے اہل سنت، مطبوعہ لاہور ۱۹۷۹ء

جمہوریت اسلامیہ

جو

حضرت حامیٔ سنّت ناصرِ شریعت سحبانِ ہند راس المحدثین رئیس المتکلمین مولانا الحاج السید الشاہ سیّد محمد صاحب محدث اشرفی جیلانی کچھوچھوی صدر جماعت استقبالیہ جمہوریت اسلامیہ دامت برکاتہم نے

آل انڈیا سُنی کانفرنس

کے بینظیر عدیم المثال تاریخی اجلاس منعقدہ ۲۳ تا ۲۷ جمادی الاولیٰ ۱۳۶۵ھ مطابق ۲۷ تا ۳۰ اپریل ۱۹۴۶ء دو ہزار مشائخ وعلماء اور ساٹھ ہزار سے زائد عام حاضرین کے عظیم الشان مجمع میں پڑھ کر سنایا اور مجمع لفظ لفظ اور فقرے فقرے پر جھوم جھوم گیا تحسین و مرحبا و نعرہائے تکبیر سے فضائے آسمانی گونج اٹھی اور بہت سے جملوں کے بار بار اعادہ اور تکرار کی استدعائیں کی گئیں، اکابر علماء نے اس خطبہ کو آل انڈیا سُنی کانفرنس کا شاہکار قرار دیا

باہتمام جناب مولانا مولوی محمد ظفر الدین احمد صاحب اہل سنت برقی پریس مراد آباد میں چھپا

تصنیفات

محدث بریلوی محقق بھی تھے اور مصنف بھی۔ انھوں نے تقریباً پچاس علوم وفنون میں اپنی علمی یادگاریں چھوڑی ہیں[1] ان کا تحقیقی معیار دورِ جدید کے تحقیقی معیار سے بھی بلند ہے، ایک رسالے میں انھوں نے اس کا تفصیلاً ذکر کیا ہے[2] وہ اپنے علمی مقالات و رسائل اور کتب کو عقلی اور نقلی دلائل وشواہد سے ایسا مزین کرتے ہیں کہ قاری مطمئن ہو جاتا ہے اور تشنگی محسوس نہیں کرتا ــــــ ان کا ایک رسالہ شرح المطالب فی بحث ابی طالب (۱۳۱۶ھ/۱۸۹۸ء) ۵۷ صفحات پر مشتمل ہے مگر اس میں ۱۳۰ کتابوں کے حوالے موجود ہیں۔ ان کی علمی تحقیقات کی یہی شان ہے۔ ان کی قوتِ حافظہ بہت تیز تھی، ان کا قلم بھی سیلِ رواں کی طرح چلتا تھا جس کا سید عبد الحئی ندوی نے بھی ذکر کیا ہے[3] ــــــ ان کی سرعت تحریر کا اندازہ اس واقعہ سے لگایا جا سکتا ہے۔ وہ ۲۹ شعبان ۱۳۳۹ھ/۱۹۲۱ء کو علالت کی وجہ سے بھوالی (ضلع نینی تال، یو، پی، بھارت) میں استراحت کے لیے

---

[1] محمد ظفر الدین رضوی: المجمل المعدد لتالیفات المجدد، مطبوعہ پٹنہ

[2] احمد رضا خاں: حجب العوار عن مخدوم بہار، مطبوعہ لاہور
ص ۳ - ۸

[3] ابو الحسن علی ندوی: نزہۃ الخواطر، ج ۸، ص ۴۰ - ۴۱

سے گئے، ایک ماہ ۲۶ دن بعد ۲۶ ذیقعدہ ۱۳۳۹ھ/۱۹۲۱ء کو قاضی غلام یٰسین کے نام ڈیرہ غازی خاں (پنجاب پاکستان) ایک خط میں لکھتے ہیں :-

یہاں آکر بھی پانچ رسائل تصنیف ہو چکے ہیں ——— اور چھٹا زیر تصنیف ہے [۱] ———

یہ حقیقت بھی قابلِ توجہ ہے کہ اس زمانے میں شدید علیل تھے اور کتابیں پاس نہ تھیں، تقریباً تین ماہ بعد صفر ۱۳۴۰ھ/۱۹۲۱ء میں انتقال کیا لیکن پھر بھی ان کی نگارشات سے یہ نہیں معلوم ہوتا کہ وہ شدید علیل ہیں اور نہ یہ محسوس ہوتا ہے کہ کتابیں پاس نہیں، ان کا حافظہ بجائے خود ایک کتب خانہ تھا۔

محدث بریلوی کی تصانیف، شروح و حواشی کی تعداد پانچ سو اور ایک ہزار کے درمیان بتائی جاتی ہے [۲] ——— راقم بھی ایک فہرست مرتب کر رہا ہے جو ۸۵۰ تصانیف سے تجاوز کر چکی ہے [۳] تصانیف و شروح کے علاوہ ان کے

---

[۱] مکتوب مولینا احمد رضا خاں بنام قاضی غلام یٰسین، محررہ ۲۶ ذیقعدہ ۱۳۳۹ھ

[۲] (ا) عبدالحئی ندوی، نزھۃ الخواطر، ج ۸، ص ۴۰ - ۴۱

(ب) مفتی اعجاز ولی خاں : ضمیمہ المعتقد المنتقد، مطبوعہ لاہور، ص ۲۶۹

[۳] مولوی اشرف علی تھانوی کے لیے بھی کہا جاتا ہے کہ وہ ایک ہزار کتابوں کے مصنف ہیں مگر تلاش و تحقیق کے باوجود یہ دعویٰ ثابت نہ ہو سکا۔ خواجہ حسن نظامی نے جو مولانا تھانوی کے معاصر ہیں پچاس ساٹھ چھوٹی بڑی کتابوں کا ذکر کیا ہے (کتابی دنیا، کراچی (جنوری ۱۹۶۷ء، ص ۲۰) سید سلیمان ندوی نے جو مولینا تھانوی کے خلیفہ تھے قابلِ ذکر کتابوں میں پچاس کتب و رسائل کا ذکر کیا ہے (معارف اعظم گڑھ، ۱۹۴۰ء)۔ اسی طرح (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

بہت سے مقالات، مکتوبات، منظومات، تعلیقات، توضیحات، ملفوظات تنقیدات، مکالمات اور مواعظ وغیرہ بھی ہیں جن کی تعداد کا صحیح اندازہ نہیں اس مختصر مکالمے میں فاضل بریلوی کی جملہ تصانیف کا اجمالی بیان بھی ممکن نہیں اس لیے پہلے چند اہم تصانیف کا تعارف کرایا جائے گا پھر چند اہم مخطوطات کے نام لکھے جائیں گے جو راقم کے کتب خانے میں موجود ہیں پھر علامہ محمد ظفر الدین بہاری کی کتاب سے چند مخطوطات کا ذکر کیا جائے گا۔ مزید تفصیلات کے لیے المجمل المعدد[1]، المیزان[2]، فقیہہ اسلام[3]، انوار رضا[4]، وغیرہ مطالعہ کیے جا سکتے ہیں۔

محدث بریلوی کی یوں تو بکثرت تصانیف ہیں مگر مندرجہ ذیل تصانیف بعض حیثیات سے نہایت اہم ہیں:۔

مسعود حسن علوی نے صرف بیس کتب و رسائل کا ذکر کیا ہے (مآثر حکیم الامت ۱۹۷۷ء ص ۱۸۳) اس لیے مولینا تھانوی کو محدث بریلوی کے مد مقابل لانا مناسب نہیں۔ مولینا تھانوی جب ۱۸۸۰ء میں دارالعلوم دیوبند میں داخل ہوئے تو محدث بریلوی کو فارغ التحصیل ہوئے دس سال گزر چکے تھے اور وہ کئی کتابوں کے مصنف ہو چکے تھے۔ محدث بریلوی نے بریلی میں اپنی تعلیم مکمل کی۔ مسعود

[1] محمد ظفر الدین رضوی: المجمل المعدد لتالیفات المجدد، مطبوعہ پٹنہ

[2] المیزان (بمبئی)، امام احمد رضا نمبر ۱۹۷۶ء ص ۳۰۶ - ۳۲۴

[3] ڈاکٹر حسن رضا خاں: فقیہ اسلام، مطبوعہ الہ آباد ۱۹۸۱ء ص ۱۷۷ - ۲۰۳، ۲۵۳ - ۲۶۷

[4] انوار رضا، شرکت حنفیہ لمیٹڈ، لاہور، ص ۲۲۵ - ۳۴۸

① العطایا النبویہ فی الفتاویٰ الرضویہ (۱۲۹۷ھ/۱۸۷۹ء تا ۱۳۴۰ھ/۱۹۲۱ء)

② جد الممتار علی ردّ المحتار (قبل ۱۳۲۲ھ/۱۹۰۵ء)

③ الدولۃ المکیہ بالمادۃ الغیبیۃ (۱۳۲۳ھ/۱۹۰۵ء)

④ کفل الفقیہ الفاہم فی احکام قرطاس الدراہم (۱۳۲۴ھ/۱۹۰۶ء)

⑤ کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن (۱۳۳۰ھ/۱۹۱۱ء)

⑥ معین مبین بہر دور شمس و سکون زمین (۱۳۳۸ھ/۱۹۱۹ء)

⑦ فوز مبین در ردّ حرکت زمین (۱۳۳۹ھ/۱۹۲۰ء)

⑧ الکلمۃ الملہمہ فی الحکمۃ المحکمہ لوہاء فلسفۃ المشئمہ (۱۳۳۹ھ/۱۹۲۰ء)

⑨ المحجۃ المؤتمنہ فی آیۃ الممتحنہ (۱۳۳۹ھ/۱۹۲۰ء)

العطایا النبویہ فی الفتاویٰ الرضویہ

یہ فتاویٰ ۱۲ (بارہ) جلدوں پر مشتمل ہے جس کا خود محدّث بریلوی نے ذکر کیا ہے اور لکھا ہے کہ میں امید کرتا ہوں کہ یہ فتاویٰ بارہ جلدوں سے بڑھ جائے گا [1] فتاویٰ رضویہ تمام مسائل فقہیہ پر محیط ہے۔ فتاویٰ عربی، فارسی اردو تینوں زبانوں میں ہیں، انگریزی فتاویٰ بھی ہیں مگر وہ اصل سے مترجمین نے ترجمہ کیے ہیں۔ فتاویٰ رضویہ کی سردست گیارہ جلدیں شائع ہو چکی ہیں اور بارہویں جلد ہنوز طبع نہیں ہوئی۔ مطبوعہ مجلدات کی تفصیل یہ ہے:۔

① جلد اوّل، مطبوعہ لاہور سائز ۸×۲۱×۲۲، صفحات ۸۸۰

② جلد دوم، مطبوعہ میرٹھ سائز 〃 〃، صفحات ۵۱۲

---

[1] سند اجازت دار العلوم منظر اسلام (بریلی) بنام مولوی عبد الواحد (گڑھی کپورہ، صوبہ سرحد) مکتوبہ ۲۰ ذی الحجہ ۱۳۳۸ھ/۱۹۲۰ء

(۳) جلد سوم، مطبوعہ مبارک پور، سائز ۸ × ۳۶ ، ۲۲ ، صفحات ۸۱۵

(۴) جلد چہارم، مطبوعہ مبارک پور سائز ۸ × ۲۶ ، ۲۲ ، صفحات ۷۲۴

(۵) جلد پنجم، مطبوعہ مبارک پور، سائز ۸ × ۲۶ × ۲۲ ، صفحات ۷۹۹

(۶) جلد ششم، مطبوعہ مبارک پور، سائز ۸ × ۲۶ × ۲۲ ، صفحات ۵۲۶

(۷) جلد ہفتم، مطبوعہ کراچی ، سائز ۸ × ۲۶ × ۲۲ ، صفحات ۶۰۰

(۸) جلد ہشتم، مطبوعہ مبارک پور، سائز ۸ × ۲۶ × ۲۲ ، صفحات ۵۴۸

(۹) جلد نہم ، مطبوعہ کراچی ، سائز ۸ × ۲۶ × ۲۲ ، صفحات ۳۹۲

(۱۰) جلد دہم، مطبوعہ پیلی بھیت، سائز ۹ × ۲۶ × ۲۲ ، صفحات ۲۶۴

(۱۱) جلد یازدہم مطبوعہ بریلی، سائز ۸ × ۲۶ × ۲۲ ، صفحات ۳۲۵

مندرجہ بالا گیارہ مجلدات میں جو تقریباً ساڑھے چھ ہزار صفحات پر مشتمل ہیں فتووں کے علاوہ تقریباً ایک سو رسائل بھی ہیں جو مستقل تحقیقی مقالات ہیں اور ہر ایک کے الگ الگ تاریخی نام ہیں ـــــــ فتاویٰ رضویہ کی قدر و منزلت کا اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ ڈاکٹر محمد اقبال نے ایک علمی نشست میں اس پر اظہار خیال کرتے ہوئے کہا :-

فتاویٰ کے مطالعہ سے اندازہ ہوتا ہے کہ وہ کس قدر اعلیٰ اجتہادی صلاحیتوں سے بہرہ ور تھے[۱]

سید ابو الحسن علی ندوی کے تاثرات پیچھے پیش کیے جا چکے ہیں ـــــــ مدیر معارف (دار المصنفین، اعظم گڑھ) شاہ معین الدین احمد ندوی مرحوم نے فتاویٰ

---

[۱] عبد النبی کوکب : مقالات یوم رضا، حصہ سوم، مطبوعہ لاہور ۱۹۷۱ء، ص ۱۰
خطبہ ڈاکٹر عابد احمد علی مرحوم، مہتمم بیت القرآن، لاہور

رضویہ پر تبصرہ کرتے ہوئے معارف میں یہ اظہار خیال فرمایا:۔

دینی علوم خصوصاً فقہ و حدیث پر ان کی نظر وسیع و گہری تھی، مولانا نے جس وقت نظر اور تحقیق کے ساتھ علماء کے استفسارات کے جوابات تحریر فرمائے اس سے ان کی جامعیت، علمی بصیرت، ذہانت اور طباعی کا پورا پورا اندازہ ہوتا ہے۔ ان کے عالمانہ، محققانہ فتاویٰ مخالف و موافق ہر طبقے کے مطالعہ کے لائق ہیں[1]

جدالممتار علی الردالمحتار

علامہ ابن عابدین شامی (۱۲۵۲ھ/۱۸۳۶ء) کی ردالمحتار شرح درمختار پر عربی حواشی ہیں جو بقول محدث بریلوی اگر جمع کئے جائیں تو دو ضخیم مجلدات بن جائیں[2] —— یہ حواشی فاضل بریلوی کی حیات میں شائع نہ ہوسکے۔ ۱۳۹۸ھ/۱۹۷۸ء میں اس کی پہلی جلد حیدرآباد دکن (بھارت) سے چھپ کر المجمع الاسلامی، مبارکپور (اعظم گڑھ۔ یو۔پی) سے شائع ہوگئی ہے جو بڑے سائز کے ۴۳۲ صفحات پر مشتمل ہے۔ اس میں حیات ابن عابدین شامی، استاد عبدالمبین نعمانی نے لکھی ہے حیات مولانا احمد رضا خاں بریلوی استاد افتخار احمد قادری (ریاض) نے لکھی ہے اور تعریف الکتاب استاد محمد احمد اعظمی مصباحی نے لکھی ہے —— یہ کتاب ادارہ تحقیقات امام احمد رضا نے ۱۹۸۴ء میں کراچی سے شائع کر دی ہے۔

الدولۃ المکیہ بالمادۃ الغیبیہ

محدث بریلوی جب ۱۳۲۳ھ/۱۹۰۵ء میں دوسری بار حج بیت اللہ اور

---

[1] (۱) معارف (اعظم گڑھ) شمارہ ستمبر ۱۹۴۹ء
(ب) یٰسین اختر مصباحی: امام احمد رضا ارباب علم و دانش کی نظر میں، مطبوعہ الہ آباد، ص ۱۳۵

[2] احمد رضا خاں: رسائل رضویہ، مطبوعہ لاہور ۱۹۷۶ء ج ۲، ص ۳۰۹

زیارت حرمین کے لیے حاضر ہوئے تو مکہ معظمہ میں چند ہندوستانی حضرات نے مسئلہ علم غیب سے متعلق ایک استفتاء پیش کیا۔ غالباً وہ حضرات فتوے لے کر حکومت وقت کو یہ باور کرانا چاہتے تھے کہ محدث بریلوی پر یہ الزام کہ وہ علم مصطفےٰ کو علم الٰہی کے مثل قرار دیتے ہیں، سچ ہے۔ فاضل بریلوی نے اس استفتاء کے جواب میں مسئلہ علم غیب پر ایک تحقیقی مقالہ قلم بند کیا جس کا تاریخی نام الدولۃ المکیہ ہے۔ اس میں بعض مباحث علم ریاضی اور فلسفہ و منطق سے متعلق بھی ہیں۔ یہ مقالہ ۲۷ ذی الحجہ ۱۳۲۳ھ / ۱۹۰۵ء کو مکمل کیا اور مفتی مکہ شیخ صالح کمال نے شریف مکہ کے دربار میں علماء کے مجمع عام میں پڑھ کر سنایا۔ شریف مکہ اور علماء حرمین مقالے کے مباحث علمیہ سے بہت متاثر ہوئے اور تقریباً ۵۰ علماء حرمین اور ۱۵ دیگر بلاد اسلامیہ کے علماء نے اس پر تقاریظ لکھیں[1] ——— اس مقالے میں محدث بریلوی نے قرآن کریم کی اُن آیات میں تطبیق کی ہے جن میں ایک طرف تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ علم غیب سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی کو نہیں، دوسری طرف یہ معلوم ہوتا ہے کہ علم غیب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیا گیا ہے اور وہ بتاتے بھی ہیں۔ محدث بریلوی نے ان آیات میں یوں تطبیق فرمائی ہے کہ وہ علم غیب جو اپنی ذات سے حاصل ہے وہ اللہ تعالیٰ کے لیے ثابت ہے اور اس علم کو غیر خدا میں ثابت کرنا کفر و شرک ہے ——— اور وہ علم غیب جو عطائے رب سے حاصل ہے وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ثابت

---

[1] تفصیلات کے لیے مندرجہ ذیل ماخذ سے رجوع کریں :-

(ا) احمد رضا خاں : الدولۃ المکیہ، مطبوعہ کراچی

(ب) پروفیسر محمد مسعود احمد : فاضل بریلوی علمائے حجاز کی نظر میں، مطبوعہ لاہور ۱۹۷۳ء

(ج) پروفیسر محمد مسعود احمد : امام احمد رضا اور عالم اسلام، مطبوعہ کراچی ۱۹۸۳ء

ہے، اس علم کو خدا کے لیے ثابت کرنا کفر و شرک ہے ـــــ دونوں قسم کی آیات پر ایمان لانا جزو ایمان ہے، کسی ایک آیت سے انکار کفر و شرک ہے۔

الدولۃ المکیہ پاک و ہند اور استانبول سے شائع ہو چکی ہے ـــــ یہ کتاب مغربی دنیا میں بھی قدر کی نگاہ سے دیکھی گئی چنانچہ لندن یونیورسٹی کے ایک فاضل پروفیسر ڈاکٹر محمد حنیف اختر فاطمی نے اس کتاب کو سامنے رکھ کر ایک کتاب مرتب کی ہے جس کا عنوان ہے :۔

Islamic Concept of Knowledge

جو مانچسٹر (انگلستان) سے شائع ہو چکی ہے۔

کفل الفقیہ الفاھم فی احکام قرطاس الدراھم

الدولۃ المکیہ سے علمائے حرمین میں فاضل بریلوی کا تعارف ہو چکا تھا، وہ آپ کے علم و فضل سے اتنے متاثر ہوئے کہ بعض مشکل مسائل میں محدث بریلوی سے رجوع کیا چنانچہ مندرجہ ذیل علماء نے کرنسی نوٹ سے متعلق ۱۲ سوالات پیش کیے جو نہایت ادق تھے :۔

(۱) مولانا عبداللہ میرداد (امام مسجد حرام، مکہ معظمہ)

(۲) مولانا حامد احمد محمد جداوی (استاد امام مسجد حرام، مکہ معظمہ)

محدث بریلوی نے ۲۳ محرم ۱۳۲۴ھ / ۱۹۰۶ء کو چند روز میں ان سوالات کے جواب میں ایک محققانہ اور فاضلانہ مقالہ کفل الفقیہ الفاھم تصنیف فرمایا۔ کرنسی نوٹ کے بارے میں اس سے قبل مفتی اعظم مکہ معظمہ مولانا جمال بن عبداللہ بن عمر

لہ یہ کتاب مکتبہ قادریہ جامعہ نظامیہ رضویہ (لاہور) نے طبع کرائی اور مجلس رضا (مانچسٹر، انگلستان) نے شائع کی۔ مسعود

حنفی مرحوم سے بھی سوال کیا تھا مگر انھوں نے معذوری کا اظہار فرمایا، یہ بات علماء کے علم میں تھی، وہی سوال محدث بریلوی سے کیا گیا اور انھوں نے شافی و کافی جواب دیا چنانچہ جب یہ مقالہ مفتی حنفیہ شیخ عبداللہ صدیق نے ملاحظہ فرمایا تو وہ پھڑک گئے اور دل کھول کر تعریف کی ــــــ علمائے حرمین نے اس مقالے کی نقول حاصل کیں۔ مثلاً یہ علماء :-

(۱) شیخ الائمہ مولانا احمد ابوالخیر میرداد

(۲) قاضی مکہ شیخ صالح کمال حنفی

(۳) حافظ کتب الحرم سید اسماعیل خلیل حنفی

(۴) مفتی حنفیہ شیخ عبداللہ صدیق

حج سے واپسی کے بعد محدث بریلوی نے کفل الفقیہ میں ۱۳۲۹ھ/ ۱۹۱۱ء میں ایک ضمیمہ کا اضافہ کیا اور اس کا اردو ترجمہ کیا۔ سید ابوالحسن علی ندوی نے کفل الفقیہ کا بطور خاص ذکر کیا اور اس کو فقاہت میں فاضل بریلوی کی مہارت پر شاہد و گواہ قرار دیا ہے[۱] ــــــ پاکستان میں بینکنگ کے ماہرین نے اس سے استفادہ کیا ہے[۲] ــــــ اور لندن یونیورسٹی کے پروفیسر محمد حنیف اختر فاطمی نے اس پر ایک مقالہ لکھا ہے جو کتابی صورت میں شائع ہونے والا ہے ــــــ کفل الفقیہ پاک و ہند سے شائع ہو چکی ہے[۳]

---

[۱] سید ابوالحسن علی ندوی: نزہۃ الخواطر، ج ۸، ص ۴۱

[۲] بروایت سید وجاہت رسول وائس پریذیڈنٹ، حبیب بینک، کراچی، مورخہ فروری ۱۹۸۶ء

[۳] (۱) کفل الفقیہ، شائع کردہ منظمۃ الدعوۃ الاسلامیہ، مطبوعہ لاہور

کنزالایمان فی ترجمۃ القرآن

کنزالایمان، محدث بریلوی کا اہم کارنامہ ہے، اردو میں معدودے چند تراجم براہ راست متن قرآن سے کئے گئے ہیں باقی تمام تراجم یا تو سابقہ تراجم کا ترجمہ و تسہیل ہیں یا تفہیم یا پھر لفظی تراجم سے اپنے اپنے مذاق کے مطابق با محاورہ کر لیے گئے ہیں ایسے مترجمین عربی سے بھی ناواقف ہیں ــــ بہرکیف محدث بریلوی کے ترجمۂ قرآن کو یہ امتیاز خاص حاصل ہے کہ وہ تراجم کو نہیں بلکہ متن قرآن کو سامنے رکھ کر کیا گیا ہے۔ محدث بریلوی بیک وقت زبان عربی کے صاحب طرز ادیب و شاعر اور زبان اردو کے صاحب طرز ادیب و شاعر تھے، زبان و ادب کے نشیب و فراز سے باخبر تھے، تفسیر و حدیث پر گہری نظر رکھتے تھے اور مختلف علوم و فنون کے جامع تھے۔ ان کی نظر علوم قرآن کی وسعتوں اور پہنائیوں پر تھی اس لیے انھوں نے ایسا ترجمہ کیا کہ دور جدید کا کوئی علمی انکشاف یا سائنسی تجربہ، ترجمہ کی معنویت کو مجروح نہیں کر سکتا۔ معاشیات، فلکیات کے بعض جدید مسائل سامنے آئے تو ان عقدوں کا حل کنزالایمان میں نظر آیا[1] دوسرے تراجم ساتھ نہ دے سکے ــــ کنزالایمان ۱۳۳۰ھ/۱۹۱۱ء میں منظر عام پر آیا یعنی محدث بریلوی کے وصال سے دس برس قبل۔ یہ وہ دور تھا جب ہر مسلک و مذہب کے اکابر علماء موجود تھے مگر کسی نے کنزالایمان پر حرف گیری نہ کی۔ کنزالایمان پر متعدد علماء اور دانشوروں نے مقالات لکھے ہیں[2] ــــ ایک اہل حدیث عالم سعید بن عزیز

---

[1] تفصیلات کے لیے راقم کی کتاب "حیات مولانا احمد رضا خاں بریلوی" (مطبوعہ لاہور ۱۹۸۱ء ص ۱۰۰ ــ ۱۰۵) سے رجوع کریں۔

[2] حاشیہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں۔

یوسف زئی نے اپنے مقالے میں کنزالایمان کی ایک اہم خصوصیت پر اظہار خیال کرتے ہوئے لکھا ہے :-

یہ ایک ایسا ترجمۂ قرآن مجید ہے جس میں پہلی بار اس بات کا خیال رکھا گیا ہے کہ جب ذات باری تعالیٰ کے لیے بیان کی جانے والی آیتوں کا ترجمہ کیا گیا ہے تو بوقتِ ترجمہ اس کی جلالت، علوت، تقدس وعظمت وکبریائی کو بھی ملحوظ خاطر رکھا گیا ہے جب کہ دیگر تراجم خواہ وہ اہل حدیث سمیت کسی بھی مکتبِ فکر کے علماء کے ہوں ان میں یہ بات نظر نہیں آتی ـــــــ اسی طرح وہ آیتیں جن کا تعلق محبوب خدا شفیع روزِ جزا، سید الاولین والآخرین، امام الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے یا جن میں آپ سے خطاب کیا گیا ہے تو بوقت ترجمہ جناب مولانا احمد رضا خاں صاحب نے یہاں پر بھی اوروں کی طرح نقلی ولغوی ترجمے سے کام نہیں لیا بلکہ صاحب ما ینطق عن الھویٰ اور ورفعنا لک ذکرک کے مقام عالی شان کو ہر جگہ ملحوظ خاطر رکھا ہے۔ یہ ایک ایسی خوبی ہے جو دیگر تراجم میں بالکل ہی

---

۲ :- (پچھلے صفحہ کا حاشیہ)
سب سے اہم مقالہ پروفیسر مجید اللہ قادری صاحب کا مقالۂ ڈاکٹریٹ ہے، جس کا عنوان ہے "کنزالایمان فی ترجمۃ القرآن اور دیگر معروف اردو تراجم کا تقابلی جائزہ"۔ یہ مقالہ پی ۔ ایچ ۔ ڈی کے لیے کراچی یونیورسٹی کے شعبۂ علوم اسلامیہ میں پیش کیا گیا ہے ان شاء اللہ ۱۹۹۳ء میں اس پر ڈاکٹریٹ کی ڈگری مل جائے گی ـــــ المیزان (بمبئی) کے امام احمد رضا نمبر (مارچ ۱۹۷۶ء) میں کنزالایمان پر متعدد مقالات شائع ہوتے ہیں ـــ (ص ۸۵-۱۵۶)

ناپید ہے۔ [1]

کنزالایمان پر محدث بریلوی کے خلیفہ مولینا محمد نعیم الدین مراد آبادی نے حواشی لکھے ہیں جو نہایت مختصر اور جامع ہیں، عنوان ہے خزائن العرفان فی تفسیر القرآن۔ یہ کنزالایمان کے ساتھ ہی شائع ہوئے ہیں ــــــ دوسری زبانوں میں کنزالایمان کے تراجم ہوئے ہیں مثلاً لندن یونیورسٹی کے پروفیسر محمد حنیف اختر فاطمی نے انگریزی میں ترجمہ کیا ہے جو لاہور سے شائع ہو چکا ہے، دوسرا انگریزی ترجمہ پروفیسر شاہ فرید الحق نے کیا ہے اور اس پر مفید حواشی کا اضافہ کیا ہے جو کراچی سے شائع ہو چکا ہے۔ تیسرا انگریزی ترجمہ مارہرہ (بھارت، یو۔پی) کے ایک بزرگ کر رہے ہیں ــــــ اسی طرح سندھی میں مفتی محمد رحیم سکندری نے کنزالایمان کا ترجمہ کیا ہے جو لاہور سے شائع ہو چکا ہے۔ ایک دوسرے بزرگ نے بھی سندھی میں ترجمہ کیا ہے۔ بنگلہ زبان میں بھی کنزالایمان کا ترجمہ ہوا ہے جو رضا اکیڈمی (چاٹگام) قسط وار شائع کر رہی ہے۔ اس کے علاوہ دیگر زبانوں میں بھی اس کے تراجم ہوئے ہیں۔ برادرم سراج حسین رضوی صاحب (بریلی) نے ڈچ زبان میں مطبوعہ ترجمہ عنایت فرمایا ہے۔

معین مبین بہر دور شمس و سکون زمین

یہ ایک مختصر رسالہ ہے مگر کسی کتاب یا رسالے کی قدر و قیمت کا اندازہ اس کے حجم سے نہیں ہوتا۔ ایک مختصر رسالہ اپنی معنویت، گہرائی، جامعیت اور اہمیت کے لحاظ سے بڑی بڑی کتابوں پر بھاری ہو سکتا ہے۔ معین مبین، اسی

---

[1] علامہ سعید بن عزیز یوسف زئی: کنزالایمان اہل حدیث کی نظر میں۔ بحوالہ معارف رضا (کراچی)، شمارہ ۱۹۸۲ء ص ۹۰-۹۹

قبل کا ایک رسالہ ہے۔ مختصر، جامع اور فیصلہ کن ـــــ یہ رسالہ ایک امریکی ہیئتاہ داں پروفیسر البرٹ، الیف۔ پورٹا کے رد میں لکھا گیا ہے جس کی تفصیل یہ ہے ـــــ

۱۹۱۹ء میں پروفیسر موصوف نے جو مشگن یونیورسٹی (امریکہ) اور ٹیورن یونیورسٹی (اٹلی) سے وابستہ رہا تھا۔ ایک پیش گوئی کی کہ ۱۷ دسمبر ۱۹۱۹ء کو آفتاب کے سامنے بیک وقت کئی سیاروں کے جمع ہونے سے جذب وکشش کے نتیجے میں ممالک متحدہ میں زبردست تباہی مچے گی اور ایک قیامت صغریٰ برپا ہوگی ـــــ یہ خبر اخبار ایکسپریس (بانکی پور۔ بھارت) میں شائع ہوئی۔ اس اخبار کا تراشہ محدث بریلوی کو ارسال کیا گیا اور اس پیش گوئی پر اظہار خیال کی درخواست کی گئی۔ فاضل بریلوی نے اس پیشِ گوئی کو لغو قرار دیا اور اس کے رد میں ایک علمی مقالہ معین مبین کے عنوان سے لکھا جو الرضا (بریلی) میں شائع ہوا[1] محدث بریلوی نے ۱۷ دلائل سے پیش گوئی کو رد کیا ـــــ اکتوبر ۱۹۱۹ء کو یہ پیش گوئی منظر عام پر آئی جو ۱۷ دسمبر ۱۹۱۹ء کو واقع ہونی تھی لیکن جب وہ دن آیا، دنیا کے ہیئتاہ داں صبح سے شام تک دوربینیں لیے دیکھتے رہے[2] مگر وہ قیامت نہ آنی تھی نہ آئی ـــــ مغربی دنیا پر محدث بریلوی کی یہ پہلی کامیابی تھی ـــــ

فوز مبین در ردّ حرکت زمین

یہ کتاب نظریۂ حرکت زمین کے رد میں ہے۔ یہ نظریہ فیثا غورث کا ہے

---

[1] الرضا (بریلی)، شمارہ صفر ۱۳۳۸ھ/۱۹۱۹ء و ربیع الاوّل ۱۳۳۸ھ/۱۹۱۹ء

[2] نیویارک ٹائمز (نیویارک)، شمارہ ۱۶ و ۱۸ دسمبر ۱۹۱۹ء

جس کی تائید ریاضیات کے ماہر پروفیسر کاپرنیکس نے کی اور یہ نظریہ پھر سے زندہ ہوا۔ ۱۹۰۸ء میں محدث بریلوی کے عہد میں پروفیسر البرٹ آئین اسٹائن نے ایک تجربہ کیا جس سے اس نظریہ کا رد ہوتا تھا لیکن انھوں نے پھر اس کی ایسی توجیہہ کی جس سے یہ نظریہ ثابت ہوگیا مگر بقول سید محمد تقی یہ سائنس کی تاریخ کی سب سے زیادہ غیر عقلی توجیہہ تھی[۱] ــــ محدث بریلوی آئین اسٹائن کے ہم عصر ہیں انھوں نے آئین اسٹائن اور دیگر سائنس دانوں کے افکار و خیالات کی گرفت کی اور ۱۰۵ دلائل سے نظریۂ حرکت زمین کو باطل قرار دیا ــــ اور اب تو ایک سو سے زیادہ آئین اسٹائن کے ناقدین پیدا ہو چکے ہیں[۲] ــــ ان ناقدین میں شاید قیادت کا سہرا محدث بریلوی ہی کے سر ہے۔

نوزمبین میں ایک مقدمہ ہے جس میں مقررات ہیئات جدیدہ کا بیان ہے جس سے مقالے میں کام لیا گیا ہے پھر چار فصلیں ہیں ــــ فصل اول میں نافرینہ پر بحث کی ہے اور اس سے ابطال حرکت زمین پر بارہ دلیلیں قائم کی ہیں ــــ فصل دوم میں جاذبیت پر بحث کی ہے اور اس سے حرکت زمین کے بطلان پر پچاس دلیلیں قائم کی ہیں ــــ فصل سوم میں خود حرکت زمین کے

---

[۱] جنگ (کراچی) شمارہ یکم فروری ۱۹۸۳ء ک ۸، ص ۴

[۲] ایک کتاب بعنوان Hundred Authors Against Eienstien شاید جرمنی سے شائع ہو چکی ہے۔

نوٹ:۔ دورِ جدید کے سائنس داں پروفیسر وائن برگ نے اپنی کتاب THE FIRST THREE MINUTES (گلاسکو، ۱۹۸۱ء) میں ایک ایسے تجربے کا ذکر کیا ہے جس سے نظریۂ حرکت زمین کا بطلان ہوتا ہے مسعود

ابطال پر تینتا لیس دلیلیں ہیں ــــ اس طرح مجموعی طور پر ۱۰۵ دلائل سے نظریۂ حرکت زمین کو باطل کیا ہے ــــ ان تمام دلائل میں ۹۰ دلائل فاضل بریلوی کی طبع زاد ہیں ــــ فصل چہارم میں ان شبہات کا رد ہے جو ضیاۂ جدیدہ حرکتِ زمین کے ابطال میں پیش کرتی ہے ــــ آخر میں خاتمہ ہے جس میں کتبِ آسمانیہ سے گردشِ آفتاب اور سکونِ ارض کو ثابت کیا گیا ہے۔

فوزِ مبین، محدث بریلوی کی زندگی میں ماہنامہ الرضا (بریلی) میں چھپنا شروع ہوئی اور ماہنامہ الرضا میں اس کی ۹ قسطیں شائع ہوئیں [1] پھر فاضل بریلوی کے انتقال کے ساتھ ہی یہ سلسلہ بند ہو گیا ــــ تلاش و تحقیق کے بعد اس کا اصل مسودہ مل گیا ہے جس کی تبییض کا کام مولانا عبد النعیم عزیزی (بریلی) اور خواجہ مظفر حسین (الٰہ آباد) کر رہے ہیں ــــ یہ رسالہ کل ۹۵ صفحات پر مشتمل ہے [2]۔ اس کا مطبوعہ حصّہ معارف رضا (کراچی) میں شائع ہو چکا ہے [3] ــــ علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کے سابق پروفیسر ابرار حسین صاحب اس کا انگریزی ترجمہ اور حواشی لکھ رہے ہیں۔ رسالہ کا مطبوعہ حصّہ ٹرلیسٹ (اٹلی) بھی بھیجا گیا ہے۔

الکلمۃ الملہمہ فی الحکمۃ المحکمہ لوہا ءفلسفۃ المشئمہ

یہ کتاب فلسفۂ قدیم کے رد میں لکھی گئی ہے۔ ہندوستان کے مشہور محقق اور قلمکار علامہ شبیر احمد غوری نے اس پر ایک مقالہ قلم بند کیا ہے جس کا عنوان

---

[1] ماہنامہ الرضا (بریلی)، شمارہ رجب ۱۳۳۸ھ/ ۱۹۲۰ء تا جمادی الاخریٰ ۱۳۳۹ھ/ ۱۹۲۱ء (اب یہ رسالہ پاکستان اور ہندوستان سے شائع ہو چکا ہے)

[2] مخطوطہ، مکتوبہ احمد رضا خاں بریلوی، مخزونہ کتب خانۂ راقم، محشّٰہ بمسترد

[3] معارف رضا (کراچی)، شمارہ ۱۹۸۳ء، ص ۱۶۳ - ۲۲۳

ہے:۔ "عہد حاضر کا تہافتہ الفلاسفہ"

امام غزالی نے تہافتہ الفلاسفہ میں بیس مسائل پر بحث کی ہے۔ فاضل بریلوی نے اکتیس مسائل پر بحث کی ہے۔ ان مسائل میں فلسفہ طبیعیات کے مسائل قدیمہ پر تنقید ہے اور زمانہ کے ابحاث سے متعلق بھی چھ مسئلے ہیں جس کے متعلق علامہ غوری لکھتے ہیں :۔

کاش کوئی خدا کا بندہ اس زمانے میں اس کتاب کے ان ابواب کا تذکرہ علامہ اقبال سے کر دیتا جو مسئلہ زماں کے باب میں اسلام اور اسلامی مفکرین کے موقف سے واقفیت حاصل کرنے کے لیے ان لوگوں سے ہدایت و رہنمائی طلب کر رہے تھے جو "او خویشتن گم است کرا رہبری کند ؟" کے مصداق تھے[1]

اس کتاب کے اکتیسویں مقالے میں محدث بریلوی نے ایٹم پر فاضلانہ بحث کی ہے[2] جس کے متعلق علامہ غوری لکھتے ہیں :۔

اس کی تفصیل ایک مستقل پیش کش کی مقتضی ہے جس سے عہدہ برآ ہونے کی یہ عاجز مستمند اپنے ناتواں بازوؤں میں سکت نہیں پاتا[3]

انیسویں صدی تک یہ خیال کیا جاتا تھا کہ ایٹم ناقابل تقسیم چھوٹے سے چھوٹا ذرہ ہے ـــــ ۱۸۹۸ء میں جے جے تھامسن نے انکشاف کیا کہ ذرے کے ساتھ ایک منفی ذرہ بھی پایا جاتا ہے ـــــ ۱۹۱۱ء میں رتھر فورڈ نے مزید انکشاف کیا کہ

---

[1] ماہنامہ اشرفیہ (مبارک پور، اعظم گڑھ)، شمارہ دسمبر ۱۹۸۰ء، ص ۲۵
[2] احمد رضا خاں، الکلمۃ الملہمہ، مطبوعہ دہلی، ص ۱۰۵ - ۱۴۰
[3] ماہنامہ اشرفیہ، شمارہ دسمبر ۱۹۸۰ء، ص ۲۵

ایٹم تقسیم کیا جا سکتا ہے ــــ ۱۹۱۳ء میں نیل بوہر نے اس نظریہ میں جو خامیاں رہ گئی تھیں ان کو دور کیا اور بات آگے بڑھتی چلی گئی ــــ یہ ساری تحقیقات محدث بریلوی کے عہد میں ہوئیں مگر فاضل بریلوی نے اس سے قبل ۱۸۸۰ء میں سائنسی مسائل پر غور فکر کیا اور ایٹم کے بارے میں اپنی تحقیقات محفوظ رکھیں جو ۱۹۲۰ء میں منظر عام پر آئیں۔

الکلمۃ الملہمۃ دہلی سے طبع ہو کر میرٹھ سے شائع ہو چکی ہے۔ یہ ۱۴۰ صفحات پر مشتمل ہے ــــ

المحجۃ المؤتمنہ فی آیۃ الممتحنہ

یہ رسالہ جو دو قومی نظریہ کے لیے سنگِ میل ثابت ہوا ۱۳۳۹ھ/۱۹۲۰ء میں محدث بریلوی نے تصنیف کیا یعنی انتقال سے چند ماہ قبل جب کہ وہ بسترِ علالت پر تھے۔ تحریک ترک موالات (۱۹۲۰ - ۱۹۲۲ء) کے زمانے میں جب کانگریس اور جمعیۃ العلماء ہند ہندوؤں سے موالات اور انگریزوں سے ترک موالات پر اصرار کر رہے تھے اور پورے ملک میں ایک ہیجانی کیفیت پیدا ہو گئی تھی اور انگریزوں کے خلاف ایک ہمہ گیر مہم چل رہی تھی، اس مہم کے دوران ہندو اتنے قریب آ گئے تھے کہ مسلمانوں نے ان کے شعائر تک اپنائے[1] محدث بریلوی کا کہنا تھا کہ نہ ہندوؤں سے موالات جائز ہے اور نہ انگریزوں سے۔

اس زمانے میں ابوالکلام آزاد، محمد علی جوہر اور گاندھی وغیرہ اسلامیہ کالج لاہور گئے اور انھوں نے اپنی تقریروں میں اس پر زور دیا کہ پنجاب یونیورسٹی سے کالج کا الحاق

---

[1] تفصیلات کے لیے مطالعہ فرمائیں راقم کی کتاب "تحریک آزادی ہند اور السواد الاعظم" مطبوعہ لاہور ۱۹۷۹ء مسعود

ختم کیا جائے اور انگریزی حکومت کی امداد و اعانت کسی صورت میں قبول نہ کی جائے ــــــــ ان تقریروں سے کمیٹی کے ارکان میں اختلاف رائے پیدا ہوگیا چنانچہ جنرل کونسل کی کمیٹی نے جس میں علامہ ڈاکٹر محمد اقبال بھی بحیثیت سکریٹری شریک تھے یہ طے ہوا کہ فتویٰ لیا جائے، چنانچہ کالج کے پرنسپل پروفیسر مولوی حاکم علی نے محدث بریلوی کو ایک استفتا بھیجا جس کے جواب میں محدث بریلوی کا فتویٰ آیا جو ڈاکٹر محمد اقبال کے ملاحظہ سے بھی گزرا ــــــــ اسی زمانے میں ترک موالات کے سلسلے میں ایک اور استفتاء لائل پور سے ۱۲ ربیع الاول ۱۳۳۹ھ / ۱۹۲۰ء کو بھیجا گیا جس کے جواب میں محدث بریلوی نے یہ محققانہ رسالہ تحریر کیا جو دو قومی نظریہ پر حرفِ آخر ہے۔ اس میں موالات، ترکِ موالات، معاملت، ترک معاملت وغیرہ پر مدلل بحث فرمائی ہے ــــــــ سب سے پہلے ذمّی، حربی، مستامن وغیرہ سے موالات و ترک موالات پر بحث کی ہے پھر موالات کی اقسام بیان کی ہیں ــــــــ آخر میں استعانت پر بحث کی ہے اور تین حالتوں کا ذکر کیا ہے پھر یہ فیصلہ صادر کیا ہے :ــــــــ

> موالات مطلقاً ہر کافر مشرک سے حرام ہے اگرچہ ذمّی، مطیع اسلام ہو، اگرچہ اپنا باپ یا بیٹا یا بھائی یا قریبی (عزیز) ہو[1]

ترکِ موالات سے متعلق اپنی تحقیق بیان کرنے کے بعد ہندو مسلم اتحاد پر علماء نے جو دلائل قائم کئے تھے ان کا رد کیا اور یہ ظاہر کر دیا کہ ہندوؤں کے لیڈر گاندھی، ہندوؤں کے مقابلے میں مسلمانوں کے قطعاً خیر خواہ نہیں اس لیے علماء اور عوام کا ان کی قیادت پر بھروسہ کرنا کسی طرح مسلمانوں کے حق میں مفید نہیں

---

[1] احمد رضا خاں، المحجۃ المؤتمنہ، مطبوعہ لاہور

بلکہ مضر ہے ـــــ اس کے بعد ترکِ موالات کے مذہبی، تاریخی، سیاسی، معاشی، اور اقتصادی پہلوؤں پر روشنی ڈالی پھر مخالفین اسلام کا نفسیاتی تجزیہ کیا جس کا پیچھے ذکر کیا جا چکا ہے اور آخر میں بڑی دردمندی اور دل سوزی کے ساتھ مسلمانانِ ہند کو تنبیہہ کرتے ہیں :۔

تبدیلِ احکام الرحمٰن اور اختراع احکام الشیطان سے ہاتھ اٹھاؤ ـــــ
مشرکین سے اتحاد توڑو ـــــ مرتدین کا ساتھ چھوڑ کر محمد رسول اللہ
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا دامن تمہیں اپنے سایہ میں لے ـــــ
دنیا نہ ملے، نہ ملے ـــــ دین تو ان کے صدقے میں ملے[1] ـــــ

ہمارے خیال میں یہی وہ رسالہ ہے جس نے فکرِ اقبال کو متاثر کیا اور یہی وہ رسالہ ہے جس نے فکرِ جناح کو متاثر کیا کیونکہ دونوں کے سیاسی افکار میں تبدیلی کا یہی زمانہ ہے۔ اس دور میں کسی نے اس شدومد کے ساتھ ہندو مسلم اتحاد کے خلاف آواز نہیں اٹھائی جس شدومد کے ساتھ محدث بریلوی نے آواز اٹھائی کہ پاک و ہند کا گوشہ گوشہ گونج اٹھا اور سب ان کے مخالف ہو گئے مگر جب جذبات ٹھنڈے ہوئے تو محدث بریلوی کی بصیرت کے سب قائل ہونے لگے[2]

---

[1] احمد رضا خاں : المحجۃ المؤتمنہ، مطبوعہ لاہور

[2] تفصیلات کے لیے مندرجہ ذیل مقالات ملاحظہ فرمائیں :۔

(ا) علامہ سید الزماں حمدی: امام احمد رضا کی دینی و سیاسی بصیرت، المیزان (بمبئی) مارچ ۱۹۷۶ء

(ب) علامہ سید محمد ہاشمی : امام احمد رضا اور جنگ آزادی، ایضاً، ص ۳۷۷ - ۴۰۸

(ج) علامہ سید نور محمد قادری: اعلیٰ حضرت کی سیاسی بصیرت، انوار رضا مطبوعہ لاہور ۱۹۷۷ء، ص ۴۸۴-۴۹۵

(د) محمد مرید احمد چشتی: خیابانِ رضا، مطبوعہ لاہور ۱۹۸۱ء

از افادات

مجدد مائۃ حاضرہ مؤید ملتِ طاہرہ اعلیحضرت جناب محمد احمد رضا خاں قدس سرہٗ

مکتبہ حامدیہ ــــ گنج بخش روڈ ــــ لاہور

محدث بریلوی کی مطبوعات سے زیادہ مخطوطات ہیں۔ تقریباً ایک سو مخطوطات کے عکس راقم کے کتب خانے میں موجود ہیں جو تیس سے زیادہ علوم وفنون پر مشتمل ہیں۔ ذیل میں ان مخطوطات میں سے علوم عقلیہ پر ۲۰ مخطوطات کا ذکر کیا جاتا ہے:۔

1. اطائب الاکسیر فی علم التکسیر — ۱۲۹۶ھ / ۱۸۷۸ء
2. الموہبات فی المربعات — ۱۳۱۹ھ / ۱۹۰۱ء
3. عزم البازی فی جو الریاضی — ۱۳۱۹ھ / ۱۹۰۱ء
4. الصراح الموجز فی تعدیل المرکز — ۱۳۱۹ھ / ۱۹۰۱ء
5. الجمل الدائرہ فی خطوط الدائرہ — ۱۳۲۰ھ / ۱۹۰۲ء
6. الجداول الرضویہ — ۱۳۲۲ھ / ۱۹۰۴ء
7. کشف العلة عن سمت القبلہ — ۱۳۲۴ھ / ۱۹۰۶ء
8. مسفر المطالع للتقویم والطالع — ۱۳۲۴ھ / ۱۹۰۶ء
9. حل المعادلات لقوی المکعبات — ۱۳۲۵ھ / ۱۹۰۷ء
10. ۱۱۵۲ نقوش مربعات — ۱۳۲۷ھ / ۱۹۰۹ء
11. المعنی المجلی للمغنی والظلی — ۱۳۲۷ھ / ۱۹۰۹ء
12. البرہان القویم علی العرض والتقویم — ۱۳۲۷ھ / ۱۹۰۹ء
13. میل کواکب و تعدیل ایام — ۱۳۲۸ھ / ۱۹۱۰ء

(۱۴) رسالہ ابعاد قمر — ۱۳۲۹ھ / ۱۹۱۱ء

(۱۵) رسالہ در علم مثلث — ۱۳۲۹ھ / ۱۹۱۱ء

(۱۶) مقالہ مفرودہ در نسبت تصنیف جز مطلوب الوقت — ۱۳۲۹ھ / ۱۹۱۱ء

(۱۷) الکسر العشری والتبنی — ۱۳۳۱ھ / ۱۹۱۲ء

(۱۸) استخراج تقویمات کواکب — ۱۳۳۱ھ / ۱۹۱۲ء

(۱۹) طلوع و غروب نیرین — ۱۳۳۲ھ / ۱۹۱۳ء

(۲۰) معدن علومی در سنین ہجری و عیسوی و رومی — ۱۳۳۴ھ / ۱۹۱۶ء

علامہ محمد ظفر الدین رضوی (والد ماجد ڈاکٹر مختار الدین آرزو مسلم یونیورسٹی علی گڑھ) نے اپنی کتاب الجمل المعدد لتالیفات المجدد (۱۳۲۷ھ / ۱۹۰۹ء) میں مندرجہ ذیل مبیضات کا ذکر کیا ہے۔ جو محدث بریلوی نے عربی زبان میں تحریر کیے ہیں:۔

(۱) شرح ہدایۃ النحو — ۱۲۸۲ھ / ۱۸۶۶ء

(۲) ضوء النہایہ فی اعلام الحمد والہدایہ — ۱۲۸۵ھ / ۱۸۶۸ء

(۳) السعی المشکور فی ابداء الحق المہجور — ۱۲۹۰ھ / ۱۸۷۳ء

(۴) حسن البراعہ فی تنفیذ حکم الجماعہ — ۱۲۹۹ھ / ۱۸۸۱ء

(۵) الزلال الانقی من سبقۃ الاتقی — ۱۳۰۰ھ / ۱۸۸۲ء

(۶) البشری العاجلہ من تحت آجلہ — ۱۳۰۰ھ / ۱۸۸۲ء

(۷) المقالۃ المسفر عن احکام البدعۃ المکفرہ — ۱۳۰۱ھ / ۱۸۸۳ء

(۸) جمال الاجمال لتوقیف حکم الصلوۃ فی النعال — ۱۳۰۳ھ / ۱۸۸۵ء

(۹) منزع المرام فی التداوی بالحرام — ۱۳۰۳ھ / ۱۸۸۵ء

(۱۰) البارقۃ اللمعا علی سائد نطق بالکفر طوعا — ۱۳۰۴ھ / ۱۸۸۶ء

(۱۱) جمل مجلیہ ان المکروہ تنزیہا لیس بمعصیۃ — ۱۳۰۴ھ / ۱۸۸۶ء

۱۲	التاج المکلل فی انارۃ المدلول کان یفعل	۱۳۰۴ھ/۱۸۸۶ء
۱۳	ازہار الانوار من صبا صلوۃ الاسرار	۱۳۰۵ھ/۱۸۸۷ء
۱۴	صیقل الرین عن احکام مجاورۃ الحرین	۱۳۰۵ھ/۱۸۸۷ء
۱۵	ازین کافل لحکم القعدہ فی المکتوبۃ والنوافل	۱۳۰۵ھ/۱۸۸۷ء
۱۶	زہر الصلوۃ من شجرۃ اکارم الہداۃ	۱۳۰۵ھ/۱۸۸۷ء
۱۷	الحلاوہ والطلاوہ فی حکم توجیب سجود التلاوۃ	۱۳۰۶ھ/۱۸۸۷ء
۱۸	الاشکال الاقیدس لنکس اشکال آقلیدس	۱۳۰۶ھ/۱۸۸۸ء
۱۹	الملخ الملیح فیما نہی عن اجزاء الذبیحہ	۱۳۰۷ھ/۱۸۸۹ء
۲۰	الصافیۃ الموحیہ لحکم جلود الاضحیہ	۱۳۰۷ھ/۱۸۸۹ء
۲۱	الطرہ فی ستر العورہ	۱۳۰۷ھ/۱۸۸۹ء
۲۲	نتج الملیک فی حکم التملیک	۱۳۰۸ھ/۱۸۹۰ء
۲۳	یسر الزاد لمن ام الضاد	۱۳۰۹ھ/۱۸۹۱ء
۲۴	بوارق تلوح من حقیقۃ الروح	۱۳۱۱ھ/۱۸۹۳ء
۲۵	الکاس الدہاق باضافۃ الطلاق	۱۳۱۳ھ/۱۸۹۵ء
۲۶	مدارج طبقات الحدیث	۱۳۱۳ھ/۱۸۹۵ء
۲۷	نقد البیان لحرمۃ ابنۃ اخی اللبان	۱۳۱۴ھ/۱۸۹۶ء
۲۸	ہادی الاضحیہ بالشاۃ الہندیہ	۱۳۱۴ھ/۱۸۹۶ء
۲۹	اجل ابداع فی حد الرضاع	۱۳۱۸ھ/۱۹۰۰ء
۳۰	الفقہ التسجیلی فی عجین النارجیلی	۱۳۱۸ھ/۱۹۰۰ء
۳۱	اقمار الانشراح لحقیقۃ الاصباح	۱۳۱۹ھ/۱۹۰۱ء
۳۲	کلام الفہیم فی سلاسل الجمع والتقسیم	۱۳۱۹ھ/۱۹۰۱ء

نمبر	نام کتاب	سنہ
۳۳	حادۃ الطلوع والمر للسیارۃ والنجوم والقمر	۱۳۲۵ھ / ۱۹۰۷ء
۳۴	شمامۃ العنبر فی محل النداء بازاء المنبر	۱۳۲۷ھ / ۱۹۰۹ء
۳۵	نور عینی فی الانتصار للامام العینی	۱۲۹۹ھ / ۱۸۸۱ء
۳۶	الروض البہیج فی آداب التخریج	
۳۷	عبقری حسان فی اجابۃ الاذان	۱۲۹۹ھ / ۱۸۸۱ء
۳۸	شوارق النساء فی حد المصر والفناء	۱۳۰۰ھ / ۱۸۸۲ء
۳۹	لمعۃ الشمعہ فی اشتراط المصر للجمعہ	۱۳۰۰ھ / ۱۸۸۲ء
۴۰	احسن الجلوہ فی تحقیق المیل والذراع والفرسخ	۱۳۰۰ھ / ۱۸۸۲ء
۴۱	البحث الفاحص عن طرق احادیث الخصائص	۱۳۰۵ھ / ۱۸۸۷ء
۴۲	الثواقب الرضویہ علی الکواکب الدریہ	۱۳۲۱ھ / ۱۹۰۳ء
۴۳	الجد ادل الرضویہ للمسائل الجفریہ	۱۳۲۱ھ / ۱۹۰۳ء
۴۴	الاجوبۃ الرضویہ للمسائل الجفریہ	۱۳۲۱ھ / ۱۹۰۳ء
۴۵	حمائد فضل رسول	۱۳۰۰ھ / ۱۸۸۲ء
۴۶	مدائح فضل رسول	۱۳۰۰ھ / ۱۸۸۲ء
۴۷	اراحۃ جوارح الغیب عن ازاحۃ اہل العیب	۱۳۲۶ھ / ۱۹۰۸ء
۴۸	الجلاء الکامل لعین قضاۃ الباطل	۱۳۲۶ھ / ۱۹۰۸ء
۴۹	انباء الحی ان کتابہ المصون تبیان لکل شیٔ	۱۳۲۶ھ / ۱۹۰۸ء
۵۰	اللؤلؤ المعقود لبیان حکم المراۃ المفقود	۱۳۰۵ھ / ۱۸۸۷ء

پروفیسر محی الدین الوائی جو بیس سال ازہر یونیورسٹی (قاہرہ) میں دینی اور علمی خدمات میں مصروف رہے اور اب مدینہ یونیورسٹی (مدینہ منورہ) میں یہی خدمات انجام دے رہے ہیں۔ اپنے ایک مقالے میں محدث بریلوی کی تصنیفات پر

... رسالے لیتے ہوئے لکھتے ہیں :-

مولانا احمد رضا کی تصنیفات تقریباً پچاس علوم و فنون پر ہیں جن فنون پر آپ نے تصنیفات کی ہیں ان میں سب سے زیادہ نادر زیجات (وہ جدول جن سے ستاروں کی رفتار پہچانی جاتی ہے) و جبر و مقابلہ و علم طبقات الارض سے ہے[۱]

پھر آخر میں لکھتے ہیں :-

مولانا احمد رضا خاں آنے والی نسلوں کے لیے اپنی تصنیفات کے قیمتی ذخائر و علمی و فکری سرگرمیوں سے بھرے خزانے چھوڑ کر ۱۳۴۰ھ میں اس دار فانی سے دار بقا کی طرف رحلت فرما گئے[۲]

محمد مسعود احمد
پرنسپل
گورنمنٹ ڈگری کالج
ٹھٹھہ (سندھ)

[۱،۲] صوت الشرق (قاہرہ) شمارہ فروری ۱۹۷۰ء، ص ۱۷ - ۱۸

حواشی المقاصد الحسنة فی بیان کثیر من الاحادیث المشتهرة علی الالسنة للسخاوی

بسم الله الرحمن الرحیم

۳ قوله وصح عن ابی مالک الاشعری۔ عند الطبرانی فی الکبیر ۱۲

قوله وابی موسی وعتبة بن غزوان۔ عند ابی داؤد ۱۲

۴ قوله وهو متفق علیه عن ابی هریرة مرفوعا۔ اقول لم اره لمسلم انما فیه قوله صلی الله تعالی علیه وسلم للمجذوم انا قد بایعناک فارجع نعم هو فی صحیح البخاری بلفظ فر من المجذوم کما تفر من الاسد والیه وحده عزاه فی المشکوة وکذا الامام النووی فی شرح مسلم تحت حدیثه المذکور وکذا الامام السیوطی فی ذیل الجامع الصغیر ۱۲

۵ قوله ونظر بتوفیق الله۔ صوابه ینطق ۱۲

۶ قوله لعثمان بن عفان مرفوعا افضل العبادات احمزها۔ وکذلک رواه عنه القضاعی بلفظ خیر العبادة اخفها کما فی الجامع الصغیر قال الحافظ ابن حجر یروی بالموحدة وبالمثناة التحتیة ۱۲

۷ قوله وزعم ابن عدی ان هذا الحدیث من موضوعات جعفر بن احمد بن علی بن بیان لا اشک وکذا عده الذهبی من اباطیله وانکر الالی اورده فی الجامع الصغیر ۱۲

۸ قوله عن عائشة مرفوعا بهذا۔ اقول بل اورده فی الجامع الکبیر ص ۳۳۱ ج ۱ وقال فی آخره الدیلمی عن ثوبان فافاد انه مروی عنه ۱۲

قوله وعند البیهقی معناه فی المرفوع من حدیث اسماعیل بن عبدالله۔ قلت رحمک الله لقد ابعدت النجعة فقد اخرج الشیخان عن ابی هریرة قال قال رسول الله صلی الله تعالی علیه وسلم یقول الله تعالی انا عند ظن عبدی بی وانا معه

عکسِ نوادرات

امام احمد رضا کے قلمی کتب و رسائل اور شروح و حواشی کے چند نمونے

تِلْكَ اٰثَارُنَا تَدُلُّ عَلَيْنَا
فَانْظُرُوْا بَعْدَنَا اِلَى الْاٰثَارِ

(تفسیر)

حاشیہ تفسیر معالم التنزیل (ابو محمد حسین بن مسعود البغوی م ۵۱۶ھ)

حواشی معالم التنزیل للمحی السنۃ ابی الحسن البغوی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قولہ تعالی من اٰمن باللہ والیوم الاخر — الایمان باللہ تصدیق جمیع ضروریات الدین فان من کذب شیئا منہا فقد کذب ربہ فکفر بہ فکیف یؤمن بہ وفصل تصدیق الیوم الاخر لکونہ متمایا لشان کما فعلنا فی قولہ عزوجل والذین یؤمنون بما انزل من قبلک وبالاٰخرۃ ہم یوقنون مع دخولہ فی الاولین ۱۲

قولہ وقال ابن جریج والسدی — وابن عباس فی روایۃ اخری عند ابن جریر ۱۲

قولہ وقال الکلبی کل الفحشاء فی القراٰن فہو الزنا الا ہذا — ما اسمج واشنع وافحش تعبیرہ لم لا یقول انما الی ذکر لفظ الفحشاء فی القراٰن المجید فالمراد بہ الزنا الا ہذا ۱۲

قولہ وقال سعید بن جبیر سبع لیال — صوابہ الضائع کما فی ابن جریر والدر المنثور ۱۲

قولہ قال ابو ثعلبۃ — بل ہو نحوہ منہ مرفوعا عند الدارقطنی ۱۲

قولہ ما یرکلونہ بارجلہم — اقول سبحن اللہ ایعقل مثل ہذا من بعض المجہلات وانما حقہ ان لیطوع لا عرف یروی ۱۲

قولہ ہو رفع معطفا علی اسم اللہ — قلت لکن علیہ اقتصر الجلال وہو مما لیقتصر علی اسم الا تحول ۱۲

قولہ فبولہا بہم رؤف رحیم — وہو الفیا محض الفضل ولا یجب علیہ شیء ۱۲

قولہ واراد بالاکثر جمیع — اقول لا شک ان منہم من لا یتبع ظنا ولا وہما ولا ادری نسبتہ انما یتبع ہوی نفسہ عنادا واستکبارا مع استیقانہ بالحق ۱۲

قولہ یوجہ منہم الدین والعمل — اقول علیک بشفاء الامام القاضی عیاض رحمہ اللہ تعالی فان فیہ الشفاء ۱۲

تفسیر

حاشیہ تفسیر الدر المنثور (جلال الدین بن عبد الرحمن بن ابی بکر السیوطی م ۹۱۱ھ)

حاشیۃ الدر المنثور للعلامۃ السیوطی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قولہ اخرج ابن عساکر بسند ضعیف - اذ ہو من طریق السدی عن الکلبی عن ابی صالح عن ابن عباس وقد سماہا الحافظ سلسلۃ الکذب ۱۲

قولہ وثعلبۃ بن عمہ وہما رجلان من الانصار - الذی فی المعالم والبیضاوی وابی السعود وغیرہا ثعلبۃ بن غنم قال الشہاب غنم بفتح معجمۃ ونون بوزن قفل ۱۲

قولہ ثم راجعت الاصابۃ فظہر لی الصواب بحمد اللہ تعالی انہ ثعلبۃ بن عنمۃ بفتح العین والنون ابن عدی بن نابی بن عمرو بن سواد بن غنم بن کعب بن سلمۃ الانصاری السلمی الخزرجی فلانہم لسبق الی جد جد جدہ ولا اعرانہ تصحیف ۱۲

قولہ واخرج عبد بن حمید - ووکیع کما تقدم ص ۱۲

قولہ واعلموا ان اللہ عزیز - ای وتعد البریۃ لقولہ تعالی یاتینک سعیا ۱۲

قولہ واخرج ابن جریر عن عطاء ابن ابی الیک - وسیاتی عنہ ما یوافق سائر الائمۃ ۱۲

قولہ واخرج عن بن جبیر بالخبین - قلت واخرج الدارمی عن سعید بن جبیر قال کونوا ربانیین قال علماء فقہاء ۱۲

قولہ ان اللہ ذو مکر - لعلہ انا بدلیل قرینہ ۱۲

قولہ فیہ آیات بینات علی المجامع - ای بقیۃ الجمع ۱۲

قولہ واخرج عبد بن حمید - وابن ابی شیبۃ کما یاتی ص ۱۲

قولہ واخرج ابن ابی شیبۃ والحاکم - وعبد بن حمید والبیہقی کما مر ص ۱۲

(حدیث)

شرح صحیح البخاری (ابو عبداللہ محمد بن اسمٰعیل البخاری۔ م ۲۵۶ھ)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

۲۱
ص

قولہ فانی بجار — قولہ بجار بضم الجیم وتشدید المیم معناہ طلع النخل ۱۲

ص

قولہ صلی حیث المسجد الصغیر الذی — بناہ الناس ظنا منہم ان فیہ مصلی النبی صلی اللہ علیہ وسلم وکان ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما یرلہ ان المصلی جنبہ ۱۲

قولہ المسجد — لا بالمسجد بل قریبہ ۱۲

قولہ القول ثم عن یمینک حین تقوم — ای مصلی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قریب المسجد متقدما منہ الی جانب مکۃ مائلا الی المغرب فیکون عن یمین المصلی لکونہ مائلا الی الغرب ویکون الضیا اما بہ لکونہ متقدما الی الجنوب فلذا کان ترک المسجد عن یسارہ وورائہ کما سیاتی ۱۲

قولہ وانت ذاہب الی مکۃ بینہ — نحبہ طریقان یکون احدہما علی یمینک اذا کنت تکن الاخری عن یمینک والمراد منہا ۱۲

قولہ وان ابن عمر کان یصلی — لم یکن یصلی بذلک المسجد الصغیر بل کان یصلی الخ

قولہ دون المسجد — لعلہ ذلک المسجد الکبیر ۱۲

قولہ وانت ذاہب — قیدہ بذلک لان الجائی من مکۃ یکون لہ منصرف الردم الشمالی والمراد منہا الحد الجنوبی ۱۲

قولہ وقد ابتنی ثم — ای حیث مصلی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ۱۲

قولہ فیہ — ذکر المسجد الذی ...

(حدیث)

شرح ابن ماجہ (محمد بن یزید بن ماجۃ القزوینی، م ۲۷۳ھ)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

قولہ ثنا زید بن الحباب صدوق یخطئ من رجال مسلم والاربعۃ ۱۲

قولہ عن معاویۃ بن صالح صدوق لہ اوہام من رجال مسلم والاربعۃ ۱۲

قولہ حدثنا علی بن المنذر قال ابن ابی حاتم صدوق ثقۃ وقال النسائی شیعی محض ثقۃ ۱۲ میزان الاعتدال ولم یذکر فیہ جرحا ۱۲

قولہ ثنا المقبری عبد اللہ بن سعید ۱۲

قولہ علی بن فضیل بن عیاض لیس لہ عندہ ترجمۃ کما ینبغی ۱۲

قولہ ہو سعید بن کیسان بن سعید المقبری ہذا خطاء لان سعید لیس لہ ابن ابنا وابن سعید بن کیسان لا یروی عن جدہ بل ہو حرف یدہ روایۃ وعلی المراد بالمقبری ہنا ابنہ سعید وجدہ ہو کیسان بن سعید المقبری صاحب ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ ۱۲

لکن قال فی تہذیب التہذیب فی سعید انہ لہ عند ابن ماجہ حدیث واحد لا قطع فی ثمر ولا کثر وذکر انہ لا یحدث الا عن اخیہ عبد اللہ وذکر حدیثہ عن ابیہ فی مستدرک الحاکم کانہ سقط عبد اللہ من اسنادہ فانظر وتامل وعشا قال الذہبی فی المیزان ان اکثر عن اخیہ عبد اللہ ۱۲

ثم ظہر لی بحمد اللہ وحسنہ ان مراد بالمقبری ہو اخو سعید ہذا عبد اللہ بن سعید بن ابی سعید المقبری جدہ ابو سعید کیسان المقبری صاحب ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالی عنہ وعبد اللہ ہذا یروی عن ابیہ وعنہ محمد بن الفضیل کما نص علیہ فی تہذیب التہذیب وعبد اللہ ہذا متروک ذاہب الحدیث واہ بمرۃ ۱۲

(حدیث)

حاشیہ شرح الصدور (جلال الدین بن عبد الرحمن بن ابی بکر السیوطی م ۹۱۱ھ)

الشیخ احمد رضا خان البریلوی

۱۲۷۲ — ۱۸۵۶

حواشی شرح الصدور للامام السیوطی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

رب یسر

ص ۳ قولہ (و اخرج) عن ابی ہریرۃ — واخرج الخطیب فی المتفق والمفترق عن ابن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم قال ما من مولود الا وفی سرتہ من تربتہ التی خلق منہا حتی یدفن فیہا وانا وابوبکر وعمر خلقنا من تربۃ واحدۃ فیہا ندفن ذکرہ فی الاتحاف فی الکتاب فضائل الشیخین واخرج عبد بن حمید وابن المنذر عن عطاء الخراسانی قال ان الملک ینطلق فیاخذہ من تراب المکان الذی یدفن فیہ فیذرہ علی النطفۃ فیخلق من التراب ومن النطفۃ وذلک قولہ تعالٰی منہا خلقناکم وفیہا نعیدکم ذکرہ المصنف فی الدر المنثور تفسیر طٰہٰ ۱۲

ص ۴ قولہ واعمقوا لہ فی قبرہ — ای قدر القامۃ او نحوہا ۱۲

قولہ ولا تعمقوا فان خیر الارض — ای اکثر من قدر القامۃ بدلیل ما بعدہ ۱۲ -

ص ۷ قولہ من لم یؤمن لم یؤذن لہ — صوابہ من لم یوص ۱۲

ص ۱۴ قولہ فیہ یقوم ویقعد ویسمع ویبصر ویعلم ما تعلم الدواب — اقول افاد ان النفس ہو الروح الحیوانی والروح ہو الروح الانسانی وبہ قال سیدی شیخ الشیوخ فی العوا[رف]

ص ۱۴ قولہ وہذا یؤید ان القلب محل الروح — قلت بل ہذا یؤید قول الامام حجۃ الاسلام ان القلب ہو الروح ۱۲

(حدیث)

حاشیہ اشعۃ اللمعات (شیخ عبد الحق محدث دہلوی، م ۱۰۵۲ھ)

حواشی اشعۃ اللمعات للشیخ عبد الحق

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

(کتاب الایمان)

۱ - قولہ ؏ سخنہ از خوف تدلیس محترز نیست - این بر طریق محدثان ست ائمۂ ما حقیقت ارسال را قادح ندانند تا باحتمال وخوف او چہ رسد کما نص علیہ فی فصول البدائع وغیرہا من کتبنا

۲ - قولہ متصل السند تا منتہی ثابت شدہ باشد - این قید بر رنگ محدثان ہست نزد ائمہ حنفیہ و جمہور ائمہ نہ اتصال شرط صحت و صفات نہ انقطاع مورث ضعف ۱۲

۳ - قولہ احادیث مستور و مدلس و مرسل - اینہم بر طریق محدثان ست نزد ائمہ حنفیہ احادیث مستور و مدلس و مرسل ہمہ مقبول ست بے حاجت اعتبار وانجبار کما نص علیہ ۱۲

قولہ واگر زیادہ از دو بود مشہور و مستفیض خوانند - این نیز باصطلاح محدثان ہست نزد ما انیہمہ آحاد ست و مشہور آنکہ در صدر اول فرد بودہ باز متواتر شد کما فی مسلم الثبوت و شرحہ ۱۲

قولہ منجبر نگردد مگر حدیث متہم بالکذب نیز در فضائل مقبول ست ۱۲

۴ - قولہ در کتب احادیث عدد این خطوط در سطر نیامدہ - اقول قد وقع فی سنن ابن ماجۃ من حدیث جابر بن عبد اللہ خط خطین عن یمینہ وخط خطین عن یسارہ ۱۲

۵ - قولہ ومن عمر بن عوف الصاری است - الصواب عمرو بن عوف کما فی الترمذی ۱۲

قولہ حاضر شد بدر را وسکونت کرد مدینہ را رض - این مسامحت ست از حضرت شیخ قدس سرہ العزیز فان راوی ہذا الحدیث عمرو بن عوف بن زید بن ملحۃ المزنی مات فی خلافۃ الامیر معویۃ والذی شہد بدرا عمرو بن عوف ولیفا

(حدیث)

حاشیہ الکشف عن مجاوزۃ ہذہ الامۃ الالف امام جلال الدین عبد الرحمن بن ابی بکر السیوطی م ۹۱۱ھ

کتاب کشف عن مجاوزة

هذه الامة الالف

تألیف الشیخ الامام العالم العلامة

فرید عصره ووحید دهره

الشیخ جلال الدین السیوطی

رحمه الله تعالى ونفعنا بعلومه

في الدنيا والآخرة

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله وكفى وسلام على عباده الذين اصطفى

وبعد

فقد كثر السؤال عن الحديث المشتهر على ألسنة الناس

ان النبي صلى الله عليه وسلم لا يمكث في قبره الف سنة

وانا اجيب بانه باطل لا اصل له ثم جاءني رجل في

شهر ربيع من هذه السنة وهي سنة ثمان وتسعين

وثمانمائة ومعه ورقة فيها ذكر انه نقلها من

فتوى افتى بها بعض العلماء ممن ادركته بالسن

(حدیث)

حاشیہ الترغیب والترہیب (زکی الدین عبد العظیم بن عبد القوی، م ۶۵۶ھ)

حواشی الترغیب والترہیب۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قولہ الحمد للہ المبدئ المعید الغنی الحمید۔ الحمد للہ الذی من علی عبادہ بقبولہ و تجنن علیہم رحمتہ وفضلہ والصلوۃ والسلام علی اشرف رسلہ واکرم الہ اعین لی سبلہ سیدنا محمد وصحبہ وآلہ قدر حسنہ وجمالہ وعزہ وجلالہ وفضلہ وکمالہ وجودہ ونوالہ وکرمہ وافضالہ وحسن خصالہ وطیب فعالہ وبعد فمن اللہ علی بہذا الکتاب الکریم اشتریتہا فی بلد اللہ الحرام فی شہر اللہ الحرام ذی الحجۃ عام خمس وتسعین بعد الالف ومائتین من ہجرۃ رسول الثقلین صلی اللہ علیہ وسلم وعلی آلہ وصحبہ اجمعین وبارک وسلم من الشیخ حسین الحجاج الوکیل من مالک الکتب بواسطۃ حضرۃ شیخی واستاذی سراج بلد اللہ الامین مولانا عبد الرحمٰن بن مولانا عبد السراج رحمہ اللہ تعالٰی وادام ظلالہ علینا بروسنا والحمد للہ فمنہ حسنت حالہ نعمہ ورقمہ بقلمہ عبدہ المشتاق الی رحمتہ احمد رضا البریلوی غفر اللہ لہ ذنوبہ آمین ۱۲

۱ ص قولہ فی مسجد الفتح۔ ہو مسجد بالمدینۃ دعا النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فیہ فاستجیب لہ ۱۲

۲ ص قولہ ویشتمل علی فصول۔ النفخ فی الصور وقیام الساعۃ والحشر والحساب والحوض والمیزان

۳ ص قولہ ان الشیطان قد یئس۔ ہذہ القطعۃ قد اخرجہا مسلم والترمذی بزیادۃ ولکن فی التحریش بینہم من جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالٰی عنہما ۱۲

(فقہ)

حاشیہ الاشباہ والنظائر (زین العابدین بن ابراہیم نجیم الحنفی المصری، م ۹۷۰ھ)

حواشی حاشیۃ الاشباہ والنظائر للعلامۃ الحموی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قولہ واما فی العبادات کلہا فہی شرط صحتہا الخ اقول للنکاح عبادۃ حتی قیل لیس لنا عبادۃ شرعت من زمن آدم علیہ السلام ویستمر فی الجنۃ الا النکاح والایمان مع انہ یصح بالہزل والتحقیق ان الصحۃ لا یستلزم التعبد وکل نکاح لیس عبادۃ بل العبادۃ ما نوی فیہ امتثال الامر واقتفاء سنۃ خیر البشر صلی اللہ علیہ وسلم فلا نقض واللہ اعلم ہذا ما عندی ۱۲ قولہ فمن شرط صحتہا

قولہ بدلیل قولہما ان الاسلام المکرہ صحیح ولا یکون مسلما اقول یعنی قضاء اما دیانۃ فلا اسلام الا بالتصدیق ولا تصدیق الا بالنیۃ ۱۲

قولہ لا حاجۃ الی ہذہ بعد قولہ بخلاف الکفر فانہ یغیر منہ اقول مفادہ ان الکفر یتحقق بمجرد النیۃ واین ہذا من انہ لا یتحقق الا بالنیۃ فالحاجۃ باقیۃ ۱۲

قولہ بانہا اتباع المصلی فی جزء من صلاتہ متبوع شدن نمازی در بارۂ از نماز خویش ۱۲

الفوائد المتعلقہ برسم المفتی الواقعۃ فی رد المحتار (۱)

قول محمد لا یفتی بہ ما وجد قول ابی یوسف الا ان یصح او یقوی وجہہ ص ۷۲
انما یاثم بترک الواجب او السنۃ ص — القنیۃ مشہور بضعف الروایۃ ص ۸۲ / ۵۳
مسئلۃ القدرۃ ص ۷۳۳ - التخلف نادر لا یقدح فی الکلیۃ ص ۸۳ / ۵۵ -
کتاب الفیض موضوع لنقل الراجح المعتمد ص ۲۵۹ - العمل بما علیہ الاکثر ص ۵۳۳
المجتہد اذا رجع عن قول لا یجوز العمل بہ ص ۲۳۴ - روی کذا یشعر بالضعف
ص ۸۰۸ - قد یقول ظاہر ویرید المتبادر دون ظاہر الروایۃ ص ۶۰۱ ص ۸۰۸ - عبر
بالاصح بدل الصحیح والخطب سہل ص ۵۴۷ - قد یقال علی المذہب ویراد بہ
مذہب المتاخرین المفتی بہ ص ۵۹۱ - الظاہر اعتمادہ للتفریع علیہ ص ۶۵۶ -
اطلاق الکراہۃ علی ما یشمل المعنیین کثیر فی کلامہم ص ۹۲۵ قریبا منہ ص ۳۵۳ -
الاقتصار علی بعض الصور لا یوجب ان یکون المسکوت عنہ مخالفا فی الحکم للمذکور
ص ۱۶۸ - قالوا وقیل کلاہما یشعران بالضعف ص ۹۱۳ - ہذا قول ابی یوسف
لا یلزم قول الطرفین خلافہ اذا ذکرہ فی مقابلۃ روایۃ الحسن مثلا اذ لو کان
کذلک لناسب مقابلتہ لقولہما لا بروایۃ الحسن ص ۹۱۸ - لا بد للکراہۃ من دلیل
خاص ص ۸۶۹ - ص ۸۷۶ ص ۴۸۳ قد یعبر بقیل عن مذہب الشیخین ص ۱۹۳
لا بقول ای للحسن ص ۵۱۰ - اصطلح الامام الشافعی علی انہ یرید بالقول الاعلم

وسنعود الى التفصيل في ذلك ان شاء الله تعالى **فصل** واذ قد بطل تالف الجسم من الاجزاء التي لا تتجزى ثبت انه متصل في ذاته وان الاتصال ليس عارضا له خارجا عن ماهيته لان الاتصال لو كان عارضا له في مرتبة متأخرة عن حد ذاته فهو في حد ذاته اما ان يكون من المجردات المقدسة عن الامتداد والانفصال فلا يكون جسما او يكون في حد ذاته مركبا من الاجزاء التي لا تتجزى وقد تحقق بطلانه فهو اذن جوهر متصل في حد نفسه والحكماء بعد اتفاقهم على هذا القدر اختلفوا في ماهيته فقال الاشراقية انه جوهر بسيط في الخارج هو بنفسه متصل وليس له في الخارج جزءان اصلا وذهب بعضهم الى انه مركب في الخارج من جوهر وعرض هو المقدار وذهب المشائية الى انه مركب من جوهرين يسمى احدهما بالهيولى والآخر بالصورة الجسمية ونحن نريد تقرير مذهبهم وبيانه على حسب مطلبهم في هذا المختصر واما تحقيق ما هو الحق فقد احلناه على كتب اخر فنقول ان الجسم مركب من جزئين يحل احدهما في الآخر اي يقوم به ناعتا له والجزء الذي هو المحل جوهر في حد ذاته ليس متصلا في نفسه ولا منفصلا في حد ذاته ولا واحدا بالوحدة الاتصالية ولا كثيرا بالكثرة الانفصالية والجزء الذي هو الحال جوهر قائم بالجزء الاول متصل في حد ذاته وواحد بنفسه بالوحدة الاتصالية ويسمى الجزء الاول بالهيولى والجزء الثاني بالصورة الجسمية وبيان ذلك ان الجسم المفرد كالماء والهواء والشمع

(بقية حاشية صفحه ۱۹) للتطبيقة انه اعلم ان الحركة كما تستعمل في قسمين توسطية وقطعية فهي منطبقة على المسافة فهي الحركة القطعية الممتدة المتصلة من مبدء المسافة المستمرة الى منتهاها فاي جزء فرض فيها يكون بازائه جزء من المسافة لانطباقها عليها وانقسامها بانقسامها فان كان فيها جزء بالفعل يلزم ان يكون بازائه جزء بالفعل في المسافة وقد ثبت بالبرهان ان المسافة متصلة وليست مركبة من اجزاء موجودة بالفعل فثبت ان الحركة ايضا كذلك ولما كان الزمان منطبقا على الحركة وقد ثبت انها متصلة غير مركبة من اجزاء موجودة بالفعل ثبت ان الزمان ايضا كذلك ۱۲ قوله فقال الاشراقية كافلاطون وشيخ المقتول الشيخ شهاب الدين السهروردي اعلم ان السعادة العظمى منوطة بمعرفة الواجب تعالى بذاته وصفاته وآثاره والطريق اليها الرياضة والكشف والنظر والاستدلال فالسالكون للاول مع التزام الشريعة الصوفية وبدونه الحكماء الاشراقيون لتصفية قلوبهم واشراق انوار المعرفة على قلبهم والسالكون للثاني مع التزام الشريعة المتكلمون وبدونه الحكماء المشائية لان طريقهم الوصول بالفكر وهو الحركة فكانهم يمشون في طريقه ۱۲ قوله وذهب المشائية كارسطو وشيخين ابي نصر وابي علي ۱۲ قوله ليس متصلا في نفسه الخ فيه انه يلزم ارتفاع النقيضين والجواب انه انما يلزم لو ارتفعا عن الواقع وهو غير لازم لان المراد انهما ليسا في مرتبة ذاته لكن الشيء لا يخلو عنهما فانه قد يتصف بشيء من المتقابلين وكذا الحال في غيره من الماهيات في مرتبة ذاتها لا تتصف بشيء من المتقابلين من ان لزوم ارتفاع النقيضين بحسب مرتبة الذات ۱۲ قوله ولا منفصلا في حد ذاته بل هو في ذلك تابع للجوهر الحال المتصل في حد ذاته فيكون

(۱۰ اریخ کتب و فنون)

حاشیہ کشف الظنون عن اسامی الکتب الفنون از مصطفی بن عبداللہ ملا کاتب چلپی الشہیر حاجی خلیفہ م ۱۰۶۷ھ)

الشیخ احمد رضا خان البریلوی
۱۲۷۲ ——— ۱۸۵۶

کشف الظنون جلد اول

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

۲۶ قولہ الابانہ عن اصول الدیانۃ للامام ابی الحسن الاشعری وشرحہا للامام القاضی الباقلانی ۱۲

۲۷ قولہ للحافظ ابی عمر یوسف بن عبداللہ سماہ خالد وعند ذکر الکافی فی فروع المالکیۃ ۱۲ وانما اسمہ یوسف کما ہہنا وفی الموطا وذکر نسبۃ تحت الموطا یوسف بن عبداللہ بن عبدالبر کما ہہنا وفی الکافی خالد بن عبداللہ بن یوسف بن عبداللہ فاللہ تعالی اعلم ۱۲

۹۷ قولہ علی الفضل بن الحسین الطبری ۱۲

قولہ محمد ابن احمد المکی النہروالی الگجراتی الہندی ثم المکی بن احفاد القاضی محمود خان الدہلوی

۱۰۹ قولہ القانید فی حلاوۃ الاسانید کان ینبغی ایرادہ فی القاف ۱۲

۱۱۱ قولہ الامام صوابہ الالمام لما یاتی ص ۱۱۷ ان الامام فی شرح الالمام سبق ذکرہ ۱۲

۱۱۱ قولہ للشیخ عز الدین کتاب الامام عزاہ فی نصب الرایۃ فی مواضع کثیرۃ للامام تقی الدین ابن دقیق العید رحمہ اللہ تعالی ص ۲۲۳ و ۷ و ۱۷ وغیرہا وانظرہ الامام الاتی ۱۲ ذکرہ فی فوات الوفیات الامام والالمام کلیہما لابن دقیق العید ص ۲۴۴ و ذرافی التکمیل ص شرح الالمام لہ وسبق للمصنف عزو الالمام وشرحہ معا الیہ واللہ تعالی اعلم وبہ انکشف الامر فالالمام لابن دقیق العید ولہ الامام فی شرح الالمام والی ہذا الامام القول فی نصب الرایۃ اما الامام فی ادلۃ الاحکام فلعلہ للامام ابن عبدالسلام واللہ تعالی اعلم

۱۲ قولہ انتصار المذہب وذکر فی مقدمۃ الدر المختار الانتصار لامام ائمۃ الامصار لسبط ابن الجوزی فی مناقب الامام الاعظم رضی اللہ تعالی عنہ

(محاشیات)

تدبیر فلاح ونجات واصلاح (امام احمد رضا خاں بریلوی م ۱۳۴۰ھ)

مسلمانان اہل سنت کی فلاح کی سچی تدبیریں از علمائے ربانی کی بابت رائیں

جن سے

روز روشن کی طرح واضح ہو جائے کہ مسلمانوں کے مصائب کا اصلی راز کیا ہے اور انکو اپنی نیز ترکی سلطنت کی امداد کا کیا طریقہ اختیار کرنا چاہیے

مسمّٰی بہ نام تاریخی

تدبیر فلاح ونجات واصلاح

۱۳۳۱ھ

جسکو

حضور پر نور اعلیحضرت امام اہلسنت مجدد دین وملت رضی اللہ تعالٰی عنہ نے محض مسلمانوں کی فلاح وترقی اور نجات واصلاح کے لیے مرتب فرمایا

اور

محمد حسنین رضا خاں نے اپنی اہتمام سے حسنی پریس بریلی میں چھپا کر شائع کیا

بار دوم ۱۰۰۰ اجلد — قیمت ۱/

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

صہ ۱۲ قولہ موافق اوس کے وزن کے۔ احمق خط کے لفظ ہی آور معنی نہ سمجھے بھاری میں وزن زیادہ ہے لعنہ اوس مزاحمت ہوا پر جلد غالب آتا ہے زیادہ وزن کیا معنی یہی نہ کہ وہ زیادہ کھینچا جاتا ہے یہ خواہش اوسکی اپنی ذات سے ہے تو یہی میل طبعی ہے جسکا تونے ابھی ص ۱۱ پر انکار کیا اور اگر جذب زمین کے سبب ہے تو ظاہر ہوا کہ اسپر جذب زمین کا اثر زائد ہے اور وہ باطل ہوا کہ جذب کا اثر سب پر یکساں ہے ۱۲ یہاں سے اوس مشاہدہ کا [illegible] رد ہو گئی ہو [illegible] کہ زمین [illegible] ۱۲

صہ ۵۹ قولہ زاویہ حادہ کے ہوتا ہے۔ روش دائرہ سے مدار بیضی پر پایا وہ کہ بحالت دائرہ زاویہ قائمہ بناتا اب حادہ بنائیگا ۱۲

قولہ اوسیقدر یہ نطاق اس سے باطل ہے کہ ۱ سے ح تک ہی حرکت برابر تیز ہوتی ہے لیکن ا سے ط تک زمین برابر قریب مرکز ہوتی جاتی ہے یہانتک کہ خط ہر غایت قرب میں آتی ہے اسے اقصر الخطوط ہے ۱۲

قولہ زیادہ ہوتا ہے اسکا عکس ہے کہ حرکت جسقدر متناقص ہو زور متنفر المرکز کم ہو یہ نطاق اس سے باطل ہے کہ ح سے ا تک حرکت برابر متناقص ہے لیکن ص سے ا تک زمین برابر مرکز سے بعید تر ہوتی جاتی ہے یہانتک کہ ط پر غایت بعد پاتی ہے کہ یہ اطول خطوط ہے ۱۲

صہ ۶۰ قولہ اوسکی حرکت متنفر المرکز اسکا عکس ہے کہ جب زمین ط پر پہنچی قوت

۱۲

مآخذ و مراجع

احمد رضا خان، امام : رسائل رضویہ، جلد ثانی (مرتبہ علامہ محمد عبد الحکیم اختر شاہجہان پوری مظہری) مطبوعہ لاہور، ۱۳۹۶ھ/۱۹۷۶ء

" " : حدائق بخشش، حصہ سوم، مطبوعہ بدایوں

" " : قصیدہ آمال الابرار و آلام الاشرار، مطبوعہ پٹنہ، ۱۳۱۸ھ/۱۹۰۰ء

" " : الاستمداد علی اجیال الارتداد، مطبوعہ فیصل آباد ۱۳۹۷ھ/۱۹۷۷ء

" " : الکلمۃ الملہمۃ فی الحکمۃ المحکمۃ لوھاء فلسفۃ المشئمۃ، مطبوعہ دہلی

" " : نزول آیات فرقان بسکون زمین و آسمان، مطبوعہ لکھنؤ

" " : فتاویٰ رضویہ، جلد ششم مطبوعہ ٹانڈہ، ۱۴۰۲ھ/۱۹۸۱ء

" " : مقال عرفا باعزاز شرع و علماء، مطبوعہ دہلی

" " : عطایا القدیر فی حکم التصویر، مطبوعہ بریلی، ۱۳۳۱ھ/۱۹۱۲ء

" " : شفاء الوالہ فی صور الحبیب و مزارہ و نعالہ، مطبوعہ بریلی

" " : جلی الصوت لنہی الدعوت امام الموت، مطبوعہ بریلی

" " : برایق المنار بشموع المزار، مطبوعہ لاہور

" : اجلی التجہیز فی حکم السماع و المزامیر

احمد رضا خان، امام : حسام الحرمین، مطبوعہ لاہور

〃 〃 : الدولۃ المکیہ بالمادۃ الغیبیہ، مطبوعہ کراچی

〃 〃 : فتاویٰ رضویہ، جلد اوّل، مطبوعہ بمبئی

〃 〃 : فتاویٰ رضویہ، جلد سوم، مطبوعہ مبارک پور

〃 〃 : فتاویٰ رضویہ، جلد یازدھم، مطبوعہ کراچی

〃 〃 : الکشف شافیا لحکم فونوغرافیا، مطبوعہ لاہور

〃 〃 : قصیدہ غوثیہ (منظومہ) مطبوعہ لاہور

〃 〃 : الزمزمۃ القمریہ فی الذب عن الخمریہ، مطبوعہ لاہور

〃 〃 : حدائق بخشش، جلد اوّل و دوم، مطبوعہ کراچی

〃 〃 : تدبیر فلاح و نجات و اصلاح، مطبوعہ کلکتہ، ۱۳۳۱ھ / ۱۹۱۲ء

〃 〃 : حجب العوار عن مخدوم بہار، مطبوعہ لاہور

احمد عبدالغفور عطار : شیخ الاسلام محمد بن عبدالوہاب

ابن عابدین شامی : ردّ المحتار شرح درِّ مختار، مطبوعہ ۱۳۴۹ھ / ۱۹۳۰ء

اسماعیل دہلوی : صراطِ مستقیم، مطبوعہ دیوبند

اشرف علی تھانوی : حفظ الایمان

اعجاز ولی خان : ضمیمہ المعتقد المنتقد، مطبوعہ لاہور

امداد اللہ مہاجر مکی : فیصلۂ ہفت مسئلہ (مع تشریح و توضیح مفتی محمد خلیل خان قادری برکاتی) مطبوعہ لاہور، ۱۴۰۷ھ / ۱۹۸۶ء

انسائیکلو پیڈیا آف اسلام، جلد ہفتم، مطبوعہ پنجاب یونیورسٹی، لاہور

نور زمان : سیستان، مطبوعہ لاہور، ۱۴۰۱ھ / ۱۹۸۰ء

جاوید اقبال : زندہ رُود، جلد ثانی، مطبوعہ لاہور
بدر عالم : فیض الباری، جلد اوّل، مطبوعہ دیوبند، سنہ ۱۴۰۱ھ / سنہ ۱۹۸۰ء
حسن رضا خاں، ڈاکٹر : فقیہِ اسلام، مطبوعہ الٰہ آباد، سنہ ۱۴۰۲ھ / سنہ ۱۹۸۱ء
حسنین رضا خاں : سیرتِ اعلیٰ حضرت (مرتبہ سید مظہر قیوم) مطبوعہ پیلی بھیت سنہ ۱۴۰۴ھ / ۱۹۸۳ء
حسین احمد دیوبندی : نقشِ حیات، جلد ثانی، مطبوعہ دہلی
" " " : الشہاب الثاقب علی المسترق الکاذب، مطبوعہ لاہور
خلیل احمد انبیٹھوی : المہند علی المفند، مطبوعہ کراچی۔
خلیل احمد انبیٹھوی : البراھین القاطعہ علی ظلام الانوار الساطعہ، مطبوعہ دیوبند
رحمان علی مولوی : تذکرۂ علمائے ہند، مطبوعہ لکھنو
رشید احمد گنگوہی : فتاویٰ رشیدیہ، مطبوعہ دیوبند، سنہ ۱۳۴۱ھ / سنہ ۱۹۲۲ء
رئیس احمد جعفری : اوراقِ گم گشتہ، مطبوعہ لاہور، سنہ ۱۳۸۸ھ / سنہ ۱۹۶۸ء
" " " : چراغِ صبحِ رسالت، مطبوعہ کراچی، سنہ ۱۳۹۱ھ / سنہ ۱۹۷۱ء
زید ابوالحسن فاروقی : مولوی اسماعیل دہلوی اور تقویۃ الایمان، مطبوعہ دہلی، سنہ ۱۴۰۵ھ / سنہ ۱۹۸۴ء
سلیمان بن عبدالوہاب : الصواعق الالٰھیۃ، مطبوعہ استنابول، سنہ ۱۳۹۵ھ / سنہ ۱۹۷۵ء
سلیمان اشرف بہاری : المبین، مطبوعہ علی گڑھ، سنہ ۱۳۲۹ھ / سنہ ۱۹۲۰ء
شاہ حسین گردیزی : حقائقِ تحریک بالاکوٹ، مطبوعہ کراچی، سنہ ۱۴۰۳ھ / سنہ ۱۹۸۲ء
شرکتِ حنفیہ : انوار رضا، مطبوعہ لاہور، سنہ ۱۳۹۸ھ / سنہ ۱۹۷۷ء
عبدالحئی ندوی : نزھۃ الخواطر وبہجۃ المسامع والنواظر، جلد ہشتم، مطبوعہ کراچی، سنہ ۱۳۹۶ھ / سنہ ۱۹۷۶ء

عبدالنبی کوکب، قاضی: مقالات یوم رضا، حصہ سوم، مطبوعہ لاہور ۱۳۹۱ھ / ۱۹۷۱ء۔

عبدالوحید قاضی : دربارِ حق وہدایت، مطبوعہ پٹنہ

عثمان بن بشیر نجدی : عنوان المجد فی تاریخ نجد، جلد اوّل

علی طنطاوی : محمد بن عبدالوہاب

غلام شبیر قادری : تذکرۂ نوری، مطبوعہ فیصل آباد، ۱۳۹۸ھ / ۱۹۷۸ء

فضل رسول بدایونی : المعتقد المنتقد مع تعلیقات المعتمد المستند، مطبوعہ استانبول ۱۳۹۵ھ / ۱۹۷۵ء

محبوب علی : تاریخ الائمہ (قلمی)، مخزونہ جامعہ ہمدرد، نئی دہلی محررہ ۱۲۵۱ھ / ۱۸۳۵ء

محمد بن عبدالوہاب : کشف الشبہات

محمد ایوب قادری، پروفیسر: جنگ آزادی ۱۸۵۷ء مطبوعہ لاہور ۱۳۹۷ھ / ۱۹۷۶ء

محمد برہان الحق جبلپوری : اکرام امام احمد رضا (مرتبہ، پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد) مطبوعہ لاہور، ۱۴۰۲ھ / ۱۹۸۱ء

محمد جعفر تھانیسری : حیات سید احمد شہید، مطبوعہ کراچی، ۱۳۸۸ھ / ۱۹۶۸ء

محمد جلال الدین قادری : امام احمد رضا کا نظریۂ تعلیم مطبوعہ لاہور، ۱۴۰۵ھ / ۱۹۸۴ء

محمد جمیل الرحمٰن قادری : تحقیقات قادریہ، مطبوعہ بریلی، ۱۳۳۹ھ / ۱۹۲۰ء

محمد صادق قصوری : خلفائے اعلیٰ حضرت، مطبوعہ کراچی ۱۹۹۲ء

" " : اکابر تحریک پاکستان، جلد اوّل ودوم، مطبوعہ لاہور

محمد صدیق ہزاروی : تعارف علمائے اہلِ سنت، مطبوعہ لاہور، ۱۴۰۰ھ / ۱۹۷۹ء

محمد ظفر الدین قادری رضوی : حیاتِ اعلیٰ حضرت، جلد اوّل، مطبوعہ کراچی
" " " " : المجمل المعدد تالیفات المجدد، مطبوعہ لاہور، ۱۳۹۴ھ / ۱۹۷۴ء

محمد عبد القدیر بدایونی : ہندو مسلم اتحاد پر کھلا خط مہاتما گاندھی کے نام، مطبوعہ علی گڑھ، ۱۳۴۴ھ / ۱۹۲۵ء

محمد عبد الحکیم شرف قادری : تذکرۂ اکابر اہلِ سنت، مطبوعہ لاہور ۱۹۷۴ء

محمد فاروق القادری، پروفیسر : امام احمد رضا اور رد بدعت، مطبوعہ لاہور، ۱۴۰۲ھ / ۱۹۸۱ء

محمد محدث کچھوچھوی : خطبۂ صدارت جمہوریۂ اسلامیہ، مطبوعہ مراد آباد

محمد مرید احمد چشتی : جہانِ رضا، مطبوعہ لاہور، ۱۴۰۲ھ / ۱۹۸۱ء
" " " : خیابانِ رضا، مطبوعہ لاہور ۱۴۰۳ھ / ۱۹۸۲ء

محمد مسعود احمد، پروفیسر : تحریکِ آزادیٔ ہند اور السواد الاعظم، مطبوعہ، لاہور ۱۴۰۰ھ / ۱۹۸۰ء

" " " " : امام احمد رضا اور عالمِ اسلام، مطبوعہ کراچی ۱۴۰۳ھ / ۱۹۸۲ء

" " " " : سیرت مجدد الف ثانی، مطبوعہ کراچی ۱۴۰۴ھ / ۱۹۸۳ء
" " " " : فاضل بریلوی اور ترکِ موالات، مطبوعہ لاہور ۱۳۹۱ھ / ۱۹۷۱ء

" " " " : فاضل بریلوی علمائے حجاز کی نظر میں، مطبوعہ لاہور ۱۳۹۳ھ / ۱۹۷۳ء
" " " " : گناہِ بے گناہی، مطبوعہ لاہور، ۱۴۰۳ھ / ۱۹۸۲ء

محمد مسعود احمد، پروفیسر : تنقیدات و تعاقبات امام احمد رضا، مطبوعہ لاہور ۱۴۱۱ھ / ۱۹۹۱ء

〃 〃 〃 〃 : حیاتِ مولانا احمد رضا خاں بریلوی، مطبوعہ لاہور ۱۴۰۲ھ / ۱۹۸۱ء

محمد مصطفیٰ رضا خاں : الطاری الداری لہفوات عبدالباری، مطبوعہ بریلی۔

محمد مقبول احمد قادری : پیغاماتِ یوم رضا، مطبوعہ لاہور، ۱۳۹۱ھ / ۱۹۷۱ء

محمد نقی علی خاں : اصول الرشاد لقمع مبانی الفساد، مطبوعہ سیتا پور، ۱۲۹۸ھ / ۱۸۸۰ء

محمد یٰسین اختر مصباحی : امام احمد رضا اور ردِّ بدعات و منکرات، مطبوعہ دہلی ۱۴۰۶ھ / ۱۹۸۵ء

〃 〃 〃 〃 : امام احمد رضا اربابِ علم و دانش کی نظر میں، مطبوعہ الٰہ آباد، ۱۳۹۸ھ / ۱۹۷۷ء

محمود احمد قادری : تذکرۂ علمائے اہل سنّت، مطبوعہ کانپور، ۱۳۹۱ھ / ۱۹۷۱ء

محمود حسن دیوبندی : الجہد المقل، مطبوعہ ساڈھورہ

〃 〃 〃 : خطبۂ صدارت، مطبوعہ دیوبند

مسعود حسن علوی : آثرِ حکیم الامت، مطبوعہ لاہور ۱۳۹۶ھ / ۱۹۷۷ء

نصرۃ الابرار : مطبوعہ لاہور

نظامی بدایونی : قاموس المشاہیر، مطبوعہ بدایوں

نور احمد قادری : مقالہ، مطبوعہ، کراچی ۱۴۰۱ھ / ۱۹۸۰ء

وحید احمد مسعود : سید احمد شہید کی صحیح تصویر، مطبوعہ لاہور ۱۳۸۶ھ/۱۹۶۷ء

ہمفرے : اعترافات، مطبوعہ، لاہور

Barbara D. Metcalf: Islamic Revival in British India-Deoband (1860-1900)

Desai, Ziyaud din Ahmad: Centres of Islamic Learning in India, Delhi, 1979

Mushirul Hasan: Communal and Pan-Islamic Trends in Colonial India, Delhi, 1981

Usha Sanyal: Maulana Ahmad Riza Khan Bareilvi and the Ahl e Sunnat wa Jama'at Movement in British India (1870-1921).

Neglected Genius of the East, Lahore, 1978

The Saviour (Nigar Erfaney), Karachi, 1989

A Baseless Blame (Prof.M.A.Qadir), Karachi, 1991 and Durban

The light (Prof. M. A. Qadir), Durban, 1991

Guide and Guidance (Nigar Erfaney), Durban, 1991

Imam Ahmad Raza-Reflections and Impressions, (Prof Zainuddin Siddiqi), Durban, 1992

خانوادۂ محدث بریلی کے تفصیلی حالات کے لیے مندرجہ ذیل مآخذ سے رجوع فرمائیں :۔

۱۔ اختر رضا خاں : سفینۂ بخشش (۱۴۰۷ء) مطبوعہ بریلی۔
۲۔ ریاست علی قادری : مفتی اعظم، مطبوعہ کراچی
۳۔ عبد النعیم عزیزی : مفتی اعظم، مطبوعہ بریلی
۴۔ عبد النعیم عزیزی : حجۃ الاسلام، مطبوعہ بریلی
۵۔ عبد المجتبیٰ رضوی : تذکرہ مشائخ قادریہ رضویہ، مطبوعہ دہلی ۱۹۸۹ء
۶۔ محمود احمد قادری : تذکرہ علمائے اہل سنت، مطبوعہ کانپور ۱۹۷۲ء
۷۔ محمد شہاب الدین رضوی : مفتی اعظم اور ان کے خلفاء مطبوعہ بمبئی ۱۹۹۰ء
۸۔ محمد ابراہیم خوشتر صدیقی : تذکرہ جمیل، مطبوعہ دہلی ۱۹۹۱ء
۹۔ محمد جلال الدین قادری : خطبات آل انڈیا سنی کانفرنس، گجرات ۱۹۷۸ء
۱۰۔ محمد جلال الدین قادری : محدث اعظم پاکستان، مطبوعہ لاہور ۱۹۸۹ء
۱۱۔ محمد ظفر الدین رضوی : حیات اعلیٰ حضرت، جلد اوّل، مطبوعہ کراچی
۱۲۔ مرزا عبد الوحید بیگ : حیات مفتی اعظم، مطبوعہ دہلی ۱۹۹۰ء
۱۳۔ مفتی اعظم نمبر، ماہنامہ استقامت، کانپور، ۱۹۸۳ء
۱۴۔ مفتی اعظم نمبر، ماہنامہ دامن مصطفےٰ، بریلی، ۱۹۹۰ء
۱۵۔ مفتی اعظم ڈائری، مطبوعہ بمبئی۔

ماہنامے

تحفۂ حنفیہ (پٹنہ) شمارہ ربیع الآخر ۱۳۱۲ھ / ۱۱۰۱ء

" " شمارہ ربیع الآخر ۱۲۱۶ھ / ۱۱۰۹ء

شمارہ جمادی الآخر ۱۲۲۰ھ / ۱۱۰۲ء

الرضا (بریلی) شمارہ صفر المظفر ۱۲۲۹ھ / ۱۱۲۰ء

" " شمارہ ربیع الآخر وجمادی الاولیٰ ۱۲۴۰ھ / ۱۹۲۱ء

" " شمارہ محرم الحرام ۱۲۱۶ھ / ۱۱۰۱ء

" " شمارہ صفر المظفر ۱۲۲۱ھ / ۱۱۱۱ء

" " شمارہ ربیع الآخر ۱۲۲۱ھ / ۱۱۱۹ء

" " شمارہ رجب المرجب تا جمادی الآخری ۱۲۲۹ھ / ۱۱۲۱ء

السواد الاعظم (مرادآباد) شمارہ شعبان المعظم ۱۱۱۱ھ / ۱۹۲۱ء

" " شمارہ ذیقعد ۱۲۵۰ھ / ۱۱۳۱ء

اشرفیہ (مبارکپور) شمارہ دسمبر ۱۱۱۰ء / ۱۱۰۱ھ

صوت الشرق (قاہرہ) شمارہ فروری ۱۱۱۰ء / ۱۲۹۰ھ

کتابی دنیا (کراچی) شمارہ نومبر ۱۱۲۰ء / ۱۱۱۰ھ

معارف (اعظم گڑھ) شمارہ ستمبر ۱۹۲۹ء / ۱۲۶۱ھ

" " شمارہ ۱۹۴۰ء / ۱۳۵۹ھ

معارف رضا (کراچی) ۱۹۸۲ء / ۱۴۰۲ھ
نقوش (لاہور) رسول نمبر

روزنامے

پیسہ اخبار (لاہور) ۲ر نومبر ۱۹۲۱ء / ۱۳۴۰ھ
جنگ (کراچی) یکم فروری ۱۹۸۲ء / ۱۴۰۲ھ
نیویارک ٹائمز (نیویارک) ۱۶ / ۱۸ر دسمبر ۱۹۱۹ء / ۱۳۳۸ھ

الرضا
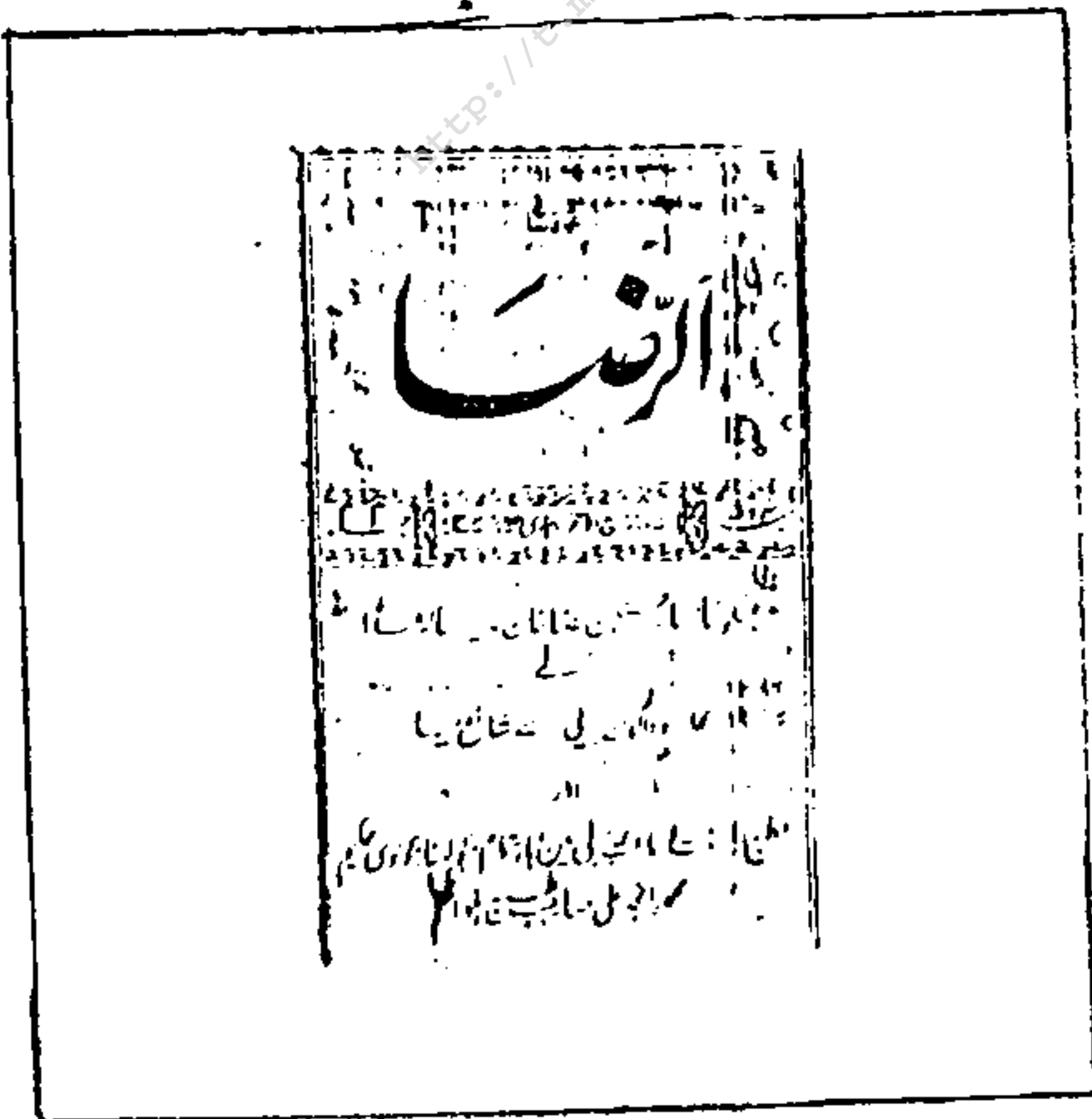
مصنف ایک نظر میں

(۱) نام : محمد مسعود احمد بن مفتی اعظم شاہ محمد مظہر اللہ نقشبندی مجددی دہلوی

(۲) سنہ و مقام ولادت : ۱۳۴۹ھ / ۱۹۳۰ء، دہلی (ہندوستان)

۳- تعلیم : (ا) درس نظامی، مدرسہ عالیہ عربیہ، دہلی ۱۹۴۷ء
(ب) فاضل فارسی، مشرقی پنجاب یونیورسٹی، شملہ، ۱۹۴۸ء
(ج) ایم اے، سندھ یونیورسٹی، حیدرآباد سندھ، ۱۹۵۶ء
(د) پی ایچ ڈی، سندھ یونیورسٹی، جام شورو، سندھ ۱۹۷۱ء

(۴) بیعت : سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ

(۵) اجازت و خلافت : (ا) سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ
(ب) سلسلہ عالیہ قادریہ

(۶) تمغات :-
(ا) چانسلر گولڈ میڈل، سندھ یونیورسٹی، حیدرآباد سندھ ۱۹۵۸ء
(ب) وائس چانسلر سلور میڈل، سندھ یونیورسٹی، حیدرآباد سندھ ۱۹۵۸ء
(ج) گولڈ میڈل، پاکستان انٹی لیکچول فورم، کراچی ۱۹۹۰ء
(د) گولڈ میڈل، ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا، کراچی ۱۹۹۱ء
(ہ) نشانِ فضیلت، صدر پاکستان، اسلام آباد ۱۹۹۲ء

(۷) ملازمت : (ا) لیکچرر ۱۹۶۰ء / ۱۹۶۶ء

(ب) اسسٹنٹ پروفیسر ۱۹۶۹ء ــــــ ۱۹۷۴ء

(ج) پروفیسر / پرنسپل ۱۹۷۴ء ــــــ ۱۹۹۲ء

(د) ایڈیشنل سکریٹری، وزارتِ تعلیم حکومتِ سندھ، ۱۹۹۰ء

(۸) ممبر بورڈ آف اسٹڈیز۔ شعبہ اردو، سندھ یونیورسٹی، جام شورو (سندھ)

(۹) ڈاکٹریٹ شعبہ علوم اسلامیہ، کراچی یونیورسٹی، کراچی

(۱۰) ڈاکٹریٹ شعبہ اردو، شاہ عبداللطیف یونیورسٹی، خیرپور میرس، سندھ

(۱۱) سرپرست:۔ (ا) ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا، کراچی

(ب) بزمِ اربابِ طریقت، کراچی

(۱۲) مطبوعات:۔ (ا) مطبوعہ کتب و رسائل = ۶۰

(ب) مطبوعہ تحقیقی مقالات = ۷۰

(ج) مطبوعہ مضامین = ۲۲۶

(۱۳) تخصص:۔ امام احمد رضا محدث بریلوی

(۱۴) خصوصی مقالات:۔

(ا) مقالۂ خصوصی برائے اردو انسائیکلو پیڈیا آف اسلام، پنجاب یونیورسٹی، لاہور (پاکستان)

(ب) مقالۂ خصوصی برائے انسائیکلو پیڈیا آف اسلام، پیرس (فرانس)

(ج) مقالۂ خصوصی برائے رائل اکیڈمی آف اسلامک سویلزیشن اینڈ ریسرچ، عمان (اردن)

(د) مقالۂ خصوصی برائے انسائیکلو پیڈیا آف اسلامیکا فاؤنڈیشن، تہران (ایران)

(ھ) مقالۂ خصوصی برائے پاکستان نیشنل ہجرہ کونسل، اسلام آباد

پاکستان۔

(۱۵) سوانحی مآخذ:۔

(ا) پروفیسر ڈاکٹر سید محمد عارف، تذکرۂ مسعود، کراچی ۱۹۷۶ء

(ب) آر، بی مظہری، جہانِ مسعود، کراچی ۱۹۸۵ء

(ج) محمد عبدالستار طاہر، منزل بہ منزل، کراچی ۱۹۹۱ء

(د) محمد عبدالستار طاہر وغیرہ، آئینۂ ایام (زیرِ تدوین)

(ھ) غلام یحییٰ مصباحی، علمائے اہلِ سنت کی ادبی خدمات، بنارس یونیورسٹی، بنارس ۱۹۹۳ء

(و) مولینا محبوب احمد چشتی، گزشتہ بیس سال میں علماء اہلسنت پاکستان کی قلمی خدمات، جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور ۱۹۹۲ء

(ز) علامہ محمد عبدالحکیم اختر شاہجہاں پوری، مکاتیبِ مسعودی، لاہور

(ح) محمد صدیق ہزاروی، تعارف علمائے اہلِ سنت، لاہور ۱۹۷۶ء

(۱۶) پتہ:۔

۲/۱۷۔سی

پی۔ای۔سی۔ایچ۔سوسائٹی

کراچی۔۷۵۴۰۰ (سندھ، پاکستان)

فون نمبر ۴۵۵۲۴۶۸

مصنف کی مطبوعات

۱۔ حیدرآباد کی معاشی تاریخ — حیدرآباد، سندھ — ۱۹۵۸ء

۲۔ تمدن ہند پر اسلامی اثرات — لاہور — ۱۹۶۴ء

۳۔ شاہ محمد غوث گوالیاری — میرپور خاص سندھ — ۱۹۶۴ء

۴۔ دائمی تقویم — کوئٹہ — ۱۹۶۷ء

۵۔ مظہر الاخلاق — کراچی — ۱۹۶۸ء

۶۔ تذکرۂ مظہر مسعود — کراچی — ۱۹۶۹ء

۷۔ ارکانِ دین — کراچی — ۱۹۶۹ء

۸۔ مواعظِ مظہری — کراچی — ۱۹۶۹ء

۹۔ مکاتیبِ مظہری (جلد اول) — کراچی — ۱۹۶۹ء

۱۰۔ فتاویٰ مظہری — کراچی — ۱۹۷۰ء

۱۱۔ فاضل بریلوی اور ترکِ موالات — لاہور — ۱۹۷۱ء

۱۲۔ فاضل بریلوی علماء حجاز کی نظر میں — لاہور — ۱۹۷۳ء

۱۳۔ حیاتِ مظہری — کراچی — ۱۹۷۴ء

۱۴۔ عاشقِ رسول — لاہور — ۱۹۷۶ء

۱۵۔ سیرت مجدد الف ثانی — کراچی — ۱۹۷۶ء

۱۶۔ مظہر العقائد — سیالکوٹ — ۱۹۷۶ء

نمبر	کتاب	مقام	سنہ
۱۷۔	موجِ خیال	کراچی	۱۹۷۷ء
۱۸۔	حضرت مجدد الف ثانی اور ڈاکٹر محمد اقبال	لاہور	۱۹۷۷ء
۱۹۔	عاشقِ رسول مولانا محمد عبدالقدیر بدایونی	لاہور	۱۹۷۹ء
۲۰۔	حیاتِ فاضل بریلوی	لاہور	۱۹۷۱ء
۲۱۔	شاعرِ محبت	گجرات	۱۹۷۸ء
۲۲۔	محبت کی نشانی	کراچی	۱۹۸۰ء
۲۳۔	حیاتِ مولانا احمد رضا خاں بریلوی	سیالکوٹ	۱۹۸۱ء
۲۴۔	گناہِ بے گناہی	لاہور	۱۹۸۱ء
۲۵۔	حیاتِ امام اہلِ سنت	مبارک پور	۱۹۸۱ء
۲۶۔	اکرامِ امام احمد رضا	لاہور	۱۹۸۱ء
۲۷۔	دائرۂ معارفِ امام احمد رضا	کراچی	۱۹۸۲ء
۲۸۔	ماہ و انجم	سیالکوٹ	۱۹۸۲ء
۲۹۔	امام احمد رضا اور عالمِ اسلام	کراچی	۱۹۸۳ء
۳۰۔	نور و نار	مبارک پور	۱۹۸۳ء
۳۱۔	اجالا	کراچی	۱۹۸۴ء
۳۲۔	رہبر و رہنما	کراچی	۱۹۸۶ء
۳۳۔	آخری پیغام	کراچی	۱۹۸۶ء
۳۴۔	فتاویٰ مسعودی	کراچی	۱۹۸۷ء
۳۵۔	جشنِ بہاراں	کراچی	۱۹۸۸ء

۳۶۔ تنقیدات و تعاقبات امام احمد رضا	لاہور	۱۹۸۸ء
۳۷۔ جشنِ بہاراں	لاہور	۱۹۸۸ء
۳۸ جانِ جاناں	کراچی	۱۹۸۹ء
۳۹۔ آئینۂ رضویات (جلد اوّل) (مرتبہ پروفیسر مجید اللہ قادری)	کراچی	۱۹۸۹ء
۴۰۔ جانِ ایماں	لاہور	۱۹۸۹ء
۴۱۔ غریبوں کے غمخوار	لاہور	۱۹۹۰ء
۴۲۔ عشق ہی عشق	لاہور	۱۹۹۰ء
۴۳۔ امام احمد رضا اور علوم جدیدہ و قدیمہ	لاہور	۱۹۹۱ء
۴۴۔ دعائے خلیل	لاہور	۱۹۹۱ء
۴۵۔ امام احمد رضا اور عالمی جامعات	صادق آباد	۱۹۹۱ء
۴۶۔ الشیخ احمد رضا خان البریلوی	کراچی	۱۹۹۱ء
۴۷۔ قیامت	کراچی	۱۹۹۰ء
۴۸۔ رحمۃ للعالمین	لاہور	۱۹۹۱ء
۴۹۔ گویا دبستان کھل گیا	لاہور	۱۹۹۱ء
۵۰۔ سرتاج الفقہاء	لاہور	۱۹۹۰ء
۵۱۔ کل کے معمار (مرتبہ محمد عبدالستار طاہر)	لاہور	۱۹۹۱ء
۵۲۔ عیدوں کی عید	کراچی	۱۹۹۲ء
۵۳۔ مکاتیب مظہری، جلد دوم		غیر مطبوعہ
۵۴۔ جس کا انتظار تھا		زیر تدوین
۵۵۔ من کی دنیا		زیر تدوین

۵۶- ستم بالائے ستم — زیر تدوین

۵۷- ہم کدھر چلے گئے؟ — زیر تدوین

۵۸- کراچی سے بریلی تک — زیر تدوین

۵۹- گلستانِ مسعود (مرتبہ احمد حسین قادری وغیرہ) — زیر تدوین

۶۰- مولودِ مسعود — زیر تدوین

۶۱- آئینۂ رضویات، جلد دوم (مرتبہ محمد عبدالستار طاہر) کراچی ۱۹۹۳ء

تصانیف کے تراجم

(عربی، انگریزی، ہندی، سندھی، گجراتی)

	کتاب	مترجم	زبان	مقام اشاعت	سنہ طباعت و ترجمہ
۱۔	اُجالا	ایم خطاب	انگریزی	انگلستان	سنہ ۱۹۸۵ء
۲۔	اُجالا	محمد عبدالرسول نازنگی	سندھی	کراچی	سنہ ۱۹۸۵ء
۳۔	حیات امام اہل سنت	"	"	غیر مطبوعہ	سنہ ۱۹۱۷ء
۴۔	اُجالا	پروفیسر ایم اے قادر	انگریزی	کراچی	سنہ ۱۹۸۶ء
۵۔	گناہِ بے گناہی	مولانا محمد مومن رضوی	سندھی	غیر مطبوعہ	سنہ ۱۹۸۸ء
۶۔	رہبر و رہنما	نگار عرفانی	انگریزی	کراچی	سنہ ۱۹۸۹ء
۷۔	جشنِ بہاراں	پروفیسر عبدالرزاق	سندھی	غیر مطبوعہ	سنہ ۱۹۸۹ء
۸۔	گناہِ بے گناہی	پروفیسر ایم اے قادر	انگریزی	کراچی، ڈربن	سنہ ۱۹۹۱ء
۹۔	رہبر و رہنما	نگار عرفانی	انگریزی	ڈربن (جنوبی افریقہ)	سنہ ۱۹۹۲ء
۱۰۔	گناہِ بے گناہی	نرناج جین ایڈووکیٹ	ہندی	غیر مطبوعہ	سنہ ۱۹۹۲ء
۱۱۔	حیات مولانا احمد رضا خاں بریلوی	مولانا محمد عارف اللہ مصباحی	عربی	کراچی	سنہ ۱۹۹۲ء
۱۲۔	رہبر و رہنما	پروفیسر ایم اے قادر	انگریزی	ڈربن (جنوبی افریقہ)	سنہ ۱۹۹۲ء
۱۳۔	احمد رضا خاں بریلوی	علامہ مفتی محمد نصر اللہ افغانی	عربی	غیر مطبوعہ	سنہ ۱۹۹۲ء
۱۴۔	غریبوں کے غمخوار	جاوید اقبال نورانی	ہندی	غیر مطبوعہ	سنہ ۱۹۹۲ء

	کتاب	مترجم	زبان	مقامِ اشاعت	سنہ طباعت ترجمہ
۱۵۔	گویا دبستان کھل گیا	پروفیسر زین الدین صدیقی	انگریزی	ڈربن (جنوبی افریقہ)	۱۹۹۲ء
۱۶۔	حیات مولانا احمد رضا خاں بریلوی	پروفیسر رحمت اللہ	انگریزی، اُمباڑی، تامل ناڈو		۱۹۹۲ء
۱۷۔	محبت کی نشانی	مولانا افتخار احمد قادری	عربی	ریاض	۱۹۹۳ء
۱۸۔	جانِ جاناں	سرتاج حسین رضوی	ہندی	بریلی	غیر مطبوعہ
۱۹۔	نور دنار	〃 〃 〃	〃	〃	〃
۲۰۔	گناہِ بے گناہی	〃 〃 〃	〃	〃	〃
۲۱۔	اجالا	———	گجراتی		
۲۲۔	اُجالا	———	ہندی		〃
۲۳۔	رہبر و رہنما	الحاج خالد علی خان	〃		〃
۲۴۔	اُجالا	———	فرانسیسی	ماریشس	〃